اسے اس لیزر گائیڈنگ ڈیوائس سمیت ایک کنوئیں میں پھینک دیا جو وہ اپنے آقاؤں کے ایما پر ان پرزوں میں نصب کر چکا تھا۔ ہوٹل پہنچتے ہی بلیک ڈیڈ اور جینی کے پیغامات ہمارے منتظر تھے۔ میں نے ویرا کے کہنے پر بلیک ڈیڈ سے بات کی تو یہ انکشاف ہوا کہ وہ ہماری نگرانی کروا رہا ہے۔ وہ ویرا سے ملنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں غیر متوقع طور پر میں فائل کو ڈی کوڈ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سی آئی اے، آئزک بیل، راس المیڈا اور امریکی صدر کی پرسنل سیکریٹری کے درمیان ہونے والا ایک معاہدہ تھا جس کا مقصد پاکستان، ایران اور افغانستان کے مفادات کی تباہی تھا۔ میں نے آئزک بیل سے اس حوالے سے بات کی تو اس کا سارا غرور خاک میں مل گیا۔ اول خان کو میں نے خوش خبری سنا دی کہ کراچی بھیجے جانے والے پرزے بے فکری سے استعمال کیے جاسکتے ہیں اور فائل ڈی کوڈ ہو گئی ہے۔ اس نے بتایا کہ سلطان شاہ کو امریکی قنصلیہ کے ایئر اتاشی کے ذریعے مجھے پاکستان لایا جا رہا ہے اور یک مونڈے امریکا روانہ ہو رہا ہے۔ میں نے ویرا کے ساتھ بلیک ڈیڈ سے ملاقات کی تو پتا چلا وہ ناری ایک ایک حرکت سے باخبر تھا۔ اس کے ایما پر میں نے آئزک بیل سے فائل کے تبادلے کی بات کی اور اسے ایکسپریس وے پر بلا لیا۔ بلیک ڈیڈ نے پیچھا ہوئی گاڑی سے فائر کر کے آئزک بیل کو زخمی کر دیا۔ بدری ناتھ کے ذریعے مجھے پتا چلا کہ سی آئی اے کے علم میں سبز فائل کی گمشدگی آچکی ہے۔ میں نے اسے ایک فرضی ایرانی ایجنٹ عباس کرمانی کے متعلق بتایا کہ فائل اس کے قبضے میں ہے۔ ابھی میں اس سے فون پر بات ہی کر رہا تھا کہ لائن ڈراپ ہو گئی۔ خطرہ بھانپ کر ہم بلیک ڈیڈ کے ٹھکانے پر نکل ہو گئے۔ ہمارے ہوٹل چھوڑنے کے بعد شہر کے تمام ہوٹلوں میں عباس کرمانی کی تلاش شروع ہو گئی تھی۔ بلیک ڈیڈ نے بتایا کہ آئزک بیل کو سی آئی اے والے اسپتال سے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہم موجودہ حالات پر غور ہی کر رہے تھے کہ ملازم شام کے اخبارات لے آیا۔ ان میں سے ایک خبر کی پٹی لگی ہوئی سرخی میں میرا نام سب سے نمایاں تھا۔

اب آپ مزید واقعات ملاحظہ کیجیے

"ڈینی یا کرمانی؟" اس اخبار کی کئی انچ چوڑی اور پورے صفحے پر پھیلی ہوئی وہ سہ لفظی سرخی ایک سوالیہ نشان کے ساتھ بہت نمایاں اور دہشت انگیز نظر آرہی تھی۔

ان تین الفاظ کے نیچے جمی ہوئی ذیلی سرخی میں ارب پتی یہودی سرمایہ دار آئزک بیل کی سی آئی اے کے ہاتھوں گرفتاری کا ذکر تھا۔ دوسرے اخبار کی سرخیاں اتنی سنسنی خیز نہیں تھیں۔ وہ میں نے ویرا کے حوالے کر دیا اور خود پوری خبر کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

گیپ امریکی حکومت اور اس کے سازشی شرکا کے درمیان کیا ہوا ایک ایسا سیاہ اور شرمناک معاہدہ تھا کہ سرکاری طور پر کہیں اس کا حوالہ تک نہیں دیا جاسکتا تھا۔ وہ اسی وقت تک اہم اور موثر تھا جب تک اس کا راز متعلقہ فریقوں کے درمیان محدود تھا۔ آئزک بیل کے ہاتھوں سے گیپ کے پانچوں اصل کاغذات نکل جانے کے بعد خبریں اس کی طرف خفیف ترین اشارہ تک نہیں کیا گیا تھا لیکن اخباری نامہ نگار نے اس بات پر کھلی کھلی حیرت کا اظہار کیا تھا کہ واشنگٹن اور نیویارک میں بہت زیادہ معتبر اور بارسوخ تصور کیے جانے والے ڈیوڈ اسٹارز کے سربراہ کے سر پر اچانک ہی مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔

کونکنز مڈ ٹاؤن ایکسپریس وے پر اسے ایک عام اور بے یار و مددگار امریکی کی طرح کسی نے گولی مار کر بری طرح زخمی کر دیا۔ اس سے پہلے کہ نیویارک کی انتظامیہ اس کو وی وی آئی پی علاج معالجے اور دیکھ بھال کی خصوصی سہولتیں فراہم کرتی، اس کی گاڑی میں رکھا ہوا سوٹ کیس ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ گیا۔

اس دھماکے میں ایک اہل کار کی موت اور متعدد افراد کے زخمی ہونے کے بعد بھی مقامی انتظامیہ اس کے لیے فکر و تشویش کا اظہار کرتی رہی مگر آدھی رات کو حالات نے نہ جانے کیا پلٹا کھایا کہ فیڈلیس اور ورجینیا کے دوسرے مرکزی مقامات سے سی آئی اے والوں کا ایک لشکر گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں کی مدد سے نیویارک پہنچا اور نہایت سرعت سے آئزک بیل کو اپنی تحویل میں لے کر فوری طور پر ورجینیا واپس لوٹ گیا۔

سی آئی اے کے ذمے داروں نے اس پورے گوریلا ایکشن پر سختی سے اپنی زبان بند رکھی ہوئی تھی لیکن آئزک بیل نے اسٹریچر پر اسپتال سے جاتے ہوئے اخباری نمائندوں کو دیکھ کر غصیلی مگر نقاہت آلود آواز میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ اسے ڈینی نے اس حال کو پہنچایا تھا۔

آئزک بیل کے اسی الزام سے اخبار نے اپنی سرخی نکالی تھی جب کہ دوسری طرف کی خبریں یہ تھیں کہ سی آئی اے والے نیویارک پولیس کی مدد سے پورے شہر میں عباس کرمانی نامی کسی ایرانی نژاد شخص کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

آئزک بیل پر حملہ آور ہونے والوں کی سیاہ بیوک کا نمبر جعلی ثابت ہونے کے بعد یہ بات کھل گئی تھی کہ اس پر باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت حملہ کیا گیا تھا۔ اخبار کی دلیل یہ تھی کہ جب آئزک بیل خود ڈینی نامی اشتہاری مجرم کو ناکام قاتلانہ حملے کا ملزم نامزد کر رہا تھا تو سی آئی اے اسے بھول کر عباس کرمانی کو کیوں تلاش کر رہی تھی؟ وہ کون تھا؟ یکایک وہ اس قدر اہم کیسے ہو گیا تھا کہ آئزک بیل کی گرفتاری کے ساتھ پورے نیویارک میں سرگرمی سے اس کی تلاش کی ہمہ گیر مہم شروع کر دی گئی تھی؟

سرکاری اداروں سے کوئی اشارہ نہ ملنے کی وجہ سے اخبار نے اپنی ایک کہانی گھڑلی تھی جس میں ذرا بھی جان نہیں تھی۔ اس کی اہمیت بس اتنی ہی تھی کہ اس میں میرا نام شہ سرخی کی زینت بنا دیا گیا تھا۔

وہ واقعہ بہت غیر معمولی تھا۔ پورا اخبار اسی واقعے کے بارے میں چھوٹی بڑی خبروں سے بھرا ہوا تھا۔ ان خبروں سے آئزک بیل کا کردار پوری طرح شکوک و شبہات کی زد میں آگیا تھا۔

وہ کونکنز مڈ ٹاؤن ایکسپریس وے پر ٹریفک کے ضابطوں کی خلاف ورزی کر کے گاڑی پارک کیے کیوں کھڑا تھا؟ وہ گاڑی سے اتر کر کس کا انتظار کر رہا تھا؟ اس کے بڑے بریف کیس یا چھوٹے سوٹ کیس میں ڈالروں کے نیچے سادے کاغذوں کی گڈیاں کیوں بھری ہوئی تھیں؟ رقم اور سادہ کاغذوں سے بھرے ہوئے اس سوٹ کیس میں ٹائم بم کیوں نصب کیا گیا تھا؟ وہ ڈینی سے کیوں خوف زدہ تھا؟ کیا ڈینی امریکا میں موجود ہے؟

سوالات کی ایک بھرمار تھی جو اس واردات کے حوالے سے

Downloaded from https://paksociety.com

منطقی طور پر جنم لے چکی تھی اور آئزک بیل کے لیے ان میں سے کسی سوال کا جواب دینا آسان نہیں تھا۔

یہ سب سامنے کی کہانیاں اور ظاہری سوالات تھے۔

آئزک بیل کی طرف سے سی آئی اے کے بڑوں کی برہمی کے بارے میں بدری ناتھ مجھے بتا چکا تھا۔ وہ لوگ امریکی سی ون تھرٹی کے ذریعے سلطان شاہ کے اغوا اور پھر سلطان شاہ کے ہاتھوں اس جہاز کے پرغمال بنائے جانے کے قصوں میں آئزک بیل کے کردار پر ناخوش تھے اور اسے نیچا دکھانے کے لیے موقع کی تلاش میں تھے۔ بدری ناتھ نے گیپ کا مسودہ اس کی تحویل سے نکل کر عباس کرمانی کے قبضے میں پہنچنے کی خبر دے کر انہیں وہ سنہرا موقع فراہم کردیا تھا۔

آئزک بیل کو نیویارک کے اسپتال سے اٹھالے جانے کے لیے سی آئی اے والے اتنی رازداری اور سرعت کے ساتھ حرکت میں آئے تھے کہ ان کی کارروائی مکمل ہونے تک کسی کو کانوں کان ان کے عزائم کی خبر نہیں ہوسکی تھی مگر آئزک بیل کی گرفتاری کی تصدیق ہوتے ہی ایف بی آئی والے بھی اسے اپنا مطلوب مجرم قرار دے رہے تھے۔

نیویارک کی ایک ایکسپریس وے پر ہونے والے مہلک دھماکے کی ذمے داری آئزک بیل پر عائد ہوتی تھی۔ اس کے نتیجے میں ایک پولیس افسر ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے وہ دہشت گردی کی ایک ناکام کارروائی تھی جس کے نتیجے میں مطلوبہ شخص کے بجائے بے گناہ سرکاری ملازمین ہلاک اور زخمی ہوئے تھے اور وہ ایف بی آئی کا کیس بن گیا تھا۔

جب تک آئزک بیل کے ستارے اس کی یاوری کررہے تھے' وہ امریکا میں بہت طاقتور اور ناقابلِ شکست نظر آرہا تھا۔ یوں محسوس ہورہا تھا جیسے امریکا کے صدر سے لے کر بیوروکریسی تک سب اس کے حامی اور مددگار ہیں لیکن وقت کی ذرا سی کروٹ سے سب کچھ یکسر بدل کر رہ گیا تھا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ سی آئی اے اور وفاقی تحقیقاتی ادارے کے ساتھ ساتھ نیویارک کے ریاستی حکام بھی اس کے خلاف اپنی فردِ جرم تیار کرچکے ہوں گے۔

ٹائم بم کے مہلک دھماکے کا واقعہ ان کی ریاست میں پیش آیا تھا اور اس کے متاثرین امکانی طور پر اسی ریاست کے باشندے تھے۔ وہ اپنے مجرم کو وفاق کے حوالے کرکے چین کی بنسری نہیں بجاسکتے تھے۔ اپنے لوگوں کے تحفظ کے لیے قانونی کارروائی کی پہلی اور بنیادی ذمے داری ان ہی پر عائد ہوتی تھی۔

اپنے سر سے گیپ نامی معاہدے کا سایہ ہٹتے ہی آئزک بیل ہر طرف سے اس بری طرح عتاب میں آیا تھا کہ مجھے اس کے مصائب پر یقین کرنا دشوار ہورہا تھا۔

وہ معاہدہ آئزک بیل کے لیے ایک سرحدی لکیر کی طرح ثابت ہوا تھا۔ اس لکیر کے ایک طرف طاقت' اختیار' اثر و رسوخ اور مطلق العنانی کے ساتھ بے لگام زندگی گزارنے کی آزادیاں اس کا مقدر تھیں اور اس لکیر کے اس پار ذلت و رسوائی کے کئی کئی طوق اس کے منتظر تھے۔

میرے چہرے پر ابھرنے والے تجسس اور اضطراب نے ویرا کو بھی ان سنسنی خیز اخباری شہ سرخیوں کی طرف متوجہ کردیا تھا۔ اس نے میرے عقب میں آکر میرے ساتھ ساتھ ہی وہ سب کچھ پڑھ ڈالا تھا۔ ساتھ ہی وہ بے ساختہ اور تحیر زدہ آوازوں میں اپنے ردِعمل کا مظاہرہ بھی کرتی جارہی تھی۔

میں نے خبریں چاٹ لینے کے بعد وہ دونوں اخبار ایک طرف ڈالے تو ویرا کا مطالعہ تشنہ تھا۔ اس نے لپک کر ان اوراق کو اٹھالیا۔

"یہ بہت برا ہوا..... بہت برا" وہ اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے ہیجان انگیز سرگوشیانہ آواز میں بولی "اس بڑی سرخی میں تو تمہارا نام کھل کر آیا ہے..."

"اپنی آواز دھیمی رکھو!" میں نے اس کی بات کاٹ کر اُس کے کان میں بہت دھیمی آواز میں غرا کر کہا "بیکسٹر گونگا ہے' بہرا نہیں ہے۔"

"تم بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کررہے؟" اس بار ویرا کی آواز واقعی بہت نیچی ہوگئی تھی "ہوسکتا ہے کہ وہ عباس کرمانی کی تلاش کا ڈراما رچا کر دراصل تم کو ڈھونڈتے پھر رہے ہوں۔ تمہیں دھوکا دینے کے لیے انہوں نے خود ہی اخبارات کو یہ کور اسٹوری فراہم کی ہو۔"

"بعض اوقات تم بالکل گندذہن ہوکر رہ جاتی ہو..... فی الحال یہ بھولی رہو کہ خبر میں میرا نام آیا ہے۔ وہ ذیشان نام کا کوئی اور بھی تیسرا شخص ہوسکتا ہے..."

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس طرح ہم کھل کر بات کرسکیں گے اور اس گونگے کو کسی بات پر شبہ تک نہیں ہوسکے گا" اس نے خوش ہوکر جلدی سے کہا۔

میں بے اختیار ہنس پڑا "اس وقت شاید ہم دونوں ہی اخبار دیکھ کر اعصاب زدہ ہوگئے ہیں اور بے سروپا باتیں کررہے ہیں۔"

ویرا کا منہ بن گیا "اس وقت میں نے کون سی بے سروپا بات کہی ہے؟"

"میں نے دونوں کا ذکر کیا ہے۔ تمہارے ساتھ شاید میری عقل بھی چرنے کے لیے گئی ہوئی ہے۔ بیکسٹر گونگا ہویا بہرا' ایک بات یقینی ہے کہ وہ اردو سے اسی طرح نابلد ہے جیسے میں ہسپانوی زبان میں پیدل ہوں۔ ہم اپنے جوش اور جذبات پر قابو رکھیں تو اس کے فرشتوں کو بھی ہماری گفتگو میں دلچسپی نہیں ہوسکتی۔ اب آرام سے سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر بات کرو۔"

ویرا کے ہونٹوں پر خفت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کرسی سنبھال لی۔

غیر متوقع طور پر پیش آنے والے پُرخطر ہنگامی حالات میں یوں ہی ہوتا ہے کہ ہجوم میں سے کوئی آواز لگادے کہ کوّا کان لے

Downloaded from https://paksociety.com

گیا تو کوئی اپنے اور دوسروں کے کانوں کا جائزہ لینے کی زحمت نہیں کرتا، پوری بھیڑ اس خیالی کوّے کے پیچھے دوڑ لگا دیتی ہے جو کسی کا کان نہیں لے گیا ہوتا۔

اس وقت ہم دونوں ہی ذہنی دباؤ اور عدم تحفظ کے احساسات میں مبتلا تھے۔ میرے ذہن میں ایک دور از کار اندیشے نے سر ابھارا اور ویرا نے سوچے سمجھے بغیر اس اندیشے کو جوں کا توں تسلیم کرلیا۔ غنیمت یہ تھا کہ میری وہ غیر منطقی ذہنی حالت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی تھی۔

"تم اپنی اوٹ پٹانگ حرکتوں سے میرے ذہن کو یوں ہی بھٹکاتے رہتے ہو" ویرا نے اپنی خفت مٹانے کے لیے ترشی سے کہا۔ "تم نے خبروں کے ذریعے دھوکا دینے والی بات کا جواب نہیں دیا۔"

"یہ صرف اسی وقت ممکن تھا جب انہیں بدری پر شبہ ہوتا کہ وہ انہیں کسی فرضی ایرانی سائے کے پیچھے دوڑانے کی سازش کررہا ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ لمبی دوڑ لگا کر اسحاق گھنٹی کو یہاں سے اٹھا کر نہ لے جاتے۔"

"کیا گھنٹی کی گرفتاری کے لیے یہ جواز کافی نہیں تھا کہ اس کے بریف کیس میں ہونے والے دھماکے سے ایک پولیس افسر ہلاک ہوگیا تھا؟" ویرا نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری عقل ابھی تک چرنے گئی ہوئی ہے۔ وہ مہلک دھماکا شام ساڑھے پانچ بجے کے لگ بھگ ہوا تھا۔ انہوں نے اس کی گرفتاری کے لیے آدھی رات کا وقت کیوں منتخب کیا؟ دراصل یہ کھیل میری اور بدری کی گفتگو کے بعد شروع ہوا۔ اوقات کا تعین یہ بتا رہا ہے کہ بدری نے ان لوگوں کو یہ باور کرادیا تھا کہ اسحاق گھنٹی سبز فائل کے پانچوں کاغذ ایرانی ایجنٹ کو سونپ کر یا اس کے ہاتھوں ان سے محروم ہو کر بالکل یتیم ہوچکا تھا۔ اس کے لامحدود دفاعی ہتھیار کے ناکارہ ہونے کے بعد ہی وہ لوگ اس کے اسپتال پر چڑھائی کرنے کا حوصلہ کرسکے..."

"وہ پکڑا گیا مگر تمہارا نام بھی جھنڈے پر چڑھ گیا" ویرا نے بات کا رخ بدل دیا۔

یہ اس کا خاص انداز تھا۔ وہ کسی بھی نکتے پر کبھی کھل کر اپنی ہار نہیں مانتی تھی۔ جوں ہی اس کی گرفت کا امکان قوی ہونا شروع ہوتا، وہ جھٹ گفتگو کا موضوع بدل دیتی تھی۔

"سرخی نے مجھے بھی دہلا دیا تھا" میں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا "متن پڑھنے کے بعد مجھے اس شوشے کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ اسحاق گھنٹی اب ہارا ہوا جواری ہے۔ اس کی کسی بات کو اہمیت نہیں دی جائے گی۔ ساری مہم عباس کی تلاش پر مرکوز رہے گی۔"

"یہ کہانی زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گی۔ ورجینیا میں امریکا کے بہترین سازشی دماغ موجود ہیں۔ ایران میں امریکا دشمن انقلاب آجانے کے باوجود وہاں ان کے گماشتوں کا ایک مضبوط نیٹ ورک قائم ہے۔ وہ جلد ہی یہ کھوج نکال لیں گے کہ ایرانی خفیہ سروس میں عباس کرمانی کا کوئی وجود نہیں ہے اور تہران والے گپ کے معاملے میں بے خبر ہیں۔"

"ان نتائج پر پہنچنے کے لیے انہیں کافی وقت درکار ہوگا۔ اس وقت تک ہم یہاں سے ہزاروں میل دور جاچکے ہوں گے۔ جہاں حالات خطرناک ہوں، وہاں تجربے کار ایجنٹ خود خطرہ مول لینے کے بجائے کرائے کے آدمیوں سے کام چلاتے ہیں۔ کرمانی ان میں سے بھی ہوسکتا ہے۔ مجھے فارسی میں ذرا بھی استعداد ہوتی تو میں دیکھتا کہ وہ کرمانی کے وجود پر کیسے شبہ کرتے ہیں۔"

"فارسی میں تم امریکا والوں کو صرف تیل کے دام ہی بتا سکتے ہو۔ میں فارسی کے بس چند الفاظ جانتی ہوں لیکن ایرانیوں کے سے لب ولہجے میں انگریزی ضرور بول سکتی ہوں۔ اگر تم ڈھنگ کی کوئی بات سوچ رہے ہو تو میں تمہاری معاونت کرسکتی ہوں۔"

ویرا کی اس پیش کش نے چند ثانیوں کے لیے مجھے سوچ میں ڈال دیا۔ کام اس سے بھی لیا جاسکتا تھا مگر خرابی وہی تھی کہ اس طرح ایک مرتبہ پھر سوچنے والوں کو یہ اشارہ مل جاتا کہ ان کے خلاف میدان میں ایک جوڑا اترا ہوا ہے۔

امریکا دشمن جوڑے کا ذکر آتے ہی ان دنوں ہر باخبر شخص کے ذہن میں میرا اور ویرا کا نام ابھرتا تھا۔ ہم دونوں کے خلاف تشہیر کی بھرپور انعامی مہم اتنے زور شور سے چلائی گئی تھی کہ اس کے بد اثرات ہمیں کسی بھی وقت اپنی گرفت میں لے سکتے تھے۔

میرا ذہن تیزی سے کام کرتا رہا۔ سامنے کوئی متبادل راہ نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاکر ہومیوپیتھک کلینک

ڈاکٹر اصغر شاکر ● ڈاکٹر نرگس غزل

تعطیل ہفتہ وار ——— جمعۃ المبارک

C-2/960 مکرشل ایریا، طارق روڈ بالمقابل سٹریگر، کراچی

اوقاتِ ملاقات: صبح ۱۱ تا ۲ بجے

گلشن اقبال برانچ

S/1 سفاری ویو بلاک 7 نزد مین گیٹ سفاری پارک گلشن اقبال کراچی

اوقاتِ ملاقات: شام ۶ تا ۹ بجے رات

شاکر ہیئر آئل بھی دستیاب ہے!

مزید معلومات کیلئے فون: 4966698

Downloaded from https://paksociety.com

تھی۔ اسی اثنا میں مجھے مرعوب کرنے کے لیے ویرا نے ایرانی لب و لہجے میں انگریزی کے چند فقرے ادا کیے تو میں چونک پڑا۔

بے جگر اور ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک کامیاب اداکارہ اور صداکارہ بھی تھی۔ میں اپنی آنکھیں بند کرلیتا تو تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ میرے سامنے کسی ایرانی خاتم کے بجائے ویرا لائیڈ بیٹھی ہوئی انگریزی جھاڑ رہی ہوگی۔

کچھ نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا ہی بہتر تھا۔ میں نے بہت سرعت کے ساتھ اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد ویرا کو بریف کرنا شروع کردیا۔

میری بریفنگ سن کر ویرا قائل ہوگئی کہ عباس کرمانی کے خود ساختہ کردار میں جان ڈالنے کے لیے اپنے مخالفین کو گم راہ کرنا ضروری تھا۔

ویرا اشاروں کے استعمال میں جھنجلا دینے والی ناکامی کے بعد لکھ کر بیکسٹر کو کچھ سمجھانے کا ارادہ کررہی تھی کہ اس گونگے کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ادب اور نرمی سے ویرا کے ہاتھ سے بال پین لیا اور تیزی سے پیڈ پر کچھ لکھنے لگا۔

میں سگریٹ کے گہرے کش لے کر خاموشی سے اس صورتِ حال سے لطف اندوز ہورہا تھا۔

بیکسٹر کی تحریر مکمل ہونے سے پہلے ہی ویرا بھنّا کر پھٹ پڑی۔

"ہاں' ہاں! مجھے معلوم ہے کہ تم صرف گونگے ہو' بہرے نہیں ہو۔ میری ہر بات سن اور سمجھ سکتے ہو۔ اشاروں کے ذریعے میں تمہیں یہ احساس دلانا چاہ رہی تھی کہ تمہارے جواب سمجھنا میرے لیے کتنا دشوار ہوتا ہے۔ پتا نہیں تمہارے جیسے دلیر جنگ جُو شخص کو تمہارا آقا ہماری خدمت میں کیوں ضائع کررہا ہے۔ تم سے بہتر..."

میں نے بڑھ کر سختی سے ویرا کے دہانے پر ہاتھ جما کر اسے خاموش کردیا۔ مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ بے خیالی میں سرزد ہونے والی اپنی حماقت پر پردہ ڈالنے کے لیے وہ بے رحمی کے ساتھ بیکسٹر کی دل آزاری پر تل چکی تھی۔

بیکسٹر کی کدورت ہمارے لیے کسی بھی وقت سنگین مشکلات کا سبب بن سکتی تھی۔

"سوری' بیکسٹر!" میں نے ویرا کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "نفسیات میں پی ایچ ڈی کرنے کے بعد اس لڑکی کا دماغ پھر گیا ہے۔ ابھی اس نے تمہارے اشاروں کی نقل کرکے تمہارے نرم ردِعمل کا مشاہدہ کیا۔ اب یہ تمہیں اشتعال دلا کر دوسرا تجربہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ بہت نامناسب بات ہے۔ تم انسان ہو' کوئی تجرباتی مشین نہیں ہو۔"

میری بات پوری ہونے سے پہلے بیکسٹر نے کاغذ پر بال پین گھسیٹنا شروع کردیا۔ لکھنے سے فارغ ہوکر اس نے پیڈ اٹھا کر میرے سامنے کردیا۔ اس کا چہرہ فخر اور خوشی کے احساسات سے تمتما رہا تھا۔

اس کی تحریر پڑھ کر میں حیران رہ گیا' اس نے لکھا تھا "اتنی اچھی' سمی پریوں ظلم نہ کرو۔ اسے چھوڑ دو۔ یہ جو کچھ بھی کرتی ہے' اچھی لگتی ہے۔"

"بیکسٹر' یو گٹ آؤٹ!" میں نے غرّا کر درشت لہجے میں اسے حکم دیا "میرے طلب کیے بغیر تم اپنے کمرے سے نکل کر اس چھت کے نیچے نہیں آؤ گے۔"

اس گونگے نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اپنا سر جھکا' کندھے اچکائے اور مڑ کر مغموم انداز میں نکاس کے راستے کی طرف چل دیا۔ میری پھنکار سن کر اس کا چہرہ یک بہ یک بجھ گیا تھا۔

ٹیلی فون لائن پر سی ایس ڈی کی موجودگی میں مقامی رابطے کسی خوف یا خطرے کے بغیر کیے جاسکتے تھے لیکن شہر یا ملک سے باہر فون کرنے کی صورت میں بلنگ ریکارڈ کے لیے کچھ کوائف سی ایس ڈی پر اثر انداز ہوئے بغیر خود کار طریقے سے ریکارڈ ہونے یقینی تھے۔

ان کوائف میں دوسرے نمبر اور گفتگو کے دورانیے کا ریکارڈ ہونا ہر شک وشبے سے بالا تھا۔ اس کا تجربہ میں پاکستان جیسے ملک میں برسوں سے کرتا چلا آرہا تھا۔ محض اسی خوف کی بنا پر میں نے ہوٹل پین پلازا چھوڑا تھا۔ امریکا میں جہاں اس وقت تک کمپیوٹر زندگی کے ہر شعبے میں دخیل ہوچکا تھا' سی آئی اے والوں کے لیے فون کے بلنگ ریکارڈ سے یہ سراغ لگانا مشکل نہیں تھا کہ ریچمنڈ کے جیفرسن ہوٹل میں مقیم بدری ناتھ کو نیویارک کے کس نمبر سے فون کیا جاتا رہا تھا۔

وہ الجھنیں میرے ذہن کے کسی عقبی حصے میں اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ موجود تھیں مگر میں ویرا اور بیکسٹر کی تازہ ترین جھڑپ سے غافل نہیں تھا۔ میں نے ملامت آمیز لہجے میں ویرا سے کہا "اس وقت تم نے بیکسٹر کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ وہ ایسے سلوک کا مستحق نہیں تھا۔"

"تم دخل نہ دیتے تو میں شاید اسے جوتے مار کر یہاں سے نکال دیتی" ویرا نے برہمی کے عالم میں کہا "حرام زادہ ایسی مرمٹنے والی نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا کہ غصے میں' میں یہ تک بھول بیٹھی کہ وہ صرف گونگا ہے' بہرا نہیں ہے۔ ندیدے مردوں کو میں ہمیشہ سے اپنی جوتی کی نوک پر رکھتی آئی ہوں۔"

"اس میں بیکسٹر زیادہ قصوروار نہیں ہے۔ قدرت نے تمہیں اتنی فیاضی سے حسن وجمال کی رعنائیوں سے نوازا ہے کہ لوگ بے اختیار تمہاری طرف جھکنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ وہ بے چارہ تمہاری جھاڑ سن کر بھی تمہارے ہی گن گا رہا تھا۔ یقین نہ ہو تو پیڈ کی آخری تحریر پڑھ لو۔"

بیکسٹر کے گھسیٹے ہوئے آخری فقرے ویرا کی نظروں سے محفوظ رہے تھے۔ انہیں پڑھتے ہی ایک مرتبہ پھر اس کا پارہ چڑھنے لگا۔

میں نے خاصی مشکل سے اس کا دماغ ٹھنڈا کیا اور اسے یاد دلایا کہ وہ ایک اہم ذمے داری اپنے سر لے بیٹھی ہے جس کا پورا ہونا ضروری ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

وہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی فون ڈائریکٹری کی طرف متوجہ ہوگئی۔

معاً میرے کانوں میں ایک دبی دبی اور کریہہ سی چیخ کی آواز آئی۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کرنے کی کوشش کی جارہی ہو۔ میرے کان کھڑے ہوگئے۔ ویرا اپنی جھلاہٹ کی وجہ سے شاید اس غیر معمولی آواز پر دھیان نہیں دے سکی تھی۔

میں اسے ٹیلی فون ڈائریکٹری کی ورق گردانی میں مصروف چھوڑ کر خاموشی سے کچن سے نکل گیا۔

باہر چمکیلی دھوپ اور صاف ستھری فضا میں مختصر سا سرسبز لان نکھرا نکھرا سا نظر آرہا تھا۔ میرے لیے اس خوب صورت منظر سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں تھا۔ میرے کان مکان کے کسی بھی حصے سے ابھرنے والی کسی غیر معمولی آواز پر جمے ہوئے تھے اور میں چوکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک وہی بلکہ اس سے بھی زیادہ گھٹی گھٹی اور ڈراؤنی آواز دوبارہ میرے کان کے پردوں سے ٹکرائی اور اس بار میں نے اندازہ لگالیا کہ آواز کا منبع مکان کے عقب میں واقع تھا۔

وہ مکان مختصر تھا پھر بھی اس کی کوئی دیوار احاطے یا پڑوس کی دیوار سے ملی ہوئی نہیں تھی۔ اندر قدم رکھے بغیر احاطے میں سے ہی پورے گھر کا طواف کیا جاسکتا تھا۔

مکان کے پچھواڑے بند گیراج اور اسی سے ملحق سرونٹ کوارٹر تھا۔ پیش قدمی کے ساتھ میرے کانوں میں دبی دبی سسکیوں کی آوازیں بھی آنے لگیں۔ ان کے درمیان میں تیسری بار ابھرنے والی ہلکی سی چیخ نے آخر کار مجھے سرونٹ کوارٹر کے دروازے پر پہنچادیا۔

بیکسٹر مجھ سے زیادہ دراز قامت اور توانا نظر آتا تھا۔ اس وقت یہی شبہ ہوسکتا تھا کہ کوئی پہلے سے اس کمرے میں موجود تھا جس نے گونگے بیکسٹر کو بے خبری میں جکڑ لیا تھا اور اب فائر کرنے کا خطرہ مول لیے بغیر گلا گھونٹ کر اسے مارنے کے درپے تھا۔

دروازہ بند تھا، کھڑکی پر پردہ کھنچا ہوا تھا۔ میں نے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو وہ اندر سے بولٹ تھا۔ میں دبے قدموں کھڑکی سے جالگا۔

ذرا سی جستجو کے بعد دہرے پردے کی درمیانی جھری سے اندر کا منظر دیکھتے ہی میری کھوپڑی خلا میں معلق ہوگئی۔

وہ بہت صاف ستھرا اور قرینے سے آراستہ کمرا تھا۔ وہاں کسی قسم کی مزاحمت کے کوئی آثار نہیں تھے۔ بس بڑی سی مسہری پر شکن آلود بستر پر بیکسٹر خود بائیں پہلو کے بل کئی تکیوں کے درمیان سمٹا شاید بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اس کے ہلتے ہوئے جسم کے ساتھ اس کی سسکیاں اور پھر گھٹی گھٹی ایک دلدوز چیخ سن کر میں ایک ہی نتیجہ اخذ کرسکا کہ وہ گونگا ہونے کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر قدرے کھسکا ہوا بھی تھا۔

ہماری رفاقت کو پہلا دن بھی پورا نہیں ہوا تھا۔ وہ بلیک ڈیڈ کی طرف سے ہماری خدمت پر مامور کیا گیا ایک عام سا ملازم تھا۔ ویرا کی برہمی یا میری سرزنش پر اس کا وہ انتہائی جذباتی ردِعمل دیکھ کر میں مداخلت کیے بغیر خاموشی سے لوٹ گیا۔

ویرا بیٹھک میں ٹیلی وژن کے سامنے جمی سگریٹ نوشی میں مصروف تھی "کیا اس لعنتی کا لیے کو منانے گئے تھے؟" مجھے دیکھتے ہی اس نے قہقہہ لگا کر پوچھا۔

"میں یہ یقین کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں محصور ہوچکا ہے یا باہر چوکھٹ سے لگا بیٹھا ہے" میں نے بے پروائی سے جواب دیا "جب تک وہ منہ لپیٹے اپنے بستر میں پڑا ہوا ہے، ہم آزادی کے ساتھ بات چیت کرسکتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اپنا کام پورا کرلیا یا میرے انتظار میں ہو؟"

"میں کسی کا انتظار نہیں کرتی" اس نے اپنی گردن اکڑا کے تیکھی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "نائمز کے دفتر میں اس وقت طوفان مچا ہوا ہوگا۔ میں نے اس کے سینئر نیوز ایڈیٹر کو دھمکی دی ہے کہ نیویارک میں عباس کرمانی کی تلاش کا ڈراما ختم نہ ہوا تو ورلڈ ٹریڈ سینٹر سمیت، مین ہٹن کی کوئی بھی مصروف اور فلک بوس عمارت بموں سے اڑادی جائے گی۔"

"تم نے اپنے بارے میں اسے کیا بتایا؟" میں نے خوش ہوکر متجسس لہجے میں پوچھا۔

"کچھ بتانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عباس کرمانی کا نام اور لہجہ ہی میرے تعارف کے لیے کافی تھا۔ وہ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا مگر میں نے غیر ضروری باتوں میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ اپنا پیغام پہنچا کر فوراً ہی فون بند کردیا۔"

حریف کی صفوں میں انتشار اور خوف وہراس پھیلانے کے لیے ایسی کارروائیاں ناگزیر تھیں۔ میں نے وہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا اور مجھے توقع تھی کہ اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔ میں نے سوچتے ہوئے کہا "سب کچھ ٹھیک جارہا ہے۔ بس ہم بدری سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔"

"مجھے تم سے اختلاف ہے۔ مجھے یوں محسوس ہورہا ہے جیسے ہم ایک جگہ تھم کر رہ گئے ہیں" ویرا نے فضا میں سگریٹ کے دھوئیں کے مرغولے اگلتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہاری مراد ٹھکانے سے ہے تو ہم نیویارک میں ضرور رکے ہوئے ہیں لیکن ہم نے پرنسٹن میں بھی ایک اہم کام سرانجام دیا ہے۔"

"نیویارک میں رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا" وہ قدرے تنک کر بولی "واقعات میں پیش رفت نہیں ہورہی۔ اب شاید اگلے چند روز بالکل ہی جمود رہے گا۔"

"کراچی کے ایٹمی بجلی گھر میں تخریب کاری کا سرا یہاں دریافت ہوا۔ وہاں بھیجے جانے والے پرزوں میں تخریب کاری کی سازش پرنسٹن میں ناکام بنائی گئی۔ گیپ کا اہم ترین مسودہ حاصل

Downloaded from https://paksociety.com

کیا گیا اور سب سے بڑھ کر' اسحاق گھنٹی اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ اس کے خاتمے کو تم نے اپنی زندگی کا انتقامی مشن بنایا ہوا تھا..."

"میں مانتی ہوں کہ میرا مشن پورا ہوگیا۔ اس کا جو انجام ہوا ہے اس میں کوئی مزہ نہیں آیا۔ اسے ہم کسی پیاسے کتے کی طرح بھگا بھگا کر اپنے ہاتھوں سے جہنم واصل کرتے تو میرے دل میں واقعی ٹھنڈک پڑ جاتی" ویرا کے لہجے سے اس کی دلی خلش کا اظہار ہو رہا تھا۔

"دراصل سب کچھ آسانی اور سبک روی سے حاصل ہوتا چلا گیا اس لیے تمہیں محرومی ستا رہی ہے۔ یہی نتائج زبردست کشت و خون کے بعد حاصل ہوئے ہوتے تو تمہاری خوں ریزانا کو تسکین مل جاتی۔ جینی نہ ملی ہوتی تو ہم اب تک بھٹک رہے ہوتے۔"

"ہاں..... تم کہہ سکتے ہو۔ جینی نے بڑی معصومانہ بے خبری میں اسحاق گھنٹی کے پیروں کے نیچے سے تختہ کھینچ لیا ورنہ ابھی لڑائی جاری ہوتی" وہ مسکرا کے بولی۔

"تم بھول رہی ہو کہ یہاں ہماری حیثیت کتنی مخدوش ہے۔ ہمارا شمار بدترین اشتہاری مجرموں میں کیا جا رہا ہے پھر بھی ہم زندہ اور محفوظ ہیں۔ تمہارا بدترین دشمن دھیرے دھیرے موت کی بھیانک دلدل میں اترتا جا رہا ہے۔"

"کاش وہ برقی کرسی کا ایندھن بن سکے!" ویرا نے حسرت آمیز لہجے میں کہا "میں مانتی ہوں کہ وہ بہت بری طرح پھنسا ہے لیکن تم نیویارک کے یہودی فتنہ گروں سے واقف نہیں ہو۔ اسے بچانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ وہ عدالتوں میں اپنی بقا کی قانونی جنگ لڑنے کی تیاریاں کر رہا ہے اور ہم اپنی بقا کے لیے کمزور غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال کر کے قانون کے محافظوں کو عباس کرمانی نامی مفروضے کے پیچھے دوڑا رہے ہیں۔"

"تم دیکھنا کہ ٹائمز کے سینئر نیوز ایڈیٹر سے تمہاری گفتگو کیا رنگ دکھاتی ہے" میں نے پُریقین لہجے میں کہا "کھلی جنگ میں ان ہتھکنڈوں کو مصلحت اور حکمتِ عملی کا نام دیا جاتا ہے۔"

"اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ میری دھمکی پر وہ تلاش کی مہم ترک کر دیں گے۔ صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ جو کچھ وہ برسرِعام کر رہے ہیں' اب چوری چھپے کرتے رہیں گے۔"

"تم خود اس بات کا اعتراف کرتی رہی ہو کہ امریکی عام طور پر بزدل ہوتے ہیں..."

"یہ میں نے کہا؟" اس نے حیرت سے دیدے پھاڑ کر پوچھا۔ "امریکی بہت نڈر اور بے جگر ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکا میں سفید فاموں کی آبادکاری کا آغاز بدنام مجرموں اور ہولناک قاتلوں نے کیا تھا۔ ان کی نسلوں میں جرم اور دیدہ دلیری کا خمیر آج بھی باقی ہے۔"

"تم بہک رہی ہو۔ میں تاریخ کی نہیں' آج کے امریکا کی بات کر رہا ہوں۔ ان جنگلوں کی بات کر رہا ہوں جنہیں امریکی عوام کی تائید حاصل رہی ہے..."

ویرا کو اپنی بھولی ہوئی بات فوراً یاد آگئی۔ اس نے میری بات کاٹ کر کہا "ہاں' یہ درست ہے۔ امریکیوں نے آج تک اپنی سرزمین پر کسی جنگ کا مزہ نہیں چکھا۔ وہ دوسروں کے علاقوں میں لڑ کر ہارتے اور جیتتے رہے ہیں۔"

"تمہاری آج کی دھمکی یہاں کی رائے عامہ کو ہلا کر رکھ دے گی" میں نے کہا "کیا تم تصور کر سکتی ہو کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر' راک فیلر سینٹر یا کسی اور ہائی رائز میں ہونے والے دھماکے یہاں کیسی بھیانک جانی اور مالی تباہی لا سکتے ہیں؟"

"رائے عامہ کے دباؤ کا احترام ضرور کیا جاتا ہے لیکن سی آئی اے والے جونک بن کر اپنے دشمنوں کا پیچھا جاری رکھتے ہیں۔ وہ عباس کرمانی کی تلاش ترک نہیں کریں گے۔"

"یہ بات میں بھی جانتا ہوں۔ بس ذرا ان کا زور ٹوٹ جائے گا اور ہمیں اس مکان سے باہر گھومنے پھرنے کی تھوڑی سی آزادی میسر آجائے گی۔"

"تم باہر کہاں جاؤ گے؟" ویرا نے آنکھیں نکال کے پوچھا۔

"دو کام بہت اہم ہیں۔ بدری ناتھ کا کزن شیام ناتھ اور دوسرا ڈاک خانہ!"

ویرا کے بشرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی "میں سمجھی تمہارا کہیں اور جانے کا ارادہ ہے۔"

میں نے اس کا مدعا بھانپ کر کہا "اب تم چاہو تو ہم دونوں ہی جینی سے ملنے جا سکتے ہیں۔"

"تمہارا خیال ہے کہ اسحاق گھنٹی نے سی آئی اے کی حوالات سے ہدایات جاری کر کے وہاں سے اپنے آدمی ہٹا لیے ہوں گے؟" ویرا نے طنز سے پوچھا۔

"اب اس کی کسی ہدایت کی ضرورت نہیں رہی۔ مات ہوتی ہے تو ہر مہرہ اپنی جگہ پر بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کے انجام سے باخبر ہوتے ہی ہر محاذ سے اس کے آدمیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہوں گے۔ کل رات وہ بہت خوف زدہ تھی۔ اسے تمہارے

شعروادب سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے تحفہ

ایک نوکیلے کٹیلے شاعر شاد عارفی کی سرگزشت

طنّازِ وقت

تحریر و تحقیق: ڈاکٹر ساجد امجد

انفرادیت کا سودا سر میں اور اَنا کی زنجیر پاؤں میں۔ وہ ساری زندگی انہی دو چیزوں کو سرمایۂ حیات سمجھتا رہا اور میدانِ ادب میں چومکھی لڑتا رہا۔

ماہنامہ سرگزشت جون کا شمارہ ملاحظہ فرمایئے

Downloaded from https://paksociety.com

سہارے کی ضرورت تھی۔"

"مجھے معلوم ہے۔ اس کے لیے ہم اپنی گردنیں نہیں کٹوا سکتے تھے۔ وہ کتنی بھی خوف زدہ رہی ہو' مجھے یقین ہے کہ مری نہیں ہوگی۔ میں اسے ابھی فون کیے لیتی ہوں۔"

ویرا فوراً ہی اسپیکر فون پر جینی کا نمبر ملانے لگی۔ اس کے کہے بغیر مجھے معلوم تھا کہ مجھے گفتگو سننے کی مگر اس میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

نمبر ملتے ہی جینی نے پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھالیا۔ ویرا کی آواز پہچانتے ہی اس نے شکوے شروع کردیے "پچھلی رات میری زندگی کی بدترین رات تھی۔ مجھے مان تھا کہ مجھے سہارا دینے کے لیے تم ہر رکاوٹ کو عبور کرکے میرے پاس پہنچو گی۔ میں نے پوری رات آنکھوں پر چونک چونک کر سمیتے ہوئے گزاری۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ صبح تک میں زندہ بچوں گی۔"

ویرا خاموشی سے اس کی شکایات سنتی رہی پھر بولی "اچھا ہوا کہ تم نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی۔ آج کی خبروں سے تم نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ پچھلی رات ہمارے لیے بھی کم کٹھن نہیں تھی۔ شکاری کتے ہمارے خون کی بو پر لگے ہوئے تھے۔ وہ نہ پکڑا جاتا تو ہم مار دیے گئے ہوتے۔" ویرا نے اپنے لہجے میں شدت پیدا کرکے جینی کی طبیعت کا ابال وہیں ختم کردیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ رات گزر گئی۔ تم بھی زندہ ہو اور میں بھی تم سے باتیں کررہی ہوں۔"

"کیا رات سے تم اپنے گھر میں ہی محصور ہو؟" ویرا نے تجسس سے پوچھا۔

"نہیں' تم نے مجھے ڈرا دیا تھا کہ میں دفتر نہ گئی تو میری ذات شبہات کی زد میں آجائے گی۔ بے خوابی کے اثرات کو میک اپ کی تہوں میں چھپا کے دفتر گئی تو وہاں الّو بول رہے تھے۔ گیارہواں فلور سیل پڑا ہوا تھا۔ دونوں خاص لفٹیں بند تھیں اور ایک فیڈرل ایجنسی کے دو افسر رنگس کے ملازموں کے کوائف نوٹ کرکے انہیں لوٹا رہے تھے۔ ان مرحلوں سے گزر کر میں گھر لوٹ آئی۔"

"خطرات چھٹ چکے ہیں۔ اب تم بے فکری سے گھوم پھر سکتی ہو۔"

"مجھے یہ سب ایک بھیانک خواب معلوم ہورہا ہے۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ زخمی کیسے ہوا اور پھر رات گئے کیسے دھر لیا گیا...." جینی مزید کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر ویرا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم پُرکشش اور ذہین لڑکی ہو۔ ان فضول باتوں پر اپنا سر نہ کھپاؤ۔ یک سو ہو کر کوئی نئی نوکری تلاش کرو۔ رنگس کے دن اب گنے جاچکے ہیں۔"

"مجھے نوکری کی اتنی جلدی نہیں۔ کچھ دن آرام کرنے کے بعد ہی سوچوں گی۔ کہیں یہ سب میری دی ہوئی اسی فائل کی وجہ سے تو نہیں ہوا جس کی تلاش میں وہ پاگل ہوا جارہا تھا؟"

"وہ اہم ضرور تھی لیکن ان واقعات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔" ویرا کا لہجہ اچانک سرد ہوگیا "تمہیں منع کیا تھا کہ آئندہ اس کا نام نہ لینا۔ وہ فائل مصیبت کا پیغام ہے۔ جس کے پاس جائے گی اس کو اسی انجام کو پہنچا دے گی جس سے تمہارا باس دوچار ہوا ہے۔"

"پھر تم میرے پاس کب آرہی ہو؟" جینی اس سے مل کر اپنے سوالوں کے جوابات پانے کی خواہاں تھی۔

"پُرخطر اور دہشت انگیز رات گزر گئی۔ اب کسی وقت بھی تمہاری طرف آجائیں گے۔ اسلم نے تمہارا گھر دیکھا ہی ہوا ہے۔ کسی وقت اچانک پہنچیں گے۔"

"تم نے رات کو اسلم سے میری بات بھی نہیں کرائی۔" جینی نے ویرا کو اس کا وعدہ یاد دلایا۔

"وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے کہیں نکل گیا تھا اور اب تک غائب ہے۔" ویرا نے مجھے آنکھ مار کر جینی کو جواب دیا "وہ بہت... خودسر بلکہ سرپھرا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرا گزارہ ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ عام آدمی مجھے بے ہودہ لگتے ہیں۔"

"اوہ خدا! تو کیا رات سے تم اسی نائٹ کلب کے تہ خانے میں قید ہو؟" جینی بے چاری کی تحیر زدہ آواز ویرا کے لیے ہمدردی کے جذبات سے لبریز تھی۔

"تمہارا کیا خیال تھا؟ میں کسی آرام دہ کمرے میں عیش کررہی ہوں؟"

"اوہ' ڈارلنگ' سوری! آئی ایم ویری سوری۔" جینی کی آواز مزید جذباتی ہوگئی "کاش میں اس آڑے وقت میں تمہارے کام آسکتی۔ میرا گھر کافی بڑا ہے۔ تم دونوں بہت آرام سے یہاں رہ سکتے ہو۔ کاش! میں تمہارے کسی کام آسکتی۔"

ویرا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا "رات میں تمہارے کام نہیں آسکی۔ اب تم بے بس ہو۔ ہمارا آپس کا حساب مفت میں برابر ہوگیا۔"

مزید چند نجی مکالموں کے تبادلے کے بعد ویرا نے فون بند کردیا۔

"تمہارے دماغ پر جینی اس بری طرح سوار ہے کہ تم نے اب تک یہ نہیں پوچھا کہ وہ ڈاک خانے میں کیا کام ہے۔" میں نے ویرا کو چھیڑا۔ دراصل میں اس موضوع پر ویرا سے مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ براہِ راست ایسی کوئی بات چھیڑتا تو وہ بقراط بننے کی کوشش کرنے لگتی۔

"بلکہ یہ بھی بتا دو کہ شیام ناتھ کے پاس تمہیں کیا کام ہے۔" ویرا نے بے پروائی سے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ وہاں سے بدری کا کوئی پیغام مل سکے۔ راستے میں کہیں سے اول خان کو فون کروں گا۔ اب تک سلطان شاہ کو

Downloaded from https://paksociety.com

امریکی ائر ایمبولینس کے ذریعے انقرہ سے کراچی پہنچ جانا چاہیے۔ میں اس پرواز کی سلامتی کی طرف سے بہت فکرمند ہوں۔"

"اس پروگرام میں ڈاک خانے کا کوئی تذکرہ نہیں آیا۔ کیا سلطان شاہ کو مبارک باد کا ٹیلی گرام بھیجنے کا ارادہ ہے؟" ویرا نے مزاحیہ انداز میں پوچھا۔

"یہ خیال بھی برا نہیں ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں رہ کر بھی ہم ہر وقت اس کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں اسی کے ساتھ گیپ کے پانچوں اصل کاغذ اول خان کو پوسٹ کردوں گا۔" میں نے غیر محسوس انداز میں وہ سنگین مسئلہ پیش کردیا۔

"پہلے تمہارا خیال تھا کہ وہ پانچوں کاغذات امریکا میں تمہارے لیے سلامتی کے ضامن ثابت ہوسکتے ہیں۔" ویرا نے تیوریاں چڑھا کر ناقدانہ انداز میں کہا۔

"یہ خیال اس وقت درست ہوتا جب ہمارا مقابلہ آدمیوں سے ہوتا۔ یہاں آدم خوروں سے پالا پڑا ہوا ہے۔ انہیں شبہ بھی ہوگیا کہ وہ پانچوں کاغذ میری تحویل میں ہیں تو وہ کسی قیمت پر مجھے یہاں سے زندہ نہیں نکلنے دیں گے مجاہدے کے کاغذ حاصل کرنے کے لیے میرا نرخرا چیر کر رکھ دیں گے۔ ایسی صورت میں وہ کاغذ موت کا پروانہ ثابت ہوسکتے ہیں۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے بھی سگریٹ سلگا کر اسے سوچنے کا موقع فراہم کردیا۔ چند ثانیوں بعد وہ خود ہی بولنے لگی "پاکستان کے خیر خواہوں کو وائٹ ہاؤس میں بیٹھنے والوں کی مکروہ صورتیں دکھانے کے لیے گیپ کے پانچوں اصل کاغذوں کا امریکا سے باہر نکلنا ضروری ہے۔ نقل کی تصدیق کے لیے اصل کا ہمارے قبضے میں رہنا ضروری ہے کیونکہ اسٹیشنری کے صدارتی واٹر مارک فوٹو کاپی میں نہیں آسکتے۔ اس گندے معاہدے پر لوگ اسی وقت یقین کریں گے جب وہ اپنی آنکھوں سے اصل دیکھیں گے لیکن پھر ہم یہاں بے یارومددگار رہ جائیں گے۔"

میرے لیے اصل اہمیت اس بات کی تھی کہ ویرا نے میری تجویز کی تائید کی تھی ورنہ اس کے فوائد اور نقصانات پر میں پہلے ہی ہر پہلو سے بہت کچھ سوچ چکا تھا۔

اپنے کسی برے وقت میں گیپ کے ان اصل کاغذوں کو بلیک میلنگ کا ذریعہ بنانا ہمارے لیے خودکشی کے مترادف ہوتا۔ بظاہر ہماری ہر شرط کو منظور کرکے اسی پوزیشن میں پہنچا دیا جاتا جس میں آنرک بیل بلیک ڈیڈ کے ہاتھوں بری طرح زخمی ہوا تھا۔

ہمارے حریف اتنے شقی القلب اور خوں خوار تھے کہ وہ ہماری جانیں لینے سے کم کسی منصوبے پر غور تک نہ کرتے اور کاغذات سے محرومی کے ساتھ ہی ہمیں بادلِ ناخواستہ داعیِ اجل کو لبیک کہنا پڑ جاتا جو اس راستے کا کوئی بہتر انجام نہ ہوتا۔

گیپ کے اصل کاغذات کو امریکا سے باہر بھیج دینے کے بعد ہم اس کی نقل سے ہر کام لے سکتے تھے۔ کسی سودے بازی کے لیے یہ شرط بھی رکھی جاسکتی تھی کہ ہمیں حفاظت کے ساتھ امریکا سے باہر پہنچا کر معاہدے کے اصل کاغذ حاصل کیے جاسکتے ہیں اور وہ پانچ اصل کاغذوں تک رسائی سے پہلے ہمیں زندہ رکھنے پر مجبور ہوجاتے۔

"مجھے اول خان کو ہدایت دینی ہوگی کہ امریکا سے ہماری واپسی تک گیپ کا راز فاش نہ کیا جائے ورنہ ہمارا کھیل خراب ہوسکتا ہے۔" میں نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"یہ ضروری ہوگا.... میری رائے میں وہ کاغذ ڈاک سے بھیج کر تم بڑا خطرہ مول لوگے۔" ویرا نے ہونٹ سکیڑ کر پُرتشویش لہجے میں کہا "کاغذ گم بھی ہوسکتے ہیں۔"

"مجھے یقین نہیں کہ امریکی اپنے ملک سے روزانہ باہر جانے والے لاکھوں خطوط کو سنسر کرکے یہ کاغذ اڑانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔" میں نے بے یقینی سے کہا۔

"یہاں کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے کراچی کے اخباروں میں کئی بار غیر ملکی ڈاک کے کھلے ہوئے لفافوں اور ڈاک کے اُدھ جلے بنڈلوں کی دریافت کی شکایات پڑھی ہیں۔ بدقسمتی سے تمہارا لفافہ کسی کام چور ڈاکیے کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ کبھی اول خان تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

عام ڈاک کے بارے میں ویرا کے اس مشورے پر حرف گیری کی ذرا بھی گنجائش نہیں تھی۔ ویرا خبروں کی بات کررہی تھی، میں ذاتی طور پر بارہا ایسے تجربوں سے گزر چکا تھا کہ خط غائب ہوگیا یا کوئی بھاری لفافہ ملا تو اسے پھاڑ کر یا کھول کر تلاشی لینے کی تمام تر نشانیاں موجود تھیں۔

ایسی شکایات کی ذمے داری ڈاک لانے والے مظلوم اہل کار کے سر نہیں ڈالی جاسکتی تھی۔ ڈاک کی تقسیم کے آخری مرحلے پر لفافہ اس کے ہاتھ آنے سے پہلے متعدد منازل، مراحل اور ہاتھوں سے گزر چکا ہوتا ہے۔ ان میں اصل مجرم کی صحیح نشان دہی ناممکن ہوکر رہ جاتی ہے۔

ان مذموم شکایات کا ازالہ ذمے داری کے انفرادی احساس سے ہی ہوسکتا تھا۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ہم اجتماعی اور انفرادی طور پر اس اثاثے سے محروم ہیں۔

رجسٹری کی صورت میں وہ لفافہ نیویارک کے پوسٹ آفس سے ہی اہمیت اختیار کرلیتا جب کہ میں کسی امریکی کو یہ شائبہ تک نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ میرے لفافے میں کوئی اہم چیز پاکستان بھیجی جارہی ہے۔ ملی جلی بھاری عام ڈاک کے مقابلے میں مختلف ممالک کے لیے انفرادی طور پر وصول کیے ہوئے پیکٹ اور لفافے بہت آسانی سے سنسر یا تلاشی کا نشانہ بن سکتے ہیں۔

"پھر تمہارا کیا خیال ہے؟ میں خود ہی اول خان کو گیپ کے کاغذ پہنچا کر واپس لوٹ آؤں؟"

"احمقانہ باتیں مت کرو۔" اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"واشنگٹن اور نیویارک میں تمہارے بہت سے سفارتی اور دوسرے سرکاری محکمے ہوں گے۔ تم ان سے رجوع کیوں نہیں کرتے؟"

ویرا اس وقت واقعی بہت دور کی کوڑی لائی تھی۔ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ اس سے کسی موضوع پر تبادلۂ خیال رائگاں جاتا ہو۔ ہمیشہ وہ سرسری انداز میں کوئی ایسی سامنے کی بات کہہ جاتی تھی جو مشکل حالات میں بھول کر بھی ذہن میں نہیں آتی۔

نیویارک کی ٹیلی فون ڈائریکٹری میں تمام غیر ملکی مشن یکجا کردیے گئے تھے۔ ان میں پاکستان کے حوالے سے دو نام مجھے فوراً ہی نظر آگئے۔

اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفیر اور مستقل مندوب کا دفتر مین ہٹن کی پینسٹھویں اسٹریٹ پر مشرقی سمت کی عمارت نمبر آٹھ میں واقع تھا جسے مین ہٹن کی اصطلاح میں ایٹ ایسٹ، سکسٹی ففتھ اسٹریٹ لکھا گیا تھا۔

دوسرا پتا قونصل جنرل کا تھا۔ اسی اسٹریٹ پر بارہ ایسٹ کی عمارت پاکستان ہاؤس کے نام سے موسوم تھی گویا میرے مسئلے کا حل بروکلس سے ذرا سی مسافت پر مل سکتا تھا۔ کسی ذمے دار پاکستانی اہل کار کی تلاش میں مجھے واشنگٹن کا سفر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ویرا اپنی جگہ بیٹھی پُرامید نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میرے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر وہ بے ساختہ بول پڑی "اب تم نعرہ لگاؤ گے کہ میں نے پالیا۔"

"میں کوئی فلاسفر ہوں اور نہ اس وقت پانی کے ٹب میں برا جمان ہوں۔ ویسے نیویارک کی ایک ہی سڑک کے مختصر سے حصے میں دو عمارتیں میری منزل ہوسکتی ہیں۔" میں نے کہا۔

"کمال ہے کہ تمہیں آج تک نیویارک میں پاکستانی سفارتی دفاتر کا دیدار کرنے کا خیال نہیں آیا۔" میرے اقرار پر ویرا نے ہلکے سے پُرغرور لہجے میں کہا۔

"میں مان چکا ہوں کہ تم پاکستانیوں سے زیادہ پاکستانی بن چکی ہو۔" میں نے جواب دیا "بیرونِ ملک پاکستانی سفارتی دفاتر سے میں اب تک دور ہی رہا ہوں۔ کسی اجنبی کو یہ جتانے کی کیا ضرورت ہے کہ پاکستان یا پاکستانی سفارت خانے سے میرا کوئی تعلق ہے۔"

میں نے ڈائریکٹری سے قونصل خانے کے فون نمبر ایک کاغذ پر نوٹ کیے اور فوراً ہی فون کی طرف متوجہ ہوگیا۔ وہ پاکستان سے باہر کسی بھی سرکاری اہلکار سے میرا پہلا براہِ راست رابطہ ثابت ہونے والا تھا۔

"اسپیکر فون استعمال کرنا۔" ویرا کی ہدایت سن کر میرا ریسیور کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ مشینی انداز میں رک کر بٹن کی طرف مڑگیا۔

ویرا کہہ رہی تھی "تمہارے سفارتی افسروں سے لوگ شاکی رہتے ہیں۔ ذرا میں بھی سنوں کہ تم جیسے تیس مار خان کے ساتھ کیا

شفیق پبلیکیشنز — ہر بک شیلف کی زینت ہر لائبریری کی ضرورت

محراب
اہم دینی موضوعات پر نشری تقریروں کا مجموعہ علم و حکمت کا ایک بلند پایہ جو طلبہ، اساتذہ، اہلِ دانش اور تمام تشنگانِ علم کو نورِ بصیرت عطا کرتا ہے۔
قیمت: ۲۴۰ روپے
مصنف: پروفیسر سیف اللہ خالد

دیارِ عشق
مجموعۂ نعت
نامور شعراء کرام کے گل ہائے عقیدت، رشحاتِ آمیز، چیدہ کلام عشقِ مصطفوی، لذتِ ایمانی، روحانی آسودگی اور سکونِ قلب حاصل کرنے کے لیے مطالعہ کیجیے۔
قیمت: ۹۰/- روپے
مرتب: زبیر احمد

گنجِ فرشتے مزید
نابغہ روزگار ہستیوں، معروف تاریخی شخصیات کے دلچسپ اور بادگار خاکے۔ ذاتی تعلق، گہرے مشاہدے اور محبت و عقیدت کے جذبے گدگداتے لفظوں اور شگفتہ جملوں میں لکھے گئے۔
قیمت: ۱۸۰/-
مصنف: عطاء الحق قاسمی

پاکستان میں اردو ادب کے پچاس سال
یہ کتاب پاکستان کے پچاس برسوں کی ایک خوبصورت ادبی کہانی ہے۔
قیمت: ۱۰۰/- روپے
مصنف: پروفیسر سیف اللہ خالد

شاباش
لفظ لفظ لطف آمیز
سطر سطر قہقہہ بار
بے ساختہ چٹکلے جملے
ہنستے ہنستے، مسکراتے مسکراتے
قیمت: ۱۲۵/- روپے
مصنف: پروفیسر تنویر حسین

یہ کتب تمام بڑے بک سٹالوں پر دستیاب ہیں
شفیق پبلی کیشنز، شفیق بک سنٹر
چوک گڑھی شاہو، لاہور۔ فون: 6304761-042

Downloaded from https://paksociety.com

سلوک کیا جاتا ہے۔"

میں نے اسپیکر فون آن کردیا لیکن نمبر ملانے سے پہلے کہا "میں فون پر اپنا تعارف نہیں کرا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ میری باتیں اس کے لیے بے سروپا ہوں...."

"تم فکر نہ کرو۔ تمہیں ان باتوں کی پوری پوری رعایت ملے گی۔" ویرا ہنس پڑی۔

ریسیور اٹھا کر دوسری طرف سے امریکی انداز میں ہائے کہہ کر گفتگو کا آغاز کیا گیا مگر بولنے والے کا لہجہ چغلی کھا رہا تھا کہ اس کی وہ مشق زیادہ پختہ نہیں ہوسکی تھی۔

"جی میرا نام اسلم خان ہے۔ میں ایک اہم کام کے سلسلے میں آپ کو زحمت دینی چاہتا ہوں۔" میں نے نرم اور شائستہ انداز میں اپنا مدعا بیان کیا اور خاموش ہوگیا۔

"بولتے رہیں' میں سن رہا ہوں۔" میری اردو کے جواب میں دوسری طرف سے اردو ہی میں ٹوکا گیا۔ اس شخص کی آواز پختہ اور لہجہ مربیانہ تھا۔

"دراصل میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔" میں نے بے دھڑک کہہ دیا۔

"مگر کس سلسلے میں؟ پاسپورٹ کھو گیا ہے' کوئی کیس ہوگیا ہے یا وطن واپسی کے لیے کسی مدد کی ضرورت ہے؟" اس بار آواز میں ہلکی سی بے زاری امڈ آئی۔

"ان میں سے کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے مگر بہت اہم ہے۔" اس بار مجھے ناپ تول کر الفاظ کا انتخاب کرنا پڑا "مجھ سے زیادہ شاید میرے ملک کا مسئلہ ہے۔"

اسپیکر پر ہلکی سی استہزائیہ ہنسی کے بعد تلخ آواز ابھری "سر! یہ ہمارے لیے نئی بات نہیں ہے۔ ہر پاکستانی کو یہ عادت سی ہوگئی ہے کہ وہ اپنے ذاتی مسئلے کو پاکستان کی بقا کا مسئلہ قرار دے کر ہم سے رعایتیں لینا چاہتا ہے۔ مسئلہ جانے بغیر آپ کو ملاقات کے لیے وقت نہیں دیا جاسکتا۔ اس کی حفاظتی وجوہ بھی ہیں۔ آئی ایم سوری...."

اس سے پہلے کہ وہ اپنا فقرہ مکمل کرکے فون بند کرتا' میں نے جلدی سے کہا "کیا میں آپ کا اسم گرامی جان سکتا ہوں؟"

"ضرور! آپ کے اس خادم کو میجر جنجوعہ کہتے ہیں۔" آواز کی تلخی گہری ہوگئی "مجھے معلوم ہے کہ اب آپ پاکستان جا کر اخباروں میں میرے خلاف لکھیں گے مگر میں طریقۂ کار سے مجبور ہوں۔ ویسے بھی میں کمرشل قونصلر ہوں۔ آپ متعلقہ افسر کو فون کریں یا پھر واشنگٹن میں سفارت خانے سے بات کریں۔ میں یہاں صرف تجارتی اور درآمدی و برآمدی معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ میرا مسئلہ آپ ہی حل کرسکتے ہیں۔" میں نے ویرا سے نظریں چار کیے بغیر شرمساری کے ساتھ کہا "میں فون پر واشنگٹن والوں کو بھی کچھ نہیں بتا سکوں گا۔"

میرے اصرار سے اتنا ضرور ہوا کہ اس کے دل میں کچھ تجسس بیدار ہوا اور اس نے فون بند کرنے کے بجائے قدرے جھلاہٹ کے ساتھ کہا "آپ کیوں نہیں سمجھتے کہ حفاظتی وجوہ کی بنا پر ہم آپ کے کوائف اور مسائل جانے بغیر آپ کو ملاقات کا وقت نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کوئی تاجر یا صنعت کار ہیں تو مجھے اپنے بارے میں ہی بتایئے۔ میں ایک اجنبی کو کیسے وقت دے سکتا ہوں؟"

"آپ اول خان کے نام سے واقف ہیں؟" وہ میجر تھا۔ میں نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس سے وہ نازک سوال کر ڈالا۔ دوسری طرف چند ثانیوں کے لیے سکوت چھا گیا۔

"اگر میں کہوں کہ نام شناسا معلوم ہوتا ہے تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟" اس مرتبہ میجر جنجوعہ کی آواز سے تلخی کافور ہوچکی تھی۔

"بہت فرق پڑتا ہے میجر صاحب!" میں نے دھیمی آواز میں کہا۔ "وہ اور اس کے آدمی بہت کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ بھی نہیں ہوتے۔ اب میں اپنا کیا تعارف کرا سکتا ہوں؟"

"آپ.... آپ کا مطلب ہے کہ.... آپ اس کے آدمی ہیں؟" اس کے ایک ایک لفظ سے تجسس کا سمندر رچھوٹا پڑ رہا تھا۔

"آدمی نہیں' میں اس کا ساتھی ہوں۔ میرا...." میری بات ادھوری رہ گئی۔

"اوہ خدا! آپ کیوں نہیں کہتے کہ آپ وہ ہیں جس کا نام آج پھر یہاں سننے میں آیا ہے.... مسٹر ڈڈ.... اسلم' مجھے بتایئے کہ آپ کب آنا چاہتے ہیں۔ میں دروازے پر آپ کا استقبال کروں گا۔ میں اپنی ترش کلامی پر شرمندہ ہوں۔ آپ کے...."

"انجانے میں نہ جانے کیا کچھ ہوجاتا ہے۔ آپ اس کی پروا نہ کریں۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر اسے مزید ندامت سے بچاتے ہوئے کہا "مجھے آپ کی یہ بات پسند آئی کہ ہر پاکستانی اپنے ذاتی مسئلے کو ملک کی بقا کا مسئلہ قرار دینے کا عادی ہوگیا ہے۔ آپ قواعد وضوابط سے ہٹ کر کام نہیں کرسکتے۔ مجھے پہچان لینے کے بعد بھی آپ کی سرد مہری برقرار رہتی تو میں پاکستان واپس جا کر واقعی ڈان میں ایک شکایتی مراسلہ ضرور چھپواتا۔"

میرے چھیڑتے ہوئے مذاق نے اسے مضطرب کردیا اور وہ بوکھلا کر بولا "سر! وہ بات آپ کے لیے نہیں تھی۔ آپ یقین کریں کہ لوگ ہمارے پاس جعل سازیوں کے لیے آتے ہیں۔ انہیں کورا سا جواب دے دیا جاتا ہے تو وہ اخباروں میں لکھتے ہیں۔ بیشتر شکایتوں میں بس ذاتی عناد بھرا ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم سب فرشتے ہیں۔ بعض جگہ ہماری غلطی بھی ہوتی ہے جس پر ہمیں اپنے دفترِ خارجہ کو جواب دہی کرنی پڑتی ہے۔ یہ بتائیں کہ کب آرہے ہیں۔ باقی باتیں ملاقات پر ہوں گی۔"

"کیا میرا وہاں آنا مناسب ہوگا؟" میں نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"ہو سکتا ہے کہ آپ کا کام یہاں آئے بغیر نہ ہو سکے۔" اس کا لہجہ متذبذب تھا۔

"ایک بہت اہم لفافہ اول خان تک پہنچانا ہے۔ وہ کاغذات میں اب زیادہ دیر تک اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا۔ ڈاک میں لفافہ گم ہو سکتا ہے۔ میری کوشش تھی کہ کوئی بااعتماد آنے سے پہلے میں وہ کاغذ کسی فرض شناس اور ذمے دار افسر تک پہنچا دوں۔"

"پھر آپ کا آنا مناسب نہیں ہوگا۔ وقت اور مقام بتا دیں۔ میں خود قوم بوسی کے لیے حاضر ہو جاؤں گا۔ میں آپ کے مقام اور مرتبے سے اچھی طرح واقف ہوں۔"

"مجھے شرمندہ نہ کریں۔ ملاقات کا پروگرام طے کرنے کے لیے میں دوبارہ کب تک فون کرلوں؟"

"میں تین بجے تک ہوتا ہوں مگر آج پانچ بجے تک انتظار کروں گا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ رابطے کے لیے آپ نے میرے نمبر کا انتخاب کیا۔"

وہ اپنے ہر فقرے کے ساتھ میری عزت افزائی کے دو بول بول رہا تھا۔ میں ویرا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی حرکتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔ وہ کرسی میں یوں اکڑی بیٹھی تھی جیسے میجر جنجوعہ کی وہ ساری تعریفیں بالواسطہ اسی کے لیے ہوں۔

بات بن گئی تھی۔ ویرا کے سامنے میری عزت رہ گئی اور سر سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا۔

"تم شروع میں بلاوجہ مجھ سے نظریں چرا رہے تھے۔ اس شریف آدمی کی جگہ تم ہوتے تو دو ہی جملے سننے کے بعد فون بند کردیتے۔" بعد میں ویرا خوشی سے پھولی نہ سما رہی تھی کیونکہ اسی کی تجویز پر عمل کرکے میں نے ایک مشکل کا آسان حل تلاش کیا تھا۔

"مجھے شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ پاکستانیوں کا کچا چٹھا تمہیں بھی سنا رہا تھا۔"

"شرمندگی کی کیا ضرورت تھی۔ اس حمام میں سب ہی ننگے ہوتے ہیں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ پشاور میں بدکاری کے اڈوں کا ایندھن بننے والے امریکی لڑکے اور لڑکیاں آئے دن اپنے قونصل خانے سے امدادی رقوم حاصل کرکے نشے بازی پر اڑانے کے عادی ہیں۔" ویرا نے بے پروائی سے کہا "فرق صرف اتنا ہے کہ تمہارے سفارت خانے مفلس ہیں' پریشان ہو جاتے ہیں' مالدار ملکوں کے سفارت خانے اپنے باشندوں کی کچھ نہ کچھ اعانت کردیتے ہیں اور کوئی شور نہیں مچاتا۔"

"پیشہ ور لوگوں کی بات اور ہے۔ کچھ لوگوں کو جائز شکایات ہوتی ہیں۔"

"جائز شکایات کسے اور کہاں نہیں ہوتیں۔ ان سے منہ چھپانا بے کار سی بات ہے۔" ویرا اس وقت خوشگوار موڈ میں تھی اور مسلسل میجر جنجوعہ کی باتوں کی حمایت کر رہی تھی "اس نے تم سے بہت مناسب رویہ اختیار کیا۔ یہ لوگ بھی روزانہ ایک جیسے حیلے بہانے سن سن کر تنگ آجاتے ہیں۔ تعارف کے بعد تم نے دیکھ ہی لیا کہ تمہارا نام سنے بغیر وہ کیسا موم ہو گیا تھا۔"

"اس وقت تم اس موم کی موم بتی بنی ہوئی ہو۔ اب ذرا مجھے کام کرلینے دو۔"

ویرا کا منہ بند کرا کے میں نے سادہ کاغذ پر اول خان کے لیے چند سطور لکھیں جن میں صورتِ حال کی مختصر سی تصویر بھی پیش کردی۔ گیپ کے پانچوں کاغذوں کے ساتھ اول خان کے لیے وہ تحریر یقیناً مسرت کا ذریعہ ثابت ہوتی۔

"خط لکھ ہی رہے ہو تو ایک ایک لفافہ غزالہ اور سلطان شاہ کے لیے بھی لکھ ڈالو۔" ویرا نے سنجیدگی سے مشورہ دیا "جب سے تم نے پاکستان چھوڑا ہے' کسی کو دو سطریں تک نہیں لکھیں۔ ہر ایک کو بس فون پر ہی ٹرخا رہے ہو۔"

"وہ میں تخلیے میں لکھوں گا۔ ایسا اہم کام تمہارے سامنے نہیں کیا جا سکتا۔" میں نے اپنی بھول کا اعتراف کرنے کے بجائے جلدی سے بات بنا دی۔

"یہ تمہارا حق ہے' میں اس سے انکار نہیں کرسکتی۔" اس نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا "بے چاری غزالہ پھر بھی یہ ضرور سوچے گی کہ اسے تمہارا خط مل رہا ہے اور مجھے تمہارا ساتھ میسر ہے۔ میرے لیے یہی اعزاز بہت کافی ہے۔"

میں اسے گھورتا ہوا کرسی سے اٹھ گیا "ذرا عمدہ سی چائے تیار کرو۔ میں تمہارے گونگے عاشق کا جائزہ لے کر آتا ہوں۔ وہ تمہارے فراق میں منہ لپیٹے بھونڈی آوازوں سے رو رہا تھا۔"

ویرا غرا کر میری طرف لپکی اور میں تیزی سے وہاں سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سرونٹ کوارٹر بدستور بند تھا۔ میں نے کھڑکی کے پردوں کے درمیان میں سے جھانکا تو بستر پر بیکسٹر کی پوزیشن میں کوئی قابلِ ذکر تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ اسی طرح روتے روتے پہلو کے بل سکڑ کر سو گیا تھا۔ اس کی ٹانگیں بدستور پیٹ سے لگی ہوئی تھیں اور جسم بالکل ساکت تھا۔

یہ بہت اچھا تھا کہ اپنی خوراک مل جانے کے بعد وہ خود ہی سو گیا تھا اور ہمیں دیر تک اس کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

میں مکان کے اگلے نکڑ تک پہنچا تو لان کے درمیان بنی ہوئی پختہ روش پر ایک نئی اور چمک دار کرسلر سے بلیک ڈیڈ اتر رہا تھا۔ اس کے تین حواری اس سے پہلے ہی اپنی نشستیں چھوڑ کر نیچے آچکے تھے۔ وہ تینوں چہرے میرے لیے اجنبی نہیں تھے۔

بلیک ڈیڈ کے ساتھ آنے والوں میں اس کے ڈرائیور اور گن مین کے ساتھ میک بھی شامل تھا۔ اس وقت وہ چاروں شریفانہ

Downloaded from https://paksociety.com

لباس میں تھے اور کسی کے پاس اسلحے کی جھلک نظر نہیں آرہی تھی۔

پڑوس کے لان پر چست نیکر اور ٹی شرٹ میں ملبوس ایک جواں سال امریکی خاتون برقی مشین سے گھاس کاٹنے میں مصروف تھی۔ اس نے اپنے پڑوس کے مکان میں اس چہل پہل کا خیر مقدم کرتے ہوئے ایک بلند آہنگ ہائے اچھالی۔ تین فٹ اونچی دیوار پر سے وہ ہمیں اور ہم اسے پوری طرح دیکھ رہے تھے۔ سب نے جوابی ہاتھ لہرا کر اس کے استقبال کا جواب دیا۔ اس اثنا میں' میں بلیک ڈیڈ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مجھ سے پُرتپاک انداز میں ہاتھ ملاتے ہوئے اس کی متجسّس نظریں میرے پیچھے کسی کو تلاش کررہی تھیں۔ آخر وہ مجھ سے بیکسٹر کے بارے میں پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

"اس وقت مناسب خبر یہ ہوتی کہ میں نے اسے شوٹ کردیا ہے۔" برابر کے لان پر ایک کھوجی پڑوسن کی موجودگی کی وجہ سے میں نے نیچی آواز میں جواب دیا "مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ پیچھے اپنے کمرے میں بے فکری کی نیند سو رہا ہے۔ میں اسی کو دیکھ کر آرہا ہوں۔"

میں نے دروازے کی طرف اس کی پیشوائی کی۔ صرف میک ہمارے پیچھے آیا' باقی دونوں افراد باہر ہی رکے رہے۔

ویرا کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی۔ اس کی ہائے کا جواب دیتا ہوا' بلیک ڈیڈ وہیں گھس گیا اور حیرت سے بولا "کمال ہے۔ دھوپ میں اسلم ہمیں باہر سے لا رہا ہے اور تم کچن میں مصروف ہو پھر یہاں اس حرام زادے بیکسٹر کی کیا ضرورت ہے۔"

"اسلم نے اسی لیے تم سے کہا تھا کہ اس کی جگہ ہمیں کوئی بولنے والا حلال زادہ دے دو۔" ویرا نے بے پروائی سے کہا "مگر تم اسی کے گن گا رہے تھے۔"

"وہ ایسا نہیں ہے۔ بہرحال میں میک کو لے آیا ہوں۔ یہ بھی تمہارے لیے کام کرے گا۔ تم دونوں اس سے بڑی حد تک واقف بھی ہوچکے ہو۔"

"وہ گونگا ہے اور یہ بولتا بہت ہے۔" ویرا نے مسکرا کر بے دھڑک کہہ ڈالا "اس کی موجودگی میں ہمیں بس رات کو ٹیلی وژن کھولنے کی ضرورت پیش آئے گی۔"

بلیک ڈیڈ نے خوش دلی سے قہقہہ لگا کر بے تکلفی سے ویرا کی پشت پر ہاتھ مارا "خوب چمک رہی ہو۔ تم بس ایسے ہی موڈ میں اچھی لگتی ہو۔ آؤ' اندر چل کر باتیں کریں گے۔ چائے میک بنائے گا۔"

یہ کہہ کر بلیک ڈیڈ نے مڑ کر میک کو ہدایت کی کہ وہ جا کر بیکسٹر سے رپورٹ لے کر آئے اور پھر کچن سنبھالے۔ اسے ہدایت دے کر وہ ہمارے ساتھ ہولیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے آتے ہی گفتگو کی ابتدا بیکسٹر کے ناخوشگوار موضوع سے ہوئی۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ تم اطلاع دیے بغیر اتنے سویرے آپہنچو گے۔"

"یہاں کے حالات دیکھ کر میں الجھن کا شکار ہوگیا ہوں۔" اس نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے فکر مندانہ انداز میں کہا۔ "دوسری گفتگو سے پہلے ہمیں یہ مسئلہ نمٹالینا چاہیے۔ ہوا کیا ہے؟"

میں نے تھوڑی دیر قبل پیش آنے والے واقعات اختصار کے ساتھ دہرا کر کہا "ہوسکتا ہے کہ اس کی بدنگاہی کے بارے میں روزی کو غلط فہمی ہوئی ہو لیکن اس نے میرے لیے جو کچھ لکھا' وہ بدتمیزی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔"

بلیک ڈیڈ نے ایک گہرا سانس لے کر اپنی جگہ پہلو بدلا اور آگے جھک کر دھیمی آواز میں کہنے لگا "وہ دن رات کام کرنے والی ایک انتھک انسانی مشین ہے۔ وہ بہت ہی بے ضرر جمال پرست ہے۔ یہ برداشت نہ کرسکا ہوگا کہ تم اس کی وجہ سے روزی پر کسی بھی قسم کا تشدد کرو۔"

"تم اس کی طرف داری کررہے ہو۔" ویرا نے بھڑک کر کہا۔ "ہم اپنے ذاتی معاملات میں کسی خدمت گار کو اس حد تک دخل انداز ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

"خوب صورت عورتوں کے معاملے میں وہ بہت حساس طبیعت کا مالک ہے۔ انہیں پریشان دیکھ کر دکھی ہوجاتا ہے۔ تم نے ذرا سے تحمل سے کام لیا ہوتا تو تم دیکھتیں کہ وہ کسی وفادار کتے کی طرح سر جھکائے تمہارے پیر دبا رہا ہوتا۔"

"اوہ چارلی! ایسی کراہت انگیز باتیں مت کرو۔" ویرا نے اس کا اصل نام لیے بغیر احتجاج کیا "اس سے پیر دبوانے سے بہتر ہوتا کہ میں اپنے پیروں پر نیم مُردہ کیچوے چھوڑ دیتی...."

"تم اپنی مرضی کی مالک ہو۔" وہ شانے اچکا کر بولا "میری دانست میں وہ میرا ایک بہترین آدمی ہے۔ وہ تم دونوں کو اتنا ناپسند ہے تو میں اسے واپسی پر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ قصہ ختم۔"

"تھینک یو چارلی! یو آر گریٹ۔" ویرا نے فراخ دلی سے اپنی ممنونیت کا اظہار کیا۔

"اس کی جمال پرستی کا اندازہ تم دونوں اس بات سے لگا سکتے ہو کہ وہ کئی بار مجھ سے کہہ چکا تھا کہ جس دن اس نے اپنی زندگی کی حسین ترین عورت دیکھ لی' وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ خوشی سے نہ مرسکا تو وہ خود کشی کرلے گا۔" بلیک ڈیڈ نے اضافہ کیا۔

"وہ یقیناً کسی ذہنی کج روی کا شکار ہے۔ اب اس کے بارے میں سر کھپانا بے سود ہے۔" میں نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں میک کو دیکھنا ہوگا۔"

"تم نے یہ سب دیکھ لیے ہوں گے۔" بلیک ڈیڈ نے میز پر پڑے ہوئے اخبارات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ان میں تمہارا نام آنا قابلِ فہم ہے۔ یہ عباس کرمانی کہاں سے پیدا ہوگیا۔ اس کی وجہ سے میری ساکھ پر اثر پڑا ہے۔"

"میرے لیے بھی یہ نام نیا ہے۔" میں نے اپنی بے خبری کا

Downloaded from https://paksociety.com

اظہار کرتے ہوئے کہا "پتا نہیں سی آئی اے والوں کو یہ کہاں سے مل گیا۔"

"خبروں میں تمہارے سوا کسی اور کا نام نہ آتا تو میرا کام بہت آسان ہو جاتا۔ اب بہت سے ذہن عباس کرمانی میں الجھ گئے ہیں۔ میرے بارے میں سوچنے کے مواقع محدود ہو گئے ہیں۔" وہ مضطربانہ لہجے میں بولا "یہ عجیب بات ہے کہ آئزک بیل ان کے سامنے سچ بول رہا ہے لیکن وہ اسے جھوٹا قرار دے کر سارا کریڈٹ اس ایرانی کو دینے پر تل گئے ہیں۔ یہ گورکھ دھندا میری سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"میں نے اس ایرانی کا نام کل رات پہلی بار تمہاری زبان سے سنا تھا یا اب اخباروں میں دیکھا ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تم نے خود بتایا تھا کہ وہ رات ہی سے شہر بھر میں اسے تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ اسے ان کا ڈراما بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔"

"ایرانی ڈفر ہوتے ہیں۔" وہ صوفے پر ہاتھ مار کے بولا "ایسا ایرانی کہاں پیدا ہو گیا جو آئزک بیل جیسے عفریت سے ٹکر لینے کی ہمت کر سکے۔"

"یہ نہ کہو۔" ویرا نے دخل دیتے ہوئے کہا "ایرانی عورت کی آنکھ سے کاجل اور مرغی کے پیٹ سے انڈا اس طرح چراتے ہیں کہ انہیں چوری کا پتا تک نہیں چل پاتا۔"

"ویرا!" بلیک ڈیڈ نے اسے گھورا "کیا تم مجھے گھسنا چاہ رہی ہو؟"

"اب میں ایسی کوشش نہیں کر سکتی۔ میں تمہیں ایک ایرانی کہاوت کا انگریزی ترجمہ سنا رہی تھی۔" ویرا نے پوری سنجیدگی سے کہا "دوسری بات یہ کہ تم نے روانی میں میرا اصل نام لے ڈالا ہے۔"

"اس چھت کے نیچے ہمیں کسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔" بلیک ڈیڈ نے ویرا کی وضاحت قبول کرکے بے پروائی سے کہا "ہم بے تکلفی سے بات کر سکتے ہیں۔"

میں ویرا کی دیدہ دلیری پر حیران رہ گیا۔ مرغی کے پیٹ سے انڈا چرانے کی بات کرکے اس نے یقیناً بلیک ڈیڈ کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کی تھی کیونکہ وہ محاورہ میں نے کہیں نہیں سنا تھا۔ بلیک ڈیڈ کے چونکنے پر ویرا نے اسے مطمئن بھی کر دیا تھا۔

"عباس کرمانی فراڈ نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"وہ میری اور آئزک بیل کی لڑائی تھی جو میں نے جیت لی۔" اس نے میرے منہ در منہ ڈھٹائی سے کہا "اگر عباس کرمانی رنگ میں بھنگ کر رہا ہے تو اسے برسرِ زمین ہونے کے بجائے زیرِ زمین پہنچانا ہوگا۔ میں یہ کام بھی تمہارے ساتھ مل کر کرنا چاہتا ہوں۔"

بلیک ڈیڈ کی وہ تجویز سن کر میرے فرشتے کوچ کر گئے۔ وہ میرے تخلیق کیے ہوئے سائے کی تلاش کا کام میرے ہی ذمے لگانا چاہ رہا تھا مگر میرے لیے انکار کی کوئی راہ نہیں تھی۔ میں نے پیشانی پر کوئی بل لائے بغیر کہا "میری مجبوریاں تمہارے علم میں ہیں۔ ان کے ساتھ میں ہر تعاون کے لیے تیار ہوں۔"

"یہ نہ بھولو کہ ان مجبوریوں کے باوجود تم نے آئزک بیل کو میرے قدموں میں لا ڈالا تھا۔"

"وہ ویرا کا مشن تھا۔ وہ اپنے باپ کے خون کا انتقام لینے پر تلی ہوئی ہے۔"

"پھر اب بھی یہی سمجھو۔ عباس کرمانی کو ٹھکانے لگانا میرا مشن ہے۔"

"اس معاملے میں سی آئی اے والے کسی سنگین غلط فہمی کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔" معاملے کی نزاکت بھانپ کر ویرا بھی گفتگو میں شریک ہو گئی۔

"تم کیسی غلط فہمی کا امکان محسوس کر رہی ہو؟" میں نے پوچھا۔

نئی فلم ڈائریکٹری کا کمال

ہر سوال کا جواب آپ کے پاس مثلاً

س : زیبا محمد علی کی پہلی کاسٹیوم فلم کون سی ہے؟

جواب: صفحہ نمبر 174 پر فلم نمبر 630

نئی فلم ڈائریکٹری آپ کے ایسے کئی ہزار فلمی سوالوں کے جوابات کا خزانہ ہے یہ ڈائریکٹری آپ کو فلمی مقابلے، معموں، کوئز کمپی ٹیشن اور گیم میں مکمل کامیابی دلا سکتی ہے۔

یہ ڈائریکٹری آج ہی حاصل کریں۔

سائز عام کتاب سے دوگنا

صفحات 350 قیمت=/200

رقم صرف بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں

پتہ :

روپ پبلشرز

نزد دفتر رسالہ رومان۔ آسن مل اوجھا روڈ کراچی

فون نمبر 213496

Downloaded from https://paksociety.com

مشکل یہ آن پڑی تھی کہ بلیک ڈیڈ کسی پیشگی اطلاع کے بغیر اچانک ہمارے سر پر مسلط ہوگیا تھا اور اس سے گفتگو کے بارے میں ہمیں اپنی حکمتِ عملی بنانے کی مہلت نہیں مل سکی تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ بلیک ڈیڈ سے ہم دونوں بیک وقت گفتگو کرتے رہے تو مختلف سمتوں میں بہک کر بلیک ڈیڈ کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کردیں گے جن کا ازالہ کرنا دشوار ہوجائے گا۔

"سی آئی اے والے بہت گھاگ ہوتے ہیں۔ آئزک بیل ان کے سامنے بہت جلد سچ اگلنے پر مجبور ہوگیا۔ وہ یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ تم امریکا میں موجود ہو۔ انہوں نے آئزک بیل کے روابط کا کھوج لگایا تو عباس کرمانی کا مشتبہ نام سامنے آیا۔ وہ دل و جان سے اس کی تلاش میں مصروف ہوگئے۔" ویرا بولی۔

"میں تمہاری بات پوری طرح سمجھ رہا ہوں۔" بلیک ڈیڈ نے کھوپڑی ہلا کر کہا "اب ایف بی آئی والے بھی میدان میں اتر چکے ہیں۔ ان دونوں اداروں کی ٹھیوری یہ ہوسکتی ہے کہ عباس کرمانی ایک طرف آئزک بیل سے مل رہا تھا دوسری طرف ڈینی کے نام کی آڑ لے کر اسے کوئی بڑا نقصان پہنچانے کے درپے تھا۔ اس نے وہ فائل اُڑائی اور پھر اسی کے ذریعے بلیک میل کرکے آئزک بیل کو ایکسپریس وے پہنچنے پر مجبور کیا اور ناکام قاتلانہ حملے میں اسے زخمی کرکے بھاگ گیا؟"

تائید طلب لہجے میں اپنی بات مکمل کرکے وہ خاموش ہوا تو میں دل ہی دل میں اس کے احمقانہ تعاون کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔ شاید ویرا خود بھی اپنی بات اس جامع انداز میں مکمل نہیں کرسکتی تھی جو بلیک ڈیڈ نے اختیار کیا تھا۔

"بالکل!" ویرا نے پورے خلوص سے اس کی تائید کی "میں یہی سوچ رہی تھی۔"

"اگر میں پورے حالات سے باخبر نہ ہوتا تو خود بھی یہی سوچ رہا ہوتا۔" بلیک ڈیڈ نے قدرے جھنجلا کر کہا "پورے شہر میں لوگ یہی سوچ رہے ہیں۔"

مجھے دھیان آیا کہ مائیک کو بیکسٹر کی طرف گئے کافی دیر ہوچکی تھی۔ وہ وہاں سے کوئی خبر نہیں لایا تھا مگر میں نے اس بارے میں اپنی زبان بند ہی رکھی۔

بلیک ڈیڈ قدرے توقف کے بعد براہِ راست میری طرف متوجہ ہوگیا "غور کیا جائے تو یہ سارا کیا دھرا تمہارا ہے۔ میری مشکل کے ذمے دار تم ہو!"

"الزام تراشی کے معاملے میں بعض اوقات تم بالکل بے دھڑک زبان کھولتے ہو۔" میں نے لہجے میں ہلکی سی تلخی گھولتے ہوئے کہا "کیا عباس کرمانی کا شوشہ میں نے چھوڑا ہے؟"

"وہ جائے جہنم میں۔ ساری خرابی کی جڑ یہ ہے کہ تم نے آئزک بیل کی فائل کو بے سروپا سمجھ کر تلف کردیا۔ اس وقت وہ ہمارے پاس محفوظ ہوتی تو میں وہ لوٹا کر سی آئی اے والوں کو قائل کرسکتا تھا کہ وہ عباس کرمانی کے پیچھے جھک مار رہے ہیں۔"

"یہ بات بالکل درست ہے۔ اس سے اتفاق کرنے کی صورت میں بھی سارا الزام تمہارے سر آتا ہے۔ فائل اس وقت تلف کی گئی جب تم ہمیں گھاس ڈالنے پر آمادہ نہیں تھے اور ہمیں امریکا سے بھاگ جانے کا مشورہ دے رہے تھے۔"

"ان ناخوشگوار باتوں کو بھول جاؤ" اس نے منہ بنا کر تیزی سے کہا۔

"پھر یہ بھی بھول جاؤ کہ وہ فائل میں نے تلف کردی تھی۔" میں نے ترکی بہ ترکی جواب دیا "عباس کرمانی کی تلاش میں کافی وقت لگے گا۔ تم چاہو تو دوسری راہ اختیار کرکے پورے نیویارک کو اپنی قوت کا احساس دلا سکتے ہو۔"

"وہ کیسے؟" طاقت، قوت اور برتری کے تذکرے اس کی سدا بہار کمزوری تھے۔

اسی وقت مائیک مختصر سی راہداری سے منہ لٹکائے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں چائے اور دیگر لوازم سے سجی ہوئی ٹرے موجود تھی۔

مائیک کی صورت دیکھتے ہی بلیک ڈیڈ کو بیکسٹر یاد آگیا "میں نے چائے لانے سے پہلے تمہیں کوئی اور کام کرنے کی ہدایت دی تھی۔" وہ مائیک پر برس پڑا۔

"سوری سر! اب وہ ہمارے درمیان نہیں ہے۔" مائیک کا چہرہ کچھ اور لٹک گیا۔

میں اپنی جگہ سنّ ہو کر رہ گیا۔ بلیک ڈیڈ بے ساختہ اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ویرا آنکھیں پھاڑ کر بے یقینی سے مائیک کا چہرہ تک رہی تھی۔

بلیک ڈیڈ مزید کچھ کہے بغیر تیزی کے ساتھ باہر چل دیا۔ وہ خبر اتنی غیر متوقع اور صدماتی تھی کہ ہم بھی چائے کو بھول بھال کر اسی کے پیچھے ہولیے۔

سرونٹ کوارٹر کا دروازہ اندر کا بولٹ توڑ کر زبردستی کھولا گیا تھا اور قبضوں پر ایک طرف جھول رہا تھا۔ اندر مسہری پر بیکسٹر بالکل اسی حالت میں پڑا ہوا تھا جس میں میں نے اسے تھوڑی دیر پہلے دیکھا تھا۔ ڈرائیور اور گن مین سوگوار چہروں کے ساتھ مسہری کے پہلو میں کھڑے تھے۔

بلیک ڈیڈ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا سیدھا مسہری تک پہنچا اور بیکسٹر پر جھک کر زور زور سے اس کے رخسار پر طمانچے مار کر مضطربانہ لہجے میں اسے آوازیں دینے لگا۔

"بے سُود ہے باس!" مائیک نے تقریباً رو دینے والی آواز میں کہا "ہم پوری طرح یقین کرچکے ہیں۔ نبض کے ساتھ دل کی دھڑکنیں مفقود ہیں۔ بند پپوٹوں کے نیچے پتلیاں پھر چکی ہیں۔ ابھی بدن گرم ہے۔ شاید یہ تھوڑی دیر پہلے ہی مرا ہے۔"

"اجازت ہو تو اسے سیدھا کردیں!" ڈرائیور نے مُسمّی آواز میں پوچھا "بدن ٹھنڈا ہوگیا تو یہ اسی حالت میں اکڑا رہ جائے گا۔"

"اس کے ہاتھ پیر سیدھے کردو۔" بلیک ڈیڈ نے بے رخی سے

Downloaded from https://paksociety.com

کہا اور دونوں ہاتھ کمر پر باندھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔

"یہ ہوا کیسے؟" وہ ٹہلتے ٹہلتے خود کلامی کرنے لگا "وہ ذرا سی ڈانٹ پھٹکار سے یوں مرجانے والا دیوزاد نہیں تھا...."

"باس!" مائیک نے چھوٹی سی دیوار گیر ڈریسنگ ٹیبل قریب پہنچ کر اسے متوجہ کیا "بیکسٹر نے شاید پانی سے یہ سب ایک ساتھ نگل لیں۔"

ہم تینوں تیر کی طرح اس میز کی طرف گئے۔ وہاں تیز خواب آور گولیوں کی ایک خالی شیشی کھلی ہوئی رکھی تھی' ڈھکن ایک طرف لڑھکا ہوا تھا' وہیں پانی کا گلاس بھی تھا جس میں بس چند قطرے باقی تھے۔ بیکسٹر کی زندگی کے خاتمے کے تمام تر اسباب وہی تھے۔

اس گونگے سیاہ فام کی ناگہانی خودکشی پر یک بہ یک میرا دل بھاری ہونے لگا۔

"سوری ڈیڈ!" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میں نے اسے گھر سے نہ نکالا ہوتا تو شاید یہ سانحہ رونما نہ ہوا ہوتا.... بیکسٹر میری توقع سے زیادہ حساس اور خوددار ثابت ہوا۔"

بلیک ڈیڈ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اس کی بڑی بڑی چمکیلی آنکھیں نمی سے دُھندلائی ہوئی تھیں۔

"بیکسٹر خوددار اور حساس نہیں' بہت ڈھیٹ آدمی تھا۔ میرے مہمانوں کی جھڑکیاں وہ سر جھکا کر سہنے کا عادی تھا۔ اتنا سخت جان نہ ہوتا تو برسوں پہلے مرچکا ہوتا۔" بلیک ڈیڈ میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر بھرائی ہوئی جذباتی آواز میں کہنے لگا "اس کے دشمن اُس سے گھبراتے تھے' وہ ایک ہی مکے میں کسی کا بھی جبڑا توڑ دیتا تھا۔ لڑنے مرنے والے آدمی حساس ہو جائیں تو خون ریزی نہیں کرسکتے۔ اچھا ہوا کہ تم نے اسے نکال دیا ورنہ اس وقت اُس کی لاش گھر میں پڑی ہوتی۔ اس نے خودکشی کرکے ویرا کے حسن کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔"

آخر میں اس کے ہونٹ جڑ گئے۔ کوئی کچھ نہ کہہ سکا۔ ہم لوگ دوبارہ مسہری کی طرف گئے تو بیکسٹر کی لاش کو چت لٹا دیا گیا تھا۔ اس کی بند آنکھوں اور مرجھاتے ہوئے چہرے سے ایک ابدی سکون جھلک رہا تھا۔

میرے سوا سب نے لاش کے گرد کھڑے ہو کر انگلیوں سے اپنے سینوں پر صلیب کے نشان بنائے' مرنے والے کے احترام میں سر کو خم دیا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹ آئے۔

"مائیک! آج تم چھٹی پر ہو۔" بلیک ڈیڈ کی تحکمانہ آواز گونجی۔ "بیکسٹر کی تدفین کا انتظام کرو اور شام کو ہارلم کے مفلوک الحال لوگوں میں دس ہزار ڈالر کی خیرات بانٹ دو۔ رب یسوع مسیح بیکسٹر کی مغفرت کرے۔ اب ہم اس کے لیے کچھ نہیں کرسکتے۔"

وہ مجھے اور ویرا کو ساتھ لے کر سرونٹ کوارٹر سے باہر نکل گیا۔

"اس کی موت کے بارے میں تمہارے کہے ہوئے آخری فقرے میرے پلّے نہیں پڑسکے۔" کمرے میں کافی دیر کے سکوت کے بعد آخر مجھے ہی زبان کھولنی پڑی۔

"ہوسکتا ہے کہ اسے اس بات سے اذیت پہنچی ہو کہ اس کی وجہ سے ویرا کو تمہاری زیادتی کا نشانہ بننا پڑا لیکن یہ کوئی بات نہیں تھی۔ میں تھوڑی دیر پہلے ہی تمہیں اس کی جمال پرستی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ بس وہ ویرا کو دیکھنے کے لیے زندہ تھا۔ اپنی زندگی کی حسین ترین عورت دیکھ کر اُس نے اپنے وعدے کے مطابق خودکشی کرلی۔"

"اس کے ساتھ اپنے آخری سلوک پر میں زندگی بھر پچھتاتی رہوں گی۔" ویرا کی آواز بھی دل گرفتہ ہوگئی تھی "ہم یہاں بیٹھے اس کے بارے میں بحث کررہے تھے اور وہ نہ جانے کتنی دیر پہلے اپنے بند کمرے میں اس دنیا سے ہر رشتہ توڑ چکا تھا۔"

"تمہیں پچھتانے کی ضرورت نہیں' تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ اس نے اپنی جان دے کر تمہیں اپنی زندگی کی حسین ترین عورت کا اعزاز بخشا ہے۔ ایسی خوشی مس یونیورس بن کر بھی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ بے ضرر جمال پرست ہے۔ تمہاری دلکشی اور خوبروئی پر اپنے لہو کا نذرانہ دے کر اُس نے میری بات درست ثابت کردی ہے۔"

کچھ دیر تک اسی کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں پھر اچانک بلیک ڈیڈ کو خیال آیا۔ "وہ بہت اچھا آدمی تھا' مجھے اس کی خودکشی پر صدمہ ہے لیکن اب عمر بھر اسے نہیں رویا جاسکتا۔ مائیک اس کی تدفین کے بعد رات میں کسی وقت تمہارے پاس آجائے گا۔ چاہو تو اس دوران میں تمہارے لیے کسی اور کو بلا لیا جائے۔"

"نہیں مائیک کے آنے تک گزارہ ہوجائے گا۔ مجھے امید ہے کہ تمہارے آدمی بیکسٹر کی موت کی ذمے داری ہم دونوں کے سر نہیں سمجھیں گے۔"

"وہ میرے سامنے بہت کم کھُلتا تھا۔ اس کے ساتھی اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ ضرور ہوگا کہ اب ہر شخص اس حسین لڑکی کو دیکھنا چاہے گا جسے دیکھ لینے کے بعد بیکسٹر کے دل میں مزید زندہ رہنے کی آرزو باقی نہیں رہی مگر اسے میں دیکھ لوں گا" یہ کہہ کر اس نے لمحہ بھر توقف کیا پھر بولا "تم میرے لیے کوئی متبادل راہِ عمل تجویز کررہے تھے۔"

"ہاں' وہ بات ادھوری رہ گئی تھی۔" میں نے اسے یہ تاثر دینا چاہا جیسے وہ تجویز میرے بجائے صرف اسی کے مفاد میں ہو۔ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے میں نے کہا "تم آنزک بیل کے قریبی ساتھیوں کو اپنا نشانہ بنا کر ہر شخص پر یہ واضح کرسکتے ہو کہ تم آنزک بیل اور اس کے ساتھیوں کے دشمن ہو اور نیویارک میں ان ہی کے ستارے گردش میں آئے ہوئے ہیں۔"

"میں نے رنگس کی دو لڑکیوں کو اٹھوالیا تھا' انہیں تم نے رہا کرادیا۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"تم بات کی روح کو ذرا دیر سے سمجھتے ہو۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا "میں اس کے ساتھیوں کی بات کر رہا ہوں' ملازموں کی نہیں۔"

"ساتھی؟" اس نے حیرت سے کہا "اس کے ساتھیوں کو میں کہاں ڈھونڈتا پھروں گا۔"

میں اپنی زبان سے نام لیے بغیر واضح اشارے اس کے ذہن میں انڈیل رہا تھا مگر وہ بوجھ بجھکڑ بنا ہوا تھا۔ اس کی ذہنی سطح ایک علاقائی دادا گیر سے زیادہ بلند نہیں تھی۔

"رنگس میں اس کے پارٹنرز تمہارا نشانہ بن سکتے ہیں۔" میں نے دانستہ کہا۔

"وہ بلا شرکتِ غیرے رنگس کا مالک ہے۔" وہ اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے بولا "اس کے بعد وہ صرف ڈیوڈ اسٹارز کی سرگرمیوں میں گہری دلچسپی رکھتا ہے۔"

"ہاں.... آں۔" میں نے نجوم داؤدی کے بارے میں سرسری لہجہ اپناتے ہوئے جواب دیا "اگر وہ وہاں زیادہ سرگرم ہے تو تم ان کے بارے میں بھی سوچ سکتے ہو۔"

"ویسے تو ہر یہودی اس کی مالی مدد کرتا ہے لیکن اس کے ارب پتی ارکان ہی ڈیوڈ اسٹارز کہلاتے ہیں۔ وہی اس کے عہدے دار ہوتے ہیں اور فیصلے بھی وہی کرتے ہیں۔"

"بس تو پھر ان ہی میں سے دو چار کو اُڑا دو۔" میں نے بے نیازی سے کہا۔

"ان کی تعداد درجنوں میں ہے۔ زیادہ تر بڑے بڑے چندے دے کر گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس قسم کی دوسری جماعتوں کی طرح اصل دماغ دو چار ہی ہوتے ہیں۔ ان کی گردنیں دبوچی جائیں گی تو سارے یہودی بلبلا اٹھیں گے۔"

"یہودیوں سے ڈرتے ہو تو کوئی اور راہ سوچو!" میں نے فوراً اس کی رگ دبا دی۔

"میں یہودیوں یا عربوں سے نہیں ڈرتا۔" وہ بھنّا کر بولا۔ "آئزک بیل بھی یہودی تھا۔ تمہاری مخالفت کے باوجود اس پر اکلوتی گولی میں نے چلائی تھی۔"

"تم چاہو گے تو دوسرے ڈیوڈ اسٹارز سے ہم نمٹ لیں گے۔" میں نے کہا۔

"شوق سے نمٹو۔ میں کل تک تمہیں دو چار اہم ڈیوڈ اسٹارز کے نام پتے فراہم کردوں گا۔" اس نے بلا تامل پیشکش کی "مگر یہ تمہارا شوق ہوگا۔ یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ نیویارک کے یہودیوں کی مخالفت سے میں گھبرا رہا ہوں۔"

"بچوں جیسی وضاحتیں مت کرو۔ ہم سامنے نہیں آسکتے۔ ہمارے مارے ہوئے شکار بھی تمہارے کھاتے میں لکھے جائیں گے۔ ہماری بھی ہلکی پھلکی ورزش ہو جائے گی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم مزید کچھ عرصے تک نیویارک میں رکو گے؟"

"آئزک بیل پر تمہارا فائر خطا نہ ہوا ہوتا تو اب تک ہم واپس جا چکے ہوتے۔" میرے بولنے سے پہلے ویرا جواب دینے لگی۔ "اب اس کے انجام کے انتظار میں رکنا پڑے گا۔ اسے کوئی رعایت دی گئی تو میں دوسری کوشش کروں گی۔ اسے ہر حال میں مرنا پڑے گا۔"

ویرا کا وہ عذر لنگ تھا۔ راس المیڈا سے وہ پاکستان میں بھرپور انتقام لے چکی تھی۔ آئزک بیل اس بری طرح چلا گیا تھا کہ وہ

محی الدین نواب کے پرستاروں کے لئے خوش خبری

نئی سلسلے وار کہانی کا آغاز

اندھیر نگری

تحریر: محی الدین نواب

دیوتا جیسی مشہورِ زمانہ ریکارڈ ساز داستان کے خالق محی الدین نواب نے ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ میں اپنی نئی سلسلے وار کہانی کا آغاز کردیا ہے۔ منفرد موضوع' دلچسپ اندازِ بیاں اور حیرت انگیز کرداروں کی رونمائی ایک ایسی کہانی جسے آپ فراموش نہیں کرسکتے

ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ جون کا شمارہ پڑھنا نہ بھولئے

Downloaded from https://paksociety.com

زندگی بھر ابھر کر پرانی سطح پر واپس نہیں آسکتا تھا۔ ہمیں مزید چند موٹر کار روائیوں کے لیے وہاں رکنا تھا۔ اس کے لیے وہی بہانہ مناسب تھا۔

"اور یہ وقت تم میرے ساتھ رہ کر گزارو گی؟" اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اس کا انحصار تمہاری مرضی پر ہے۔ ویسے بھی میں نیویارک میں نہیں بیٹھی رہوں گی۔ ایک مدت کے بعد یہاں آئی ہوں تو ذرا دوسری ریاستوں کی سیر بھی کروں گی۔"

"پورے امریکا میں میرے قابلِ اعتماد دوست پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ سب نیویارک آتے ہیں تو میں ہی ان کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔ میرے پاس سیاحت کے لیے اتنا وقت نہیں ہے۔ وہ بہت شوق سے تمہاری مدد کریں گے۔"

اِدھر اُدھر کی باتوں میں اس نے ایک مرتبہ پھر بیکسٹر کا ذکر چھیڑا تو میں نے فوراً ہی اس سے کھانے کے بارے میں سوال کر ڈالا۔

اس نے گھبرا کے اپنی رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھ گیا۔ "تمہارا شکریہ۔ آج مجھے ایک بزنس لنچ پر جانا ہے لیکن تم دونوں کے کھانے کا کیا ہوگا؟"

"تم کو رخصت کر کے ہم بھی مین ہٹن جائیں گے۔" میں نے بتایا "وہیں کسی اچھے ریستوران میں کھانا کھالیا جائے گا۔"

اس نے ہمیں مین ہٹن چھوڑنے کی رسمی پیشکش کی جسے میں نے قبول نہیں کیا۔

امریکیوں اور دوسری مغربی اقوام میں یہ ایک اچھی بات ہے کہ وہ لوگ کسی بھی دوست یا مہمان پر اپنی پسند مسلط نہیں کرتے۔ اپنی رائے کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔ قبول کرلی جائے تو فبہا ورنہ اصرار نہیں کرتے۔

بیکسٹر کی لاش لے کر مائیک کافی دیر پہلے سینٹ جائز کی میّت گاڑی میں جاچکا تھا۔ میرے لیے یہ بات حیران کن تھی کہ اس انتظام کے لیے اس نے گھر کا اکلوتا فون سرے سے نہیں چھوا تھا۔ شاید وہ لوگ باہمی رابطوں کے لیے ٹرانسمٹر زاستعمال کرتے تھے۔

ایمبولینس، اسپتال، ڈاکٹر اور ڈیتھ سرٹیفکیٹ کے بغیر کسی مردے کے لیے براہِ راست میت گاڑی کا بندوبست ہوجانا بھی حیرت ناک تھا۔ میرے استفسار پر بلیک ڈیڈ نے بتایا کہ ایسے مواقع پر سیاہ رنگ کی ماتمی گاڑی کے بجائے اس کے آدمی سفید شیشوں والی بند وین طلب کرتے تھے تاکہ پڑوسیوں کو کسی قتل، خودکشی یا ناگہانی موت کا شبہ نہ ہوسکے۔

ڈرائیور اور گن مین کے ساتھ بلیک ڈیڈ رخصت ہوگیا اور میں اطمینان کا سانس لے کر اندر آگیا۔ بلیک ڈیڈ کی بروقت آمد نے ہمیں ایک بڑی اذیت سے بچالیا تھا۔ بیکسٹر کی لاش ہم دونوں میں سے کوئی دریافت کرتا تو بوکھلاہٹ میں رازداری کا برقرار رکھنا ناممکن ہوجاتا۔

"اے حسن کی دیوی! ایک انسانی جان کی بھینٹ لے کر تم اب تو خوش ہو؟" خواب گاہ میں بستر پر گر کر میں نے شوخ لہجے میں ویرا سے پوچھا۔

ویرا نے مُنہ پھیرلیا "اس بارے میں مذاق کرو گے تو میں اسی وقت یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

میری توقع کے برعکس اس کی آواز رُندھی ہوئی تھی۔ میں نے تیزی سے اٹھ کر دیکھا تو وہ رومال سے اپنی آنکھوں کے گوشے صاف کررہی تھی۔

"اب تم میری زبان سے اس بے زبان مظلوم کا ذکر نہیں سنو گی۔" میں نے اسے پچکار کر کہا "مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس کی موت نے تمہیں اتنا متاثر کیا ہوگا۔"

اس نے میری آنکھوں میں جھانکا اور زبان سے کچھ کہے بغیر باتھ روم میں چلی گئی۔

اس وقت ڈیڑھ کا عمل تھا۔ میں نے فرصت کو غنیمت جان کر میجر جنجوعہ کا نمبر ملایا۔

میری آواز سن کر وہ خوش ہوگیا "میں بہت باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ کب اور کہاں آجاؤں؟"

"یہ شہر میرے لیے اجنبی ہے۔ چار بجے کے بعد آپ کوئی جگہ تجویز کردیں۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔" میں نے محفوظ مقام کے تعین کی ذمے داری اسی پر ڈال دی۔

"آپ کہاں سے آئیں گے؟"

"برونکس یا پھر مڈ ٹاؤن کے کسی بھی حصے سے۔" میں نے سوچ کر کہا۔

"برونکس سے پاکستان ہاؤس بہت قریب ہے۔ آپ کا وہاں آنا مناسب نہیں، ہم لوگ عام تفریح گاہوں سے ذرا پرہیز کرتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ چار بجے آپ مجھے میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ کے پاس مل جائیں۔ وہاں سے میں آپ کو لے لوں گا۔"

باہمی شناخت کے ساتھ پروگرام طے ہوگیا اور میں نے فون بند کردیا۔

باتھ روم میں شاور سے پانی گرنے کی آواز سے اندازہ ہوا کہ ویرا غسل میں مصروف تھی۔ غزالہ، سلطان شاہ اور اولِ خان کے نام الگ الگ خطوط کے لفافے گیپ کے پانچوں کاغذوں کے ساتھ بڑے لفافے میں بند کرکے میں نے روانگی کی تیاری شروع کردی۔

اس وقت میرا اور ویرا کا بنیادی مسئلہ بھوک کا تھا۔ گھر سے مین ہٹن کے اوپری مشرقی علاقے میں ہم نے ٹیکسی دانستہ اس سڑک سے گزاری جس پر پاکستان کے دو اہم سفارتی دفاتر واقع تھے۔ وہاں سے نکل کر ہم نے آرٹ میوزیم کو پیچھے چھوڑا اور ایک بارونق علاقے میں ٹیکسی چھوڑ دی۔

ویرا صبح سے صرف چائے پر گزارہ کرتی آرہی تھی۔ اسے بیئر کی شدید طلب محسوس ہورہی تھی۔ ہم نے ایک ریستوران میں بیٹھ کر بیئر اور سینڈوچز سے شکم پُری کی پھر کسی بوتھ کی تلاش میں

Downloaded from https://paksociety.com

نکل کھڑے ہوئے۔ وقت بہت نامناسب تھا لیکن میں میجر جنجوعہ سے ملنے سے پہلے اول خان سے مختصر سی بات ضرور کرنی چاہ رہا تھا۔

پہلا خالی فون بوتھ نظر آتے ہی ہم دونوں اندر گھس گئے۔ اول خان نے نیند سے بوجھل آواز میں کال ریسیو کی مگر پھر فوراً ہی اعتدال پر آگیا۔ اس سے میری بات ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا اور وہ خود بھی حالات جاننے کے لیے مضطرب تھا۔

"سب سے پہلے یہ سن لو کہ آج میں اپنے قونصل خانے کے میجر جنجوعہ کو تمہارے نام ایک سربمہر لفافہ دے رہا ہوں۔ اس میں معاہدے کے پانچوں اصل کاغذ موجود ہیں۔ تمہارے مشورے کے مطابق میں نے اس بوجھ سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے۔"

"آنکھ بند کرکے دے دو۔" اس کی مسرت آمیز آواز آئی "تم بالکل صحیح آدمی سے ٹکرائے ہو۔ اس لفافے کے لیے اس سے بہتر امین نہیں مل سکتا تھا۔"

"گھنٹی پر کل شام ناکام قاتلانہ حملہ ہوا' وہ بری طرح زخمی ہو کر اسپتال پہنچ گیا۔ آدھی رات کے بعد اسے گرفتار کرلیا گیا۔ یہاں واقعات میں اچانک بہت تیزی آگئی ہے۔"

"خدا تم دونوں کو وہاں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ تم بہت بڑے بڑے کام دکھا رہے ہو۔ پرزے ایک آدھ دن میں پہنچنے والے ہیں۔ ساری تیاریاں مکمل ہیں۔ چوبیس گھنٹوں میں کینوپ کو دوبارہ گرڈ سے ملا دیا جائے گا اور دشمن منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔"

"ان باتوں سے پہلے یہ بتاؤ کہ سلطان شاہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ اس وقت میرے لیے سلطان شاہ کینوپ سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔"

"وہ واپس آگیا ہے۔ اسے اسپتال میں رکھنا ضروری تھا مگر وہ زبردستی کلفٹن والے فلیٹ میں گیا ہے۔ مجبوراً اسی کے کمرے میں ساری طبّی سہولتیں میسر کی گئی ہیں۔ دو نرسیں اس کی دیکھ بھال پر مامور ہیں۔"

"اس کی حفاظت کا کیا بندوبست ہے؟" میرے ذہن میں فلم چل پڑی تھی۔

"چوبیس گھنٹے ایک کمانڈو اندر رہے گا۔ دو دور رہ کر نگرانی کریں گے۔" اول خان کے پاس میرے ہر سوال کا تسلی بخش جواب موجود تھا۔

"غزالہ اس وقت کیا کر رہی ہے؟" میری دانست میں وہ سلطان شاہ کی زیادہ بہتر خبر گیری کرسکتی تھی۔ اول خان نے مجھے یہ بتا کر حیران کردیا کہ غزالہ اس کے ساتھ ہی فلیٹ پر منتقل ہوگئی تھی۔

مجھے یہ سن کر اطمینان ہوا کہ سلطان شاہ کے ساتھ ہر وقت فلیٹ کے اندر چار نفوس اور باہر دو کمانڈوز موجود رہیں گے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ زخم خوردہ دشمن اس کی مکمل صحت یابی سے پہلے اس پر قاتلانہ حملے کی کوشش ضرور کریں گے۔ نک موڈلے کا پاکستان سے ورجینیا پہنچنا اس امر کا غماز تھا کہ وہ نئے تخریبی منصوبے لینے کے لیے اپنے وطن لوٹا تھا۔

"وہ مُصر ہے کہ مدن موہن کے چکر میں پکڑے جانے والوں میں سے دو تین آدمیوں کو ذبح کرکے کہیں پھینک دیا جائے۔ اس کا خیال ہے کہ اس طرح دشمنوں کو یہ باور کرایا جاسکتا ہے کہ تم پاکستان میں موجود ہو۔"

"ایسی لاشیں شہریوں میں خوف و ہراس کی لہر دوڑا دیں گی۔ وہ صحیح سمت میں سوچ رہا ہے مگر کمزوری کی وجہ سے جذباتی ہو رہا ہے۔ میری بھی خواہش ہے کہ وہاں کوئی بڑا چکر چلتا رہے۔ میرا نام چھپنے کے باوجود یہاں کوئی یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں کہ میں امریکا میں موجود ہوں۔ اس سے مجھے زبردست فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔"

"تم مطمئن رہو۔ یہاں ہم غافل نہیں ہیں۔ دشمن کو سر اٹھاتے ہی بے رحمی سے کچل دیا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی ناکامیوں کے بعد سب ہی زیرِ زمین چلے گئے ہیں۔"

"اس بھول میں نہ رہنا۔ را اور سی آئی اے کا گٹھ جوڑ بہت پرانا ہے۔ وہ اچانک کسی بھی سمت سے وار کرسکتے ہیں۔ انہیں سکون سے پنپنے نہ دو۔ ان کے بلوں کو کریدتے رہو۔ کوئی نہ کوئی موذی تمہارے ہاتھ آتا ہی رہے گا۔"

"تمہاری جیسی چھیڑ چھاڑ کرکے اس کو نبھانا میرے بس سے باہر ہے۔ گڑبڑ ہوگئی تو الٹی آنتیں بھی گلے پڑسکتی ہیں۔" اول خان نے اپنی مجبوری بیان کرڈالی۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے ایک گہرا سانس لے کر کہا "ذرا سلطان شاہ کی حفاظت کے ساتھ نگرانی بھی کراتے رہنا۔ مکمل صحت یابی تک میں اس پر بھروسا نہیں کرسکتا۔"

"کیا؟" مجھے اس کی آواز سے اندازہ ہوا کہ حیرت سے اس کا مُنہ کھل گیا ہوگا۔ وہ پوچھ رہا تھا "کیا انقرہ میں اس کی برین واشنگ کا شبہ کر رہے ہو؟"

میں بے ساختہ ہنس پڑا "ایسی کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ ڈر ہے کہ کہیں وہ اپنی صحت مندی کے زعم میں سب کو دھوکا دے کر باہر نکلنے میں کامیاب نہ ہوجائے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس وقت اس پر ایسی ہی ضد سوار ہے۔"

"بس' اب میجر سے ملاقات کا وقت ہو رہا ہے۔ یہ خیال رہے کہ میرے بھیجے ہوئے اصل کاغذ تمہارے پاس میری امانت ہوں گے۔ ہماری واپسی سے پہلے ان کا راز فاش ہوا تو ہماری جانیں ہر وقت سولی پر لٹکی رہیں گی۔"

"لیکن نقل کے سلسلے میں' میں کچھ لوگوں سے بات کرچکا ہوں۔ تم نے اس متن کی ڈی کوڈنگ کے لیے خود ہی مجھے ہدایت کی تھی۔"

"تو کیا ڈاک سے بھیجا ہوا وہ لفافہ تمہیں اتنی جلدی مل گیا؟"

"لفافہ نہیں ملا مگر میں اس معاہدے کا ذکر کر بیٹھا ہوں۔ اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا نا؟" اول خان نے مضطربانہ انداز میں

Downloaded from https://paksociety.com

پوچھا۔

"نقل سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بس اصل دبائے رکھنا۔ ہمارے دفترِ خارجہ میں جو افسران ہمیشہ سے پاک امریکا دوستی کے حامی چلے آرہے ہیں' اس معاہدے کا ایک ایک لفظ ان کے ہوش اڑادے گا۔ وہ کبھی بھی ہمارے دوست رہے ہیں اور نہ رہیں گے۔"

"یہ تو روزِ اول ہی سے ظاہر ہوتا چلا آرہا ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔"

"راجن اور وکرم کی تربیت کا قصہ تازہ ترین ہے" میں نے اسے یاد دلایا۔

"ان زخموں کو نہ کریدا کرو۔ جو کرسکتے ہو' خاموشی سے کرتے چلے جاؤ۔ بھلائی ایک دن غالب آکر رہتی ہے۔ تمہیں اس خدمت کا صلہ کوئی نہیں دے گا۔"

"یہ دیکھ کر خون کھولتا ہے کہ ہمارے ایک ایٹمی بجلی گھر کی کارکردگی کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں۔ اس کے آپریشن میں روڑے اٹکائے جارہے ہیں۔ ہر حیلہ اور بہانہ پابندیوں کے لیے استعمال ہورہا ہے۔ دوسری طرف ٹرامبے' تارا پور' چندی گڑھ اور دوسرے مقامات پر ایٹمی بجلی گھر مدتوں سے کسی رکاوٹ اور رخنہ اندازی کے بغیر چل رہے ہیں۔"

"یہ امتیازی سلوک بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے مگر ہمیشہ مصلحتیں آڑے آجاتی ہیں۔"

"میں کوئی نجومی یا غیب داں نہیں ہوں لیکن امریکا میں بیٹھ کر میں جو تیور دیکھ رہا ہوں انہوں نے مجھے تلخ تر کردیا ہے۔ میری بات کہیں لکھ لو کہ یہ مستقبل میں ہمیں بالکل تہی دست رکھ کر ہمارے دشمنوں کو ایٹمی ہتھیاروں سے لیس کرنے کا آخری ہدف حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ جس دن ایسا ہوگیا' ہم ہر طرف سے بدترین دباؤ میں آجائیں گے اور دم تک نہ مار سکیں گے۔"

"ایسی مایوس کن باتیں نہ سوچو۔ یہ تم اس لیے کہہ رہے ہو کہ تم صرف دشمن کی سرگرمیاں دیکھتے رہتے ہو۔ یہاں کیا ہورہا ہے' اس سے بے خبر ہو۔ کہو نہ کو تم کیوں بھول جاتے ہو۔"

"یہ دل کا غبار تھا جو میں نے نکال لیا۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "اب میں میجر جنجوعہ سے ذرا اچھے موڈ میں ملاقات کرسکوں گا۔ لفافہ ملے تو اس میں سے اپنے خط ضرور نکال لینا۔"

فون بند کرکے ہم دونوں بوتھ سے نکل کر ایک طرف چل پڑے۔

"بعض اوقات تم اس قدر قنوطی ہوجاتے ہو کہ تمہاری مایوسی میرے اوپر بھی اثر انداز ہونے لگتی ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ ہماری فراہم کی ہوئی اطلاعات ردی کی ٹوکری کی نذر کردی جاتی ہوں گی؟" ویرا نے میری بے زاری دیکھ کر استہزائیہ انداز میں کہا۔

"یہ خیال خود سے کچھ نہیں ہوتا۔ معلومات خیالات خود ہی ہوا کرتے ہیں" میں نے کہا "اس سے پہلے کہ میں تمہیں کچھ اور بور کروں' یہ بتاؤ کہ تم کہاں ٹھہری ہو؟"

"ہوٹل ایمبیسی میں۔ تم نے کہا تھا کہ تم مجھے اس سے نہیں ملواؤ گے؟" ویرا نے شکوہ کیا۔

"یہی سمجھ لو!" یہ کہہ کر میں نے قریبی موڑ سے اپنا راستہ بدل لیا۔

آرٹ میوزیم کی سمت کا مجھے اندازہ تھا۔ لنچ کے لیے ہم نے اس کے ایک قریبی علاقے کا انتخاب کیا تھا۔ چند منٹ بعد میں آرٹ میوزیم کے قریب موجود تھا۔

مین ہٹن کی نفتھ ایونیو پر یہ میوزیم اس دریائی جزیرے کے اکلوتے سینٹرل پارک کے کنارے واقع ہے۔ اس وقت بھی وہاں رنگارنگ سیاحوں کی کافی بھیڑ موجود تھی۔ متعدد سیاح میوزیم کی عمارت اور سیڑھیوں کو پس منظر میں لے کر فوٹوگرافی میں مصروف تھے۔

میری سیاہ جیکٹ کی اوپری جیب میں اڑسے ہوئے سرخ رومال کی وجہ سے میجر جنجوعہ کو مجھ تک پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ میں نے بھی سفید کرولا کو اس کی نمبر پلیٹ سے پہچان لیا۔ کار بس لمحہ بھر کے لیے رکی اور پھر مجھے لے کر آگے بڑھ گئی۔

"شاندار!" میرے سوار ہوتے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوان اور صحت مند شخص نے تعریفی لہجے میں کہا "جیسا سوچا کرتا تھا' میں نے آپ کو اس سے بڑھ کر پایا ہے۔"

"برا نہ مانیں تو آپ جناب کا تکلف ختم کردیا جائے!" میں نے زبان کھولی۔

میجر جنجوعہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا "یہ میرے دل کی بات کہہ دی تم نے۔ ہم لاہوری بندوں کو تو اس آپ جناب سے الجھن ہوتی ہے۔ جو مزہ تو تڑاخ میں ہے وہ آپ جناب میں کہاں۔"

"میں ایسی گستاخی نہیں کروں گا۔ تم جس طرح چاہو' مخاطب کرو۔ میں برا نہیں مانوں گا" یہ کہتے ہوئے میں نے گیپ والا بند لفافہ اس کی گود میں ڈال دیا۔

میجر جنجوعہ نے لفافے پر ایک نگاہ ڈالی اور اسے اپنی نشست کے نیچے ڈال لیا "تمہیں یقین ہے کہ تم نے یہ اہم لفافہ کسی غلط آدمی کو نہیں دیا ہے؟"

میں بے اختیار مسکرادیا "تمہیں یقین ہے کہ یہ لیٹر بم نہیں' کوئی خط ہی ہے؟"

"بس اپنے لوگوں میں یہ بات ہوتی ہے" میجر جنجوعہ میرے جوابی سوال پر کھل اٹھا "دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ تعارف کی ضرورت' نہ شناخت کی۔ دو بول بولے اور ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ تم یقین کرو کہ میرے دل میں ایک مدت سے تم سے ملنے کی آرزو مچل رہی تھی۔"

"مگر ملے اب تک نہیں" میں نے بے تکلفی سے اسے یاد

Downloaded from https://paksociety.com

دلایا۔

"ارے واہ۔ مل تو رہے ہیں۔ اب میں تمہیں اپنے گھر لے جاؤں گا۔ وہاں...."

میں نے اس کی بات کاٹ دی "ملنا اسے کہاں کہتے ہیں۔ ہاتھ ملائے بغیر ملاقات ادھوری ہوتی ہے۔"

وہاں رائٹ ہینڈ ڈرائیونگ کی وجہ سے میں اس کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ ٹریفک سے نظریں ہٹائے بغیر اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کی گرم جوشی سے میرا بازو جھنجھنا اٹھا۔

"یہ اچھی بات ہے کہ چوک ہوتے ہی ٹوک دیتے ہو۔ بس میں ذرا ٹریفک کی بھیڑ سے نکل جاؤں پھر ہم گلے بھی ملیں گے۔"

"میں اس کی معافی چاہتا ہوں۔ مجھے اپنی پسلیاں عزیز ہیں۔ مصافحے کے بعد اب اتنی سکت نہیں رہی۔ ویسے بھی میرے پاس وقت کم ہے۔"

وہ دل کھول کر ہنستا رہا۔ میں خاموش ہوا تو اس نے سنجیدگی سے کہا "مجھے تمہارے وقت کی اہمیت کا احساس ہے۔ پچھلی رات یہاں جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد تمہارا یوں بے دھڑک ہو کر مین ہٹن میں نکل آنا دل گردے کی بات ہے۔ پھر بھی کچھ وقت تو دو مجھے۔ کہیں بیٹھ کر کچھ کھاتے پیتے ہیں۔"

"چلتی ہوئی گاڑی کے سوا میں خود کو کہیں محفوظ تصور نہیں کروں گا۔ اس وقت معافی چاہتا ہوں۔ میں پانچ بجے تک تمہارے ساتھ ہوں۔ شہر گھماتے اور باتیں کرتے رہو۔ پانچ بجے مجھے کہیں بھی بلکہ ٹرٹاؤن میں کہیں بھی اتار دینا۔"

"اخبارات میں آئزک بیل کے حوالے سے تمہارا نام آنے کے بعد ہمارے قونصل جنرل اور سفیر کو الگ الگ سمری بھیجنی ہوگی۔ اگر تم اس واقعے پر کوئی روشنی ڈال سکو تو یہ مجھ پر ذاتی احسان ہوگا" میجر جنجوعہ یکایک یوں سنجیدہ ہوگیا جیسے بھولے سے بھی ہنسنا نہ جانتا ہو۔

"فی الوقت صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آئزک بیل سچا ہے' سی آئی اے والے بھٹک رہے ہیں" میں نے جوابی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں بھٹکایا گیا ہے یا وہ خود بھٹک رہے ہیں؟" اگلا سوال ذہانت آمیز تھا۔

"میں یہاں اکیلا ہوں۔ تم لوگوں سے بھی مدد نہیں لے سکتا۔ تم مدد کرنا چاہو تو تمہارا پروٹوکول آڑے آجائے گا۔ ایسے میں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے مدافعانہ حکمتِ عملی بنانی پڑتی ہے۔ اس کے لیے عباس کرمانی کا نام انہیں پہنچایا گیا تھا۔ اب وہ اسی کو ڈھونڈ رہے ہیں۔"

"کل رات تک اس کا نام نیویارک کے معزز ترین شہریوں کی فہرست میں تھا۔ اس کے بارے میں ہونے والی سرگوشیوں کے باوجود اسے وائٹ ہاؤس میں رسائی حاصل تھی۔ چند گھنٹوں میں یہ کیا کایا پلٹ ہوئی کہ وہ ایک قیدی بنا لیا گیا۔"

"کیس کی تفصیلات پر نظر رکھو۔ گیپ آتے ہی سب کچھ واضح ہو جائے گا۔"

"گیپ؟" اس نے الجھن آمیز لہجے میں دہرایا "کیس میں کیسا گیپ آسکتا ہے؟"

"وہی جو جی اے پی سے بنتا ہے۔ اسی گیپ نے اسے مروایا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ پاکستان والے تمہاری ان باتوں کو سمجھ لیں مگر میں معذور ہوں۔ خرابی یہ ہے کہ سرکاری چینل سے ہونے والی سرگرمیوں سے ہم پوری طرح باخبر رہتے ہیں۔ پس پردہ کیا ہو رہا ہے' ہمیں اس کے بارے میں بریف نہیں کیا جاتا۔ تم سے ملنے کے لیے یہ دوڑ میں نے اپنی ذاتی حیثیت میں لگائی ہے۔ سرکاری طور پر ہمیں تمہاری امریکا میں موجودگی کا علم نہیں ہے۔"

"آج اگر اخبارات میں میرا نام نہ آیا ہوتا تو شاید تم یقین بھی نہ کرتے کہ میں ڈینی ہوں۔"

"مجھے شبہ تھا کہ یہاں کچھ پراسرار سی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ ہارلم کی خوں ریزی میں آئزک بیل کا نام لیا جا رہا تھا۔ پھر پرنسٹن سے انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن کا انسپکٹر اے جے ولسن غائب ہوگیا جو پاکستان بھیجے جانے والے پرزوں کا معائنہ کر کے لوٹ رہا تھا۔"

"ولسن بدمعاش تھا۔ معائنہ کر کے اس نے جو کچھ نصب کیا تھا' وہ نکال کر پرزے پاکستان بھیجے گئے ہیں ورنہ وہاں بہت کچھ تباہ ہو جاتا۔ ولسن کی لاش اس ڈیوائس سمیت ایک اندھے کنوئیں میں پڑی سڑ رہی ہے اور آئزک بیل سی آئی اے کی قید میں ہے۔"

"تم بہت بے خوفی سے کام کرتے ہو" میجر جنجوعہ جھرجھری لے کر بولا "تمہیں معلوم ہے کہ خدانخواستہ کبھی بروقت آگیا تو کیا ہوگا؟"

"یہ شاید تمہارا پیشہ ورانہ فلسفہ ہے کہ اس برے وقت کے بارے میں سوچنے والے بے جگری سے نہیں لڑ سکتے۔ موت ایک بار آنی ہے۔ وہ آئے گی' نیویارک یا پرنسٹن میں نہیں تو بستر پر ہی آدبوچے گی۔ اس کے بارے میں سوچ کر وقت کیوں برباد کیا جائے؟"

"لوگ بے شمار اچھی اچھی باتیں پڑھتے ہیں لیکن ان پر سچے دل سے عمل کرنے والے چند ہی ہوتے ہیں جو واقعی نئی تاریخ لکھتے ہیں۔ تم ان ہی میں سے ہو۔ امریکیوں نے تمہاری گرفتاری پر بلاوجہ ایک بڑے انعام کا اعلان نہیں کیا ہوا ہے۔"

"بس یہ تم جیسے مہربانوں کا تعاون ہے کہ میرا سفر جاری ہے ورنہ بہت سے لوگ اس سے کہیں کم انعام کے لالچ میں ہر ایک کی مخبری کر سکتے ہیں۔"

"وطن کی مٹی سے محبت کے کوئی دام نہیں ہوتے" میجر جنجوعہ نے سخت لہجے میں کہا "تمہارا نام اس وقت سے میرے ذہن سے چپکا ہوا ہے جب کراچی کے نواح میں امریکی میرین کمانڈوز کو لے جانے والا ایک ہیلی کاپٹر ملک حادثے میں تباہ ہوا تھا اور وہیں

Downloaded from https://paksociety.com

راس المیڈیا بھی مارا گیا تھا۔ اسے تم لوگوں نے اس بری طرح گھیر کر مارا تھا کہ آخر کار امریکی اس کی لاش پر اپنے دعوے سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوگئے تھے۔ تم اور ایس بی ایف کے سارے اہل کار جنگل کے وہ مور ہیں جن کے دل ربا رقص کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔"

میں اس سے باتوں میں منہمک تھا۔ میں نے بس یہ دیکھا کہ اس کی گاڑی مین ہٹن کی پُر ہجوم شاہراہوں سے کٹتی ہوئی ایک پُل پر سے گزری اور شہر کے کسی پُر سکون رہائشی علاقے میں داخل ہوگئی۔

"تم ذاتی حیثیت میں مجھ سے ملنے آئے ہو پھر میرا خط سفارتی ڈاک کے تھیلے میں کیسے شامل ہوسکے گا؟" میں نے دیر سے اپنے ذہن میں چبھتا ہوا سوال اس سے پوچھ ڈالا۔

"اس میں ہماری اہم ذاتی ڈاک بھی بھیج دی جاتی ہے۔ اسلام آباد والے اسے پوری احتیاط سے منزل تک پہنچاتے ہیں۔ تم اس فکر میں نہ پڑو، تمہارا خط اب مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ یہ کل یہاں سے ہر قیمت پر نکل جائے گا۔"

"آج کل یہاں سفارتی سطح پر مراسم کی نوعیت کیا چل رہی ہے؟" اس کی تشفی ہونے کے بعد میں نے اس سے اپنا پہلا نازک سوال کر ڈالا۔

"ہونٹوں پر مسکراہٹ، عملاً سرد مہری بلکہ کبھی کبھی تلخی۔ یہی ہماری سطح کے افسروں کا بیرومیٹر ہوتا ہے۔ آج کل پاکستان کی سرزمین پر امریکی خاصے جانی خسارے میں جارہے ہیں۔ اس پر ان کی برہمی قابل فہم ہے۔"

"یہی نہیں، کھسیانی بلی کھمبا بھی نوچ رہی ہے۔ یہاں تم نے کسی امریکی سی ون تھرٹی کے اغوا کی کوئی بازگشت سنی ہے؟" میں نے اسے انعام میں ایک مکمل اور تازہ خبر سنانے کے خیال سے پوچھا۔

"نہیں" اس نے وثوق سے اپنا سر ہلایا "شاید پچھلے پندرہ بیس برسوں سے یہاں ایسا کوئی واقعہ سننے میں نہیں آیا۔ سی ون تھرٹی ان کا بہت محفوظ مال بردار طیارہ ہے۔ اس میں عملے کے گنے چنے افراد ہی ہوتے ہیں۔ اس کا اغوا ناممکنات میں شمار کیا جاتا ہے۔"

"ہیلی کاپٹر کے حادثے میں مرنے والے امریکی کمانڈوز کی منجمد لاشیں لانے والے سی ون تھرٹی کے ساتھ یہ واردات ہوچکی ہے اور آئزک بیل اسی کے نتیجے میں سی آئی اے والوں کے عتاب کا نشانہ بنا ہے" میرے اس انکشاف پر میجر جنجوعہ حیرت سے بھونچکا رہ گیا۔

"یہاں اس کی کوئی اڑتی اڑتی خبر بھی نہیں سنی گئی" اس نے بے یقینی سے کہا۔

میں نے اختصار کے ساتھ اسے سلطان شاہ کے اغوا سے انفرہ میں اس کی بازیابی تک کی پوری کہانی سنا ڈالی۔

اس وقت میجر جنجوعہ کی محویت قابلِ دید تھی۔ اگر وہ نیویارک کے کسی رہائشی علاقے کی سڑکوں پر گاڑی نہ چلا رہا ہوتا تو مین ہٹن میں کئی بار حادثوں سے دوچار ہوچکا ہوتا۔

"یہ میری سفارتی معلومات میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔ واشنگٹن ائیرپورٹ پر پورے فوجی اعزاز کے ساتھ تابوت ورثا کے حوالے کیے گئے تھے اور صدر نے خود وہاں ہیلی کاپٹر کا استقبال کیا تھا۔ اپنے مرنے والوں کو یہ امریکی ضرورت سے زیادہ عزت و تکریم دیتے ہیں تاکہ دوسروں کے دلوں میں ملک و قوم کے لیے مرمٹنے کا جذبہ پیدا کیا جاسکے۔ اندر کی ساری کہانیاں بلیک آؤٹ کردی جاتی ہیں۔"

وقت کے بارے میں میجر جنجوعہ کو میری مجبوری یاد تھی۔ وہ ایک نئے پُل کے راستے دوبارہ مین ہٹن کے سیلِ رواں میں شامل ہوگیا۔ ہماری باتیں بدستور جاری تھیں۔

"اب تم سے کب ملاقات ہوگی؟" مڈ ٹاؤن میں داخل ہوتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"جب موقع مل گیا۔ ہمارے شب و روز حالات کے غلام ہوتے ہیں مگر یہ میرا وعدہ ہے کہ کبھی کبھی فون پر ضرور بات ہوتی رہے گی۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدھ روز کے لیے مجھے نیویارک سے باہر بھی جانا پڑجائے۔ تم میری کال کا انتظار نہیں کروگے۔"

"انتظار تو تمہیں اتارنے کے بعد سے شروع ہوجائے گا" اس نے افسردہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا "ایسے مخلص دوست زندگی میں بھی کبھار ہی ملتے ہیں۔"

نیویارک میں ٹیکسی ڈرائیور پارکنگ سے لے کر ڈرائیونگ تک کے معاملات میں اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ شہریوں کی سہولت کی خاطر پولیس بھی ان کے چھوٹے موٹے جرائم سے چشم پوشی کرتی ہے۔ پرائیویٹ گاڑیوں کے لیے یہ قوانین بہت سختی سے نافذ کیے جاتے ہیں۔

ٹائمز اسکوائر کی علامات نظر آتے ہی میجر جنجوعہ نے قبل از وقت ہاتھ ملا کر الوداعی رسم ادا کی۔ ٹائمز اسکوائر پر ایک جگہ اس نے گاڑی روکی اور مجھے اتار کر ہاتھ لہراتا ہوا آگے چلا گیا۔

راستے میں اس نے اپنا سرکاری وزیٹنگ کارڈ مجھے دے دیا تھا۔ اس پر میجر جنجوعہ کے گھر کا فون نمبر بھی موجود تھا۔

ویرا سے ملنے کے لیے میرے پاس آدھے گھنٹے کا وقت باقی تھا۔ میں چوک سے آگے نکل کر ایک بھڑکیلے بار میں داخل ہوگیا جہاں بھیڑ ہونے کے باوجود بعض میزیں خالی تھیں۔ بار سے امریکن بیئر کا ایک جھاگوں بھرا بڑا مگ لے کر میں ایک خالی میز پر جا بیٹھا۔

نیویارک میں تیزی سے رونما ہونے والے واقعات کے بعد میں شدت سے بدری ناتھ سے ملاقات کی ضرورت محسوس کررہا تھا۔ اسے نیویارک سے فون کرنا خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔ میجر جنجوعہ کی گاڑی میں شہر نوردی کرتے ہوئے میں نے سنجیدگی سے ارادہ کیا تھا کہ گھر سے سی ایس ڈی ساتھ لے کر اسی رات کسی پرواز سے ورجینیا کی طرف نکل جاؤں۔ رچمنڈ کے کسی ہوٹل میں

Downloaded from https://paksociety.com

فون سے سی ایس ڈی منسلک کرکے میں لوکل کال پر بہت بے فکری سے اس سے تبادلۂ خیال کرسکتا تھا۔

بدری ناتھ کے پاس وقت اور موقع ہوتا تو اس سفر کے نتیجے میں اس سے ملاقات بھی ہوسکتی تھی جس میں مجھے اپنے ہر تشنہ سوال کا جواب مل جاتا۔

اس وقت بھی میں سگریٹ پیتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اس سفر کے بارے میں ویرا مجھے صحیح رہنمائی فراہم کرسکتی تھی۔ مجھے ان خیالوں میں ڈوبے چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک نسوانی ہاتھ نے بے تکلفی سے اپنا بیئر کا مگ چوبی میز پر تقریباً پٹخا۔ میں نے چونک کر سر اٹھایا تو ویرا اپنے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ لیے خالی کرسی سنبھال رہی تھی۔

"حد ہوگئی۔ اس وقت میں تمہارے ہی بارے میں سوچ رہا تھا" میں نے بے ساختہ کہا۔

"ٹالنے کی کوشش مت کرو' سچ سچ بتاؤ کہ مجھے ساڑھے پانچ کا وقت دے کر یہاں کس کے انتظار میں جھک مار رہے تھے؟" سوال کرتے ہوئے ویرا کے ہونٹوں سے مسکراہٹ رخصت ہوچکی تھی۔ وہ وقفے کے بغیر بولتی ہی چلی گئی "میں نے تمہیں اسی وقت دیکھ لیا تھا جب تم سفید کرولا سے اترے تھے۔ تمہاری جیکٹ کی جیب میں گز بھر کا یہ سرخ رومال ابھی تک لہرا رہا ہے۔ اس سے ملنے کے بعد تمہیں یہ جھنڈا اپنی جیب سے نکال لینا چاہیے تھا۔ ٹائمز اسکوائر اور اس کے گردونواح میں شاہیں گزارنے والے قدامت پرست انگریز بھی یوں اپنی جیبوں میں رومال ٹھونس کر نہیں آتے۔"

اسے بولنے کے لیے ہر وقت کسی نہ کسی موضوع کی تلاش رہتی تھی۔ میری ذرا سی غفلت نے اسے موضوع فراہم کردیا تھا۔ وہ خاصی دیر تک بولتی رہی۔ میں اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی رومال جیکٹ کی جیب سے نکال کر پتلون کی جیب میں اڑس چکا تھا۔

"اب یہ رومال کا پہاڑہ ختم کردو اور سنجیدہ ہوجاؤ" اس کی خاموشی کے بڑھتے ہوئے انتظار سے اکتا کر میں نے درمیان میں کہا۔ "ہم زیادہ دیر تک یوں سرِعام نہیں گھوم سکتے۔"

"بتاؤ' تمہیں کیا تکلیف ہے؟" بیئر کا ایک بڑا گھونٹ لے کر اس نے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اِدھر اُدھر وقت برباد کرنے کے بجائے اسی وقت رچمنڈ کے لیے روانہ ہوجاؤں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"نیک خیال ہے۔ ملاقات نہ بھی ہوسکی تو لوکل فون پر بے فکری سے بات ہوجائے گی۔ روانگی کا ارادہ ہے تو وقت برباد نہ کرو۔ یہاں کے بیشتر ہوائی اڈے رات کو نو یا دس بجے کے بعد اگلی صبح تک کے لیے بند کردیے جاتے ہیں۔"

وہ نکتہ میں بھول ہی گیا تھا۔ میں نے کہا "وہاں جانے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ ابھی تک رچمنڈ ہی میں ہے یا کہیں اور منتقل ہوگیا ہے۔"

"کل رات ہی تو پین پلازا سے تمہاری اور اس کی بات ہوئی تھی۔"

"اس وقت تک اس نے گیپ کا راز فاش کرکے اسحاق گھنٹی کو نہیں پکڑوایا تھا۔ اب وہ وی آئی پی بن چکا ہے۔ ہوسکتا ہے اسے کسی بڑے ہوٹل میں پہنچادیا گیا ہو۔"

"تمہارا فون کرنا مناسب نہیں ہوگا" ویرا پُرتشویش لہجے میں بولی "اگر رچمنڈ میں بدری کا فون نگرانی میں ہے تو تمہاری آواز کا ریکارڈ ہونا بھی کسی وقت خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ یہاں ایسے آلات پائے جاتے ہیں جو آواز بدلنے کی کوششوں کے باوجود موازنہ کرکے بتادیتے ہیں کہ وہ ایک ہی شخص کی بدلی ہوئی آوازیں ہیں۔"

میرا ذہن فوراً میمبر جنجوعہ کی طرف گیا۔ اسی وقت ویرا دوبارہ بول پڑی "میں معلوم کیے لیتی ہوں۔"

"تم رحم ہی کرو۔ یہاں تمہاری آواز کے سوا اور بھی بہت سی چیزیں پہچانی جاتی ہیں۔ سرکاری اہل کاروں کو شبہ بھی ہوگیا کہ تم امریکا میں ہو تو یہاں بھونچال آجائے گا۔ سب کو بھول کر ہماری تلاش شروع ہوجائے گی۔"

ویرا برا سا منہ بنائے میری بات سنتی رہی۔ میرے خاموش ہونے پر وہ برہم ہوکر بولی "کسی کسی وقت تم کس قسم کی بازاری باتیں کرنے لگتے ہو؟ یہاں میری کون سی چیزیں پہچانی جاتی ہیں؟"

"فنگر پرنٹس اور ایک دھندلائی ہوئی تصویر کا ذکر تو پاکستان کے اخبارات میں آچکا ہے۔ ویسے بھی بازار میں بیٹھ کر بازاری زبان بولنی پڑتی ہے۔ میں نے کون سی غلط بات کہہ دی؟"

"وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ اب کب تک یہاں جمے بیٹھے رہوگے؟"

"میں نے تم سے ملاقات کا وقت طے کیا تھا' شیام کے پاس ہم کسی بھی وقت جاسکتے ہیں۔ اس کا بھنگ خانہ رات بھر کھلا رہتا ہے۔ یہاں کے کھلے ماحول میں سوچنا ذرا آسان معلوم ہورہا ہے" میں نے اپنا مگ خالی کرکے میز پر رکھ دیا۔

ویرا نے تیکھی نظروں سے میری طرف دیکھا پھر وہ بھی مگ اٹھا کر اپنا مگ پی گئی "یہ لو اور ان دونوں کو دوبارہ بھروالاؤ تاکہ مجھے بھی سوچنے میں کچھ آسانی ہوسکے۔"

بارٹینڈر نے جھوٹے مگ ٹرے میں ڈال کر مجھے دو نئے مگ بھردیے۔

میں میز پر واپس لوٹا تو ویرا نے مسرت بھرے لہجے میں آگاہ کیا کہ وہ بدری کے بارے میں ایک حل سوچ چکی تھی۔ اس کی دانست میں وہ کام شیام سے لیا جاسکتا تھا۔

"شیام اسے فون نہیں کرے گا۔ اسحاق گھنٹی نے رچمنڈ جانے سے پہلے اسے بتادیا تھا کہ وہ اپنا فون نمبر یا ٹھکانا کسی کو نہیں بتائے گا۔ بدری نے معذرت کے ساتھ یہ بات شیام کو بھی بتادی تھی اسی لیے شیام بھی اسے فون نہیں کرسکا۔"

"وہ پابندی اس وقت تک تھی جب تک اسحاق گھنٹی کا ستارہ

Downloaded from https://paksociety.com

عروج پر تھا۔ اب اس کے ساتھ اس کی ہدایات بھی ختم ہو چکی ہیں۔ تم اسے نمبر بتاؤ گے تو وہ ضرور رابطہ کرے گا۔"

"ابھی چلوگی تو دیکھ لیا جائے گا۔ تم اپنے رسک پر اس سے ملنے جارہی ہو۔ وہ بہت منہ پھٹ اور اوباش آدمی ہے۔ کوئی بدتمیزی کر بیٹھے تو مجھ سے کوئی شکوہ نہ کرنا۔"

"میں نے اس کے سامنے اردو بولی تو وہ مجھ سے ضرور بے تکلف ہونا چاہے گا۔ تم اسے یہ نہ بتانا پھر میں اسے خود سنبھال لوں گی۔"

شیام ناتھ سے ملاقات کا ایک مبہم سا خاکہ وجود میں آنے کے بعد ہم اس بار سے اٹھ گئے۔ چند منٹ کی چہل قدمی کے بعد ہم شیام کے نام نہاد ہوٹل میں پہنچے تو بس ایک میز آباد تھی۔ وہ خود سورج غروب ہونے کے انتظار میں صاف ستھرے کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ جی، گرنام جی! آج کئی دن بعد ادھر آئے ہو۔ معلوم ہوتا ہے تمہیں بھائی کی بدیو مل جاتی ہے۔" اس نے گہری نظروں سے ویرا کا جائزہ لے کر گرم جوشی سے میرا استقبال کیا اور کاؤنٹر سے نکل کر مجھے اپنے سینے سے لگالیا۔

"یہ مس بُل ہے، میری دوست" میں نے انگریزی میں ویرا کا تعارف کرایا۔

"بھائی جی! اسے بتاؤ ناکہ ملاقات پر مرد اور عورت سب ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ یہ تو سوکھا ہاتھ ملا کر ٹرخا رہی ہے" شیام نے اردو میں مجھ سے شکوہ کیا۔

"مس بُل صرف اپنے دوستوں سے گلے ملتی ہے" میں نے انگریزی میں کہا اور قریبی میز پر بیٹھ گیا۔

"بس مس بُل! آج سے تم مجھے بھی اپنا دوست بلکہ خادم ہی سمجھو" شیام مسکرا مسکرا کر ویرا کے سامنے بچھا جارہا تھا "تم کیا پینا پسند کروگی؟"

"شکریہ۔ میں گھر سے باہر نہیں پیتی۔ گرنام کے گھر جاکر پیوں گی۔"

"اس کا نام بُل کے بجائے بُلبل ہونا چاہیے تھا۔ لونڈیا زوردار ہے۔ کہاں سے اٹھا کے لائے ہو؟" شیام نے کھڑے کھڑے میری طرف جھک کر رازدارانہ انداز میں اردو میں کہا۔ اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ ویرا دور ہوتی تب بھی آسانی سے سن سکتی تھی۔

"اس سے فری ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ بڑی ہاتھ چھوڑ واقع ہوئی ہے۔" میں نے اسے مشورہ دیا پھر پوچھا "تم بھائی کی بدبو کا کیا ذکر کررہے تھے؟"

"وہ جب بھی آتا ہے یا فون کرتا ہے، تم ضرور رابطہ کرلیتے ہو۔ ابھی پندرہ منٹ پہلے ہی وہ یہاں سے اٹھ کر گیا ہے۔ پہلے آجاتے تو وہ بھی تمہاری اس بُلبل کو دیکھ کر اپنی آنکھیں سینک لیتا۔"

اس کی زبان سے وہ خوش خبری سن کر میرا دل زور سے دھڑکا اٹھا۔ ویرا نے مسکرا کر مجھے آنکھ ماری۔ شیام اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ اپنی رسٹ واچ دیکھ رہی تھی۔

"مس! اگر تم اجازت دو تو میں تمہیں بُلبل کہہ لوں۔ یہ ہماری طرف بُل سے ملتا جلتا بہت خوب صورت نام ہوتا ہے" شیام نے کھسیس پھیلا کر انگریزی میں پوچھا۔

ویرا نے سحر طراز مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیر کر کہا "تمہیں اچھا لگتا ہے تو ضرور کہو۔"

"کیا وہ آج کل نیویارک ہی آیا ہوا ہے؟" میں نے شیام کے شانے پر ہاتھ مار کر اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے پوچھا "ایک بار مجھے فارغ کردو پھر دل بھر کر اس سے باتیں کرلینا۔"

"آج صبح آیا تھا۔ وہ ہوٹل گورہام کے کمرا نمبر تین سو دو میں ٹھہرا ہوا ہے۔ شاید وہ کئی دن یہیں رکا رہے گا۔ اس کا کوئی سرکاری کام نکل آیا ہے" شیام نے ایک ہی سانس میں میرے تقریباً تمام سوالوں کے جواب دے ڈالے اور فوراً ویرا کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"بلبل.... واہ! اب نام بھی تمہاری ہی طرح حسین ہوگیا ورنہ بُل کہتے ہوئے تو خوف آتا تھا۔" وہ ویرا کو اپنی چکنی چپڑی باتوں میں الجھانا چاہ رہا تھا۔ میں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کھسکنے کا اشارہ کیا اور وہ فوراً ہی اپنے نتھنے پھلا کر زور زور سے کچھ سونگھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیا ہوا، چھینک رک رہی ہے؟ میں تمہاری ناک میں تیلی گھمادوں؟" شیام نے مضطرب ہوکر سوال کیا، خود ہی تکلیف دریافت کی اور جھٹ اپنی خدمت پیش کردی۔

"چھینک ویک نہیں رکی۔ ذرا غور سے سونگھو، کیا تمہیں بدبو نہیں آرہی؟" ویرا نے یہ کہتے ہوئے باقاعدہ اپنا رومال نکال کر اپنی ناک پر رکھ لیا۔

مہم جوئی سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے

دنیا کی چھت پر پہنچنے والے ایک مہم جو کی آپ بیتی

قطب شمالی

ترجمہ: کاشف زبیر

یوں تو بیسویں صدی کے آغاز ہی سے اکثر مہم جو قطب شمالی تک پہنچنے کی کوششوں میں مصروف رہے ہیں اور ان میں سے بعض نے اپنی کامیابی کے دعوے بھی کئے لیکن وہ 1986 میں قطب شمالی تک پہنچنے والا واحد مہم جو تھا جس کی کامیابی مصدقہ تھی۔

ماہنامہ سرگزشت جون کا شمارہ آج ہی خریدیئے

Downloaded from https://paksociety.com

شیام کی عقل اس وقت شاید اس کے ٹخنوں میں اتر گئی تھی۔ وہ جلدی جلدی گہرے گہرے سانس لینے لگا پھر بوکھلا کر بولا "مجھے تو کوئی خاص بدبو نہیں آرہی۔"

"بدبو نہیں' یہ تعفن ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ ان صاف ستھری میزوں کے نیچے کہیں کوئی مردہ چوہا سڑ رہا ہے۔ اسے تلاش نہ کیا گیا تو یہاں طاعون پھیل جائے گا۔" یہ کہتے ہوئے ویرا نے کرسی چھوڑ دی۔

اس وقت تک شیام مجھے بھولا ہوا تھا' میں آرام سے کرسی میں بیٹھا وہ ڈراما دیکھ رہا تھا۔ ویرا کے اٹھتے ہی شیام کو میرا دھیان آگیا "گرنام! کیا یہاں کوئی بدبو ہے؟"

ویرا کو میری رائے سے آگاہ کرنے کے لیے اس نے وہ سوال انگریزی میں کیا تھا۔ میں نے صاف جواب دے دیا "سوری یار! میری ناک بند ہے۔"

"تم ہوٹل کی صفائی کرالو۔ ہم پھر کسی وقت یہاں آئیں گے۔" شیام سے یہ کہہ کر ویرا نے میرا ہاتھ تھاما اور چلتے ہوئے بولی۔ "آؤ گرنام ڈارلنگ۔ یہاں سے جلدی نکل چلو۔"

میں نے بے بسی سے شیام کی طرف دیکھا' اس سے سرسری سا ہاتھ ملایا اور ویرا کے ساتھ تقریباً گھسٹتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ بدری ناتھ کی نیویارک میں موجودگی کا سراغ ملنے کے بعد خود میرے لیے وہاں ٹھہرنا دشوار ہوگیا تھا۔

"گورہام سینٹرل پارک سے ذرا آگے واقع ہے۔" وہاں سے کچھ دور نکل آنے کے بعد ویرا نے بتایا "مگر وہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ پہلے گھر سے اسے فون کرلو۔"

"ایک کال تو یہیں کہیں سے کی جاسکتی ہے۔ جب وہ کھل کر شیام سے مل سکتا ہے تو پھر یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے دوسرے ہم وطنوں سے بھی میل جول رکھتا ہوگا۔" میں نے کہا۔

"یہ بہتر رہے گا۔ اگر وہ ملاقات کے لیے آمادہ ہوا تو یہیں کام بن جائے گا ورنہ گھر پہنچ کر اس سے فون پر تفصیلی بات کرلی جائے گی۔"

ایک بوتھ میں موجود ڈائریکٹری سے گورہام کا نمبر تلاش کرکے میں نے ملایا تو فوراً ہی بدری سے بات ہوگئی۔ میں نے چھوٹتے ہی اسے بتا دیا کہ میں شیام سے ملاقات کے بعد اسے شہر کے کسی بوتھ سے فون کررہا ہوں۔ اس کے لیے وہ اشارہ کافی تھا۔

"میں آج ہی یہاں آیا ہوں اور بہت مصروف ہوں۔ تم ٹھکانے پر پہنچ کر بات کرو۔" وہ مختصر سا معنی خیز پیغام دے کر اس نے فون بند کردیا۔

"مقدر حیران کن حد تک ہمارا ساتھ دے رہا ہے۔" میں نے بوتھ سے باہر نکل کر کہا "میں اس سے ذرا سی دیر کی گفتگو کے لیے رچمنڈ تک دوڑ لگانے پر تلا بیٹھا تھا مگر کنواں خود ہی چل کر پیاسے کے پاس آگیا۔ اب رفتہ رفتہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا۔"

"ہم نے غور نہیں کیا ورنہ اس کی یہاں آمد ہمارے لیے متوقع ہوتی۔" ویرا بولی۔

"کیوں؟ کیا تم نے اسے کوئی دعوت نامہ بھیجا ہوا تھا؟" میں نے خوش دلی سے پوچھا۔

"اس وقت انہیں نیویارک میں عباس کرمانی کی تلاش ہے۔ اپنی کہانی کے مطابق بدری ناتھ اسے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں رہ کر وہ اس مہم کی بہتر رہنمائی کرسکے گا۔"

"وہ ایک سزایاب سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر یہاں بھیجا گیا تھا اور یہاں آمد سے ناخوش تھا۔ اب وقت کا پانسا اس کے حق میں پلٹ چکا ہے۔ دعا کرو کہ اس تبدیلی نے اسے دوبارہ متکبر نہ بنا دیا ہو۔ رمیش اگروال اور نک موڈلے کے درمیان پس کردہ نرم پڑا تھا۔ اب وہ ان تمام بندشوں سے پوری طرح آزاد ہوچکا ہے۔"

ویرا میری اس تشویش میں برابر کی شریک تھی۔ گورہام سے ہونے والی گفتگو سے احتیاط کے علاوہ تکبر کا پہلو بھی جھلک رہا تھا۔ اصل پوزیشن گھر سے ہی معلوم کی جاسکتی تھی۔

وہاں ٹیکسیاں قدم قدم پر موجود تھیں۔ ہم تھوڑی ہی دیر میں گھر واپس پہنچ گئے جہاں مائیک ہم سے پہلے پہنچا ہوا تھا۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وہ اپنے سرونٹ کوارٹرز میں محدود تھا۔ اس کے پاس گھر میں داخلے کے لیے کوئی فاضل چابی موجود نہیں تھی۔

وہ گھر میں گھسنے میں کامیاب ہوجاتا تو ٹیلی فون لائن سے منسلک سی ایس ڈی کو دیکھ کر شبہے میں پڑ جاتا اور یقینی طور پر بلیک ڈیڈ کو ایک مشتبہ آلے کی موجودگی سے باخبر کردیتا۔

ویرا سے کچن کی ضروریات وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کرکے مائیک گاڑی سے بازار چلا گیا۔ اسے بھگانے کے لیے ویرا نے جان بوجھ کر اپنی فہرست میں ایسی چیزوں کا اضافہ کردیا تھا جو کچن اور فرج میں موجود نہیں تھیں۔

بدری ناتھ سے میری گفتگو طویل ہونے کا امکان تھا۔ میں نے مائیک کے جاتے ہی اسپیکر فون پر اس سے رابطہ کرلیا۔

"سوری باب۔ میرے پاس مہمان آئے ہیں۔ پانچ منٹ بعد فون کرنا۔" میری آواز پہچانتے ہی بدری نے وہ روکھا پھیکا پیغام دے کر سلسلہ منقطع کردیا۔

میرا ماتھا ٹھنک گیا "معلوم ہوتا ہے کہ بدری کا دماغ دوبارہ خراب ہوگیا ہے۔" ویرا نے میرے اندیشے کو تقویت دینے کے لیے زہر فشانی کی۔

"اس کی بات بری لگنے والی ہے لیکن اس کی بھی کچھ مجبوریاں ہوسکتی ہیں۔" میں نے اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "اب اس نے میرے ساتھ آنکھیں بدلنے کی کوشش کی تو میں اس کو بری طرح تباہ و برباد کرکے رکھ دوں گا۔ یہ بات وہ بھی جانتا ہے۔"

"ایک بار اپنی ساکھ بنا لینے کے بعد وہ اپنی جگہ بہت مستحکم

Downloaded from https://paksociety.com

ہو چکا ہے۔ تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ تم نے اس کے خلاف پرپرزے نکالنے کی کوشش کی تو امریکا میں ہی تم کو رگڑ کر رکھ دے گا۔ تم یہاں سے باہر قدم نہیں نکال سکو گے۔"

"میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ یہاں رہ کر اُس سے بدلہ لینے کی کوشش کروں۔ جو کچھ ہو گا' یہاں سے نکل جانے کے بعد ہی ہو گا۔ جس لمحے پرنسٹن کے مضافاتی کنوئیں سے ولسن کی لاش برآمد ہوئی' بدری کا حشر بھی اسحاق گھنٹی جیسا ہو گا۔"

"تم بہت خطرناک ہوتے جا رہے ہو۔ اپنے حلیفوں کی کمزوریوں پر ہر وقت نظر رکھتے ہو۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میرے بارے میں تم نہ جانے اپنے دل میں کیا کچھ مواد لیے بیٹھے ہو گے۔"

"خود کو بدری سے نہ ملاؤ۔ اس کے بارے میں تم خود ہی زہر اُگل رہی تھیں۔ وہ آنکھیں دکھانے پر اتر آیا تو ہم کیا کریں گے؟"

"تو کیا تم شروع ہی سے جان بوجھ کر اسے جرائم میں ملوث کرتے چلے آ رہے ہو؟"

"میں اسے اکسا رہا تھا' ترغیب دے رہا تھا اور وہ جال میں پھنستا رہا۔ جرم کے ارتکاب کا یہ بنیادی اصول ہے کہ اپنے ہر حلیف کو بدترین کارروائیوں اور سازشوں میں ملوث کرتے ہوئے چلو۔ کوئی زندگی بھر غداری کا تصور نہیں کر سکے گا۔ منظم جرائم کا یہ بنیادی سبق تمہیں زبانی یاد ہونا چاہیے۔ جب اسے نظرانداز کرو گی' مشکلات میں گھر جاؤ گی۔"

بقیہ چند منٹ اسی تذبذب اور بے چینی کی اذیت میں گزرے۔ میں نے دوبارہ نمبر ملایا تو بدری ناتھ نے سب سے پہلے سی ایس ڈی کے بارے میں سوال کیا۔

میرا جواب اثبات میں سنتے ہی اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔

"شیر علی! تم واقعی عظیم ہو۔ تم نے وہ کام کر دکھایا ہے جو شاید ڈینی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ گرفتاری کے وقت گیپ کی دھمکی دینے کے باوجود وہ سبز فائل پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تمہارے دوست کرمانی کا دعویٰ سچ نکلا مگر اسحاق گھنٹی کے سر پر ڈینی کا بھوت سوار ہے۔ اسے جوتے پڑ رہے ہیں۔ جلد ہی وہ کرمانی سے اپنی ڈیل کا اعتراف بھی کر لے گا۔ سی آئی اے کا ڈائریکٹر میری کارکردگی سے بہت خوش ہے۔ ہر طرف میری دھوم ہو گئی ہے اور یہ سب تمہاری محنت کا انعام ہے جو مجھے مل رہا ہے۔"

وہ بولتا رہا اور اس کے ہر لفظ سے میری انا کو تسکین ملتی رہی۔ اپنے عارضی وسوسوں کی تردید ہو جانے پر میں خود کو بہت پُرسکون محسوس کر رہا تھا۔ اپنی محنت کا ذکر سن کر میں نے آہستگی سے پوچھا۔

"کیا تم ملاقات کے لیے کچھ وقت نکال سکتے ہو؟"

"میں ہر پابندی سے آزاد ہو چکا ہوں۔ جہاں چاہوں' جا سکتا ہوں مگر پچھلی رات سے میں اچانک اس قدر مصروف ہو گیا ہوں کہ میں نے زندگی میں کبھی ایسی مصروفیت کا تصور نہیں کیا تھا۔ کل تک جو افسر مجھے بچ اور ٹرینی کے طور پر ساتھ لے جاتے تھے' آج مجھ سے بات کرنے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔ سی آئی اے اور ایف بی آئی والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آج صبح سویرے نک موڈلے ورجینیا پہنچا تو اسے مجھ سے ملاقات کے لیے پورے پونے تین گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ میرے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی۔ وہ ہر ایک سے کہہ رہا تھا کہ اعلیٰ تربیت کے لیے میرا انتخاب اسی نے کیا تھا۔ کاش میں اس عزت کا ایک بڑا حصہ تم کو منتقل کر سکتا۔"

بدری ناتھ کے ذہن پر اپنی بڑائی کے اظہار اور میری شکر مندی کا خمار چڑھا ہوا تھا۔ جو کچھ ہوا' وہ اس کے سان و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"یہ عزت تمہارے لیے ہے اور تم ہی کو مبارک ہو۔ میرے لیے اتنا کافی ہے کہ تم میری خدمات کو نہیں بھولے۔ یہ بتاؤ کہ تم وہاں سے نیویارک کیوں آئے ہو؟"

"عباس کرمانی کی تلاش کی مہم میرے سپرد کر دی گئی ہے۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں ورنہ تم سے کہتا کہ مجھے اس کا پتا بتا دو۔ مجھے معلوم ہے کہ میں تمہارے اس دوست پر کبھی ہاتھ نہیں ڈال سکوں گا مگر مغرور کر دینے والی ان سرگرمیوں کے جوش و خروش میں بہہ کر مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں کسی بھی وقت اسے ہتھکڑیاں لگا دوں گا۔"

"اسحاق گھنٹی ابھی تک وہیں ہے؟" میں نے تائید طلب لہجے میں پوچھا۔

"وہیں ہے۔ قسمیں کھا رہا ہے کہ وہ ویرا اور ڈینی کی سازش کا شکار ہوا ہے۔ اس کے بیان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اس نے دونوں سے فون پر باتیں کی ہیں مگر اپنی آنکھوں سے انہیں نیویارک میں کہیں نہیں دیکھ سکا۔"

"سبز فائل یا گیپ کے بارے میں وہ کیا کہتا ہے؟" میرے لیے وہ باتیں زیادہ اہم تھیں۔

"سب کچھ حرف بہ حرف وہی ہے جو تم نے بتایا تھا۔ بس اس میں عباس کرمانی کی جگہ ڈینی کا نام آ گیا ہے۔ شاید ایک آدھ روز میں اس کا نفسیاتی تجزیہ بھی ہو گا کہ ڈینی کا فرضی خوف اس کے ذہن پر کیوں سوار ہے۔"

"نک موڈلے کراچی سے یہاں کیوں آیا ہے؟" میں نے پُراعتماد لہجے میں پوچھا۔

"اسے سن گن مل گئی تھی کہ سی آئی اے اس پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ اس کے آنے تک اسحاق گھنٹی واقعی پکڑا جا چکا تھا۔ تم گیپ کی گمشدگی کا ہنگامہ پھوڑ چکے تھے۔"

"وہ اسحاق گھنٹی کا اتنا بڑا مخالف ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ اسحاق سے اتنا سلگا ہوا ہے کہ اس نے ٹھوکروں اور

Downloaded from https://paksociety.com

تھپڑوں سے اسے مارا ہے۔"

"اسے تمہارے قیدی سے اتنی پرخاش کیوں ہے؟"

"نک کراچی میں سی آئی اے کا چیف ہے لیکن اسے سی ون تھرٹی کے معاملے سے بالکل الگ تھلگ رکھا گیا تھا۔ گھنٹی نے وائٹ ہاؤس میں اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر سی آئی اے کے ڈائریکٹر کی مخالفت کی بھی پروا نہیں کی اور منصوبے کی منظوری لے کر اُس پر عمل کر ڈالا۔ وہ کراچی سے ڈیٹی کے کسی قریبی ساتھی کو اغوا کر کے لاشوں کے ساتھ امریکا لانا چاہ رہا تھا۔ قبرص میں مقوی نے عملے کو یرغمال بنا کر جہاز پر قبضہ کر لیا۔

"وہ امریکیوں کے لیے قومی عزت اور وقار کا معاملہ تھا۔ سب نے سر جوڑ کر فیصلہ کیا کہ قیدی یا مغوی کو کسی صورت میں رہا نہ کیا جائے۔ جہاز کو انسانی جانوں کی پروا کیے بغیر کمانڈو ایکشن میں تباہ کر دیا جائے۔ اس کا سارا الزام ڈیٹی کے ساتھی کے سر تھوپ دیا جائے۔ اسحاق گھنٹی اس فیصلے میں شریک تھا۔ کمانڈو ایکشن کے لیے وقت اور عملے کا انتخاب ہو چکا تھا کہ اسحاق گھنٹی نے ایک مرتبہ پھر سب لوگوں سے غداری کی اور پیٹھ دکھا دی۔

"ڈیٹی سے اس کی نہ جانے کون سی رگ دبتی ہے کہ آپریشن سے چند گھنٹے پہلے اس جہاز کو قیدی سمیت قبرص سے انقرہ پرواز کرنے کا حکم مل گیا۔ وائٹ ہاؤس کے براہِ راست حکم پر اعلیٰ فوجی قیادت وہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئی۔ انقرہ میں قیدی کو آزاد کر دیا گیا اور وہ ابھی تک زندہ ہے۔"

میرے لیے وہ کہانی نئی نہیں تھی مگر میں خاموشی سے بدری ناتھ کی کتھا سنتا رہا۔ اس میں پورے واقعے کے وہ پہلو بھی شامل تھے جو اس وقت تک میرے سامنے نہیں آ سکے تھے۔

آئزک بیل کے خلاف مقتدر امریکی حلقوں میں نفرت کی داغ بیل اسی وقت پڑ گئی تھی جب اس نے سلطان شاہ کو اغوا کرنے کا غلط فیصلہ کیا تھا۔ اس نفرت کے ساتھ گیپ سے محرومی نے آخر کار اسے اس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔

"اس جوش و خروش میں تم اپنا اصل مقصد شاید بھول چکے ہو گے۔"

"کچھ روز میں دل کھول کر طاقت، عزت اور اختیار کے اس نئے نشے سے لطف اٹھاؤں گا۔ اس کے بعد پھر وہی شب و روز چل پڑیں گے۔"

اپنے دل کا احوال بتاتے ہوئے اسے یہ علم نہیں تھا کہ وہ شیر علی کے روپ میں ڈیٹی سے ہی مخاطب تھا۔ میرے دل میں بدری ناتھ کے لیے وقعت کم ہو گئی۔

"تم نک موڈلے کے ہاتھوں ہونے والی اپنی تذلیل کو بھول چکے ہو۔"

"اس نے ایک اجنبی سرزمین پر میری تحقیر کی تھی، میں نے اس کے گھر میں پونے تین گھنٹے تک اسے ذلیل کر کے بدلہ لے لیا۔ اب وہ میرے گُن گاتا پھر رہا ہے۔"

"یہ نہ بھولو کہ اسحاق گھنٹی بھی اسی طرح عزت، طاقت اور اختیار کے نشے میں دُھت تھا۔ آج اس کا انجام تمہارے سامنے ہے۔"

"مجھے یوں نہ ڈراؤ۔ میں اس کی طرح بہکنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اصل معاملات میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوئے ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہاں پاکستان کے ہمدردوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ میرے دیش کے خیر خواہ بہت ہیں۔ میں تمہیں پاکستانی نہیں، اپنا محسن سمجھ کر یہ راز بتا رہا ہوں۔"

"یہ ایک کھلا راز ہے جس سے ہر شخص باخبر ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں ان ذخیروں کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں جو خلائی پروازوں کے لیے مخصوص ایندھن کے طور پر کام آتے ہیں۔ ان کو نشانہ بنا کر تم انہیں بڑا نقصان پہنچا سکتے ہو۔"

"بھارت کی سازشوں کو ناکام بنانا بھی تمہارے مشن کا حصہ تھا۔"

"ضرور تھا مگر یہاں رہ کر میں ان سے بالکل بے خبر ہوں۔ واپسی پر ہم ہر تخریب کاری کے خلاف کام کریں گے، خواہ وہ کسی کی بھی طرف سے ہو۔"

اپنی انا کی بھرپور خوراک میسر آجانے پر بدری ناتھ اندر سے نرم پڑتا جا رہا تھا۔ میں نے کسی خفگی کا اظہار کیے بغیر کہا "تم نیویارک میں ہو تو اب میں کبھی کبھار تمہیں فون کرتا رہوں گا۔"

"بالکل کرتے رہنا۔ چاہو تو اپنا فون نمبر مجھے دے دو۔ میرے حالات بدل چکے ہیں۔ ضرورت ہوئی تو میں بھی تم سے رابطہ کر سکوں گا۔ میرے پاس تمہارا نمبر بالکل محفوظ رہے گا۔"

"تمہارے حالات بہتر ہو چکے ہیں مگر اسحاق گھنٹی کی گرفتاری کے بعد میرے لیے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ میں ہوٹل چھوڑ کر ایک شناسا کے گھر پر رہ رہا ہوں۔ یہاں کا نمبر میں کسی اور کو نہیں دے سکتا۔ میری کوشش ہو گی کہ روزانہ تم سے رابطہ ہو سکے۔"

"میں تمہیں ایک مرتبہ پھر بتا دوں کہ میرے مشن اور خیالات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ زیرِ عتاب اہل کار سے مراعات یافتہ افسر کا درجہ ملنے کی خوشی نے غلبہ کیا ہوا ہے۔ اس کا اظہار میں صرف تم سے ہی کر سکتا ہوں۔ میرے لیے کوئی خاص کام تمہارے ذہن میں آتا ہے تو مجھے ضرور بتاؤ۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ اسے مکمل کر سکوں۔"

"مخصوص ایندھن کے ذخائر پر تم کام کر ہی رہے ہو۔ کسی ایسے ایٹمی یا فوجی مرکز کا بھی سراغ لگاؤ جہاں داخلہ ناممکن نہ ہو۔ اس فہرست میں تم وائٹ ہاؤس کو بھی شامل کر سکتے ہو۔" میں نے چند ثانیوں تک سوچنے کے بعد اسے اپنی ترجیحات سے آگاہ کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان میں سے وائٹ ہاؤس میں داخلہ بہت

Downloaded from https://paksociety.com

آسان ہے۔ میں نے سنا ہے کہ مخصوص ایّام اور اوقات میں امریکی اور غیر ملکی سیاحوں کو اس عمارت کے بعض حصوں کی سیر کرنے کی کھلی اجازت ہوتی ہے لیکن آج تک وہاں کوئی تخریبی کارروائی نہیں کی گئی۔"

"ہوسکے تو وہاں کے حفاظتی انتظامات پر بھی کام کرو۔ اسحاق گھنٹی کی سرپرستی کرنے والے کے ٹھکانے پر کوئی اوچھا سا علامتی وار بھی سب کو ہلا کر رکھ دے گا۔"

"فکر مت کرو۔ تمہارے ایک اشارے سے مجھے نئی لائن مل گئی ہے۔ میں آج ہی سے اس پر بھرپور انداز میں کام شروع کردیتا ہوں۔ ضرورت ہوئی تو میں خود بھی وہاں کا ایک چکر لگالوں گا۔ وہاں سی آئی اے کا کوئی نہ کوئی دفتر ضرور کام کررہا ہوگا۔"

بدری ناتھ سے میری گفتگو طویل ہوگئی تھی۔ میں نے اس کی نئی مصروفیات کے حوالے سے سلسلۂ کلام وہیں ختم کرکے فون بند کردیا۔

"اسے کرسی کا نشہ چڑھا ہے مگر یہ طرح نہیں چڑھا۔" ویرا نے طمانیت کا ایک گہرا سانس لے کر کہا "آدمی اندر سے ذرا بھی کمزور ہو تو کرسی آخر کار اسے لے ڈوبتی ہے۔"

"ہم نے آنزک بیل کی تباہی کے تمہارے مشن کو اس کے نقطۂ عروج پر پہنچا دیا ہے۔ اب نئی راہ کے تعیّن میں ذرا وقت لگے گا۔ اس وقت تک بدری کا خمار بھی ہلکا ہوچکا ہوگا۔ دیکھو کہ اب ہمارا کون سا نیا ٹارگٹ سامنے آتا ہے۔"

"تمہارے سامنے امریکا کی وسیع و عریض سلطنت پھیلی ہوئی ہے اور تم یہاں ٹارگٹ ڈھونڈنے کی بات کررہے ہو۔" ویرا استہزائیہ انداز میں بولی "وہ تمہارے چھوٹے سے فلیٹ میں گھس کر سلطان شاہ کو اٹھا لے جاسکتے ہیں تو تم بھی جہاں چاہو وار کرسکتے ہو۔ یہاں کے پُل، عمارتیں، سرنگیں، یہ سب تمہارے آسان نشانے بن سکتے ہیں۔"

"ہم دہشت گرد نہیں ہیں، اپنی بقا کی ایک محدود سی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ایسی ننگی اور سفاکانہ کارروائیاں ہونے لگیں تو انسان دنیا کے کسی خطّے میں سکھی نہیں رہ سکے گا۔"

"محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔ جنگ کبھی محدود نہیں ہوتی۔ یہ اردو کا نہیں، انگریزی کا محاورہ ہے۔ وہ اس پر عمل کررہے ہیں۔ تم منطقوں کے بگل بجاتے رہو۔" یہ کہہ کر ویرا اٹھی اور کچن میں سے مے نوشی کے لوازم لے آئی۔

سورج ڈھلے کافی دیر ہوچکی تھی۔ اندھیرا ویرا کے لیے عموماً ایسی ہی سرگرمیوں کا سندیسہ لے کر اترتا تھا اور وہ ڈھلان پر رکھی ہوئی گولی کی طرح خود بہ خود اسی نشیب میں لڑھکنے لگتی تھی۔

○☆○

آنزک بیل کے جرائم کے بارے میں کڑی سرکاری راز داری کے باوجود اگلے دن کے اخبارات میں کافی مواد موجود تھا۔ ٹیلی وژن پر مذاکرات اور تبصرے شروع ہوگئے تھے۔ ان میں سب کچھ تھا لیکن گیپ اور ایوانِ صدر کے کردار کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں تھا۔

امریکی مبصروں کو اپنی معاشرتی اقدار کے حوالے سے بحث کے لیے ایک نیا نکتہ ہاتھ آگیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ انسان دنیا کا ہر اچھا یا برا کام صرف پیسہ کمانے کے لیے کرتا ہے کیونکہ پیسہ ہی زندگی کی تمام ضروریات کی اکلوتی کلید ہے۔ پھر وہ لوگ جن کے پاس پیسے کے انبار لگے ہوئے ہیں، کیوں جرائم کی طرف راغب ہوتے ہیں؟

وہ کوئی پیچیدہ پہیلی نہیں تھی۔ نسلی تعصب، ایذا رسانی اور توسیع پسندی اس سوال کے تین جواب تھے۔ آنزک بیل کے قصے میں ان تینوں حوالوں سے صیہونی برادری مذمّت کا نشانہ بنتی تھی اس لیے کوئی بھی کھل کر اس سوال کا جواب دینے کی ہمت نہیں کرسکا۔ ہر بحث پیچ در پیچ سوالوں اور وضاحتوں میں الجھا کر سمیٹ دی گئی۔

میں ٹیلی وژن پر دن بھر یہی کھیل دیکھتا رہا۔ ایک بار بھی ڈیوڈ اسٹارز کو ہدفِ ملامت نہیں بنایا گیا حالانکہ اسی پلیٹ فارم نے آنزک بیل کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا تھا۔

پانچ بجے بلیک ڈیڈ اپنے دو نفری عملے کے ساتھ ہمارے پاس آپہنچا۔

"ہر شخص تمہیں دیکھنے کے لیے مرا جارہا ہے۔" مزاج پُرسی کے بعد اس نے ویرا کو آگاہ کیا "امریکی ایسی پاگل قوم ہے کہ بیکسٹر کی موت کی پوری تفصیل جاری کرنے کے بعد تمہیں دیکھنے پر پانچ ڈالر کا ٹکٹ لگادیا جائے تو دو چار روز میں تم لاکھوں ڈالر بٹور سکتی ہو۔"

"یہ مذاق ہے یا مشورہ؟" ویرا نے گمبھیر سنجیدگی سے سوال کیا۔

"مذاق نہ مشورہ، بس ایک اطلاع تھی جو تم کو دے دی.... اور اب کام کی بات۔" یہ کہہ کر وہ اپنی جیبوں میں کوئی کاغذ تلاش کرنے لگا۔

وہ اس وقت ترنگ میں تھا۔ تھوڑی سی بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کے بعد مطلوبہ کاغذ دریافت کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اسے میری طرف بڑھادیا۔

"یہ چار افراد کے نام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نجم داؤدی ہے۔ یہ سب مل کر ڈیوڈ اسٹارز کہلاتے ہیں۔ اب یہی چاروں اس جماعت کے دماغ ہوں گے۔" اس نے بتایا۔

"ان کا نمبر آنزک بیل کے بعد آتا ہے یا یہ منصوبہ بندی میں اس سے اوپر تھے؟" میں نے بلیک ڈیڈ سے پوچھتے ہوئے وہ چاروں نام پڑھ ڈالے۔

"چھ افراد نے اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔" بلیک ڈیڈ

Downloaded from https://paksociety.com

سگریٹ سلگا کر کہنے لگا "راس المیڈا پاکستان میں مارا گیا یا لاپتا ہوگیا' آئزک بیل پکڑا جاچکا ہے۔ ان کی اندر کی خبریں بہت مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں اس وجہ سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان میں کون کیا ہے۔"

"یہ چاروں نیویارک ہی میں رہتے ہیں؟" ناموں کے ساتھ پتے موجود نہیں تھے اس لیے مجھے وہ سوال کرنا پڑا۔

"یہ ہفتے میں ایک بار ڈیوڈ اسٹارز کے دفتر میں جمع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ کہاں رہتے ہیں' یہ بتانا مشکل ہے کیونکہ امریکا کے کئی بڑے شہروں میں ان کی جائیدادیں ہیں اور یہ بہت باحیثیت افراد میں شمار ہوتے ہیں۔"

"اگر تمہارے آدمی آج دن بھر میں صرف یہ چار نام حاصل کرسکے ہیں تو ان کی کارکردگی بہت تشویش ناک ہے۔ تم ان میں سے کسی کو اٹھوانا چاہو تو یہ کام ہفتوں بھی نہیں ہوسکے گا۔"

"یوں سمجھ لو کہ پہلے مرحلے میں صرف یہ نام ملے ہیں۔ دوسری معلومات حاصل ہوتے ہی میں تمہیں مطلع کردوں گا۔ اس دوران میں تم اپنے طور پر کچھ کرنا چاہو تو ان ناموں کے سہارے کام کا آغاز کرسکتے ہو۔"

"میرا طریقۂ کار تم آئزک بیل کے سلسلے میں دیکھ چکے ہو۔ شکار کو بلا کر ایکسپریس وے پر ایک جگہ کھڑا کیا اور تم نے اس پر گولی چلا دی۔ نشانہ لگنا یا خطا ہونا ایک الگ بات تھی۔ تم یہ کیوں نہیں سمجھ رہے کہ ان کے خلاف کسی بھی کارروائی کا سارا فائدہ تم کو پہنچے گا۔"

"شاید میں نے تم سے رابطہ کرنے میں عجلت کی ہے۔" وہ خفت آمیز لہجے میں بولا۔

"تم ڈینی سے ایسا سلوک کررہے ہو جیسے یہ معاوضہ لے کر لوگوں کو مارنے والا پیشہ ور ہو۔" ویرا نے کہا "تم نے اسے نام دے دیے۔ اب انہیں ڈھونڈ کر مارنا ڈینی کا کام ہے۔ کام پورا ہوجائے گا تو تم اسے طے شدہ معاوضے کی رقم ادا کردو گے۔"

"اگلی بار میں اس بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات لے کر آؤں گا۔ تم نے آئزک بیل کو گھیر کر مجھے اپنی صلاحیتوں سے اتنا زیادہ متاثر کیا ہے کہ میرا خیال تھا کہ باقی کام تم خود کرلو گے۔"

میں نے بلیک ڈیڈ کو مزید شرمندہ کرنے کا ارادہ ترک کردیا۔ آئزک بیل کے سلسلے میں قسمت نے ہمارا ساتھ نہ دیا ہوتا تو اس کے بارے میں بھی ہم کچھ معلوم نہیں کرسکے تھے۔ وہ نیویارک ہی میں رہتا تھا لیکن ہمیں اس کے گھر کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا۔

اس کے دفتر کی نشان دہی بدری ناتھ نے اپنی یادداشت کے سہارے کی تھی۔ بعد میں بیشتر کام جینی نے سرانجام دیا تھا۔ ڈیوڈ اسٹارز کے دفتر کا نمبر ہمیں ٹیلی فون ڈائریکٹری سے ضرور ملا تھا ورنہ آئزک بیل نے خود بتایا تھا کہ اس کے پاس خفیہ نان ڈائریکٹری نمبر تھے۔

شاید احتیاط اور رازداری ان لوگوں کے معمولات میں شامل تھی۔ وہ اپنی نجی زندگی میں بھی ان امور پر کوئی سمجھوتا کرنے کے عادی نہیں تھے۔ معزز اور باحیثیت ہونے کے باوجود ان کے طور طریقے کسی مافیا یا سنڈیکیٹ کے سربراہوں جیسے تھے۔

"تمہیں خود اندازہ ہوجائے گا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔" میں نے بلیک ڈیڈ کی اشک شوئی کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "یہ کام ہم لوگوں کو مل جل کر ہی انجام دینا ہوگا۔ اس میں جتنی زیادہ تاخیر ہوگی' اس میں تمہاری پوزیشن کو اسی قدر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔"

"میں تم سے متفق ہوں۔ یہ بتاؤ کہ مائیک نے تمہیں اپنی فضول گوئی سے پریشان تو نہیں کیا؟"

"اول تو اسے اپنی چرب زبانی کے جوہر دکھانے کا موقع ہی نہیں مل سکا۔ پچھلی رات اس کو بہت کم وقت ملا تھا' دوم یہ کہ وہ خود بھی بیکسٹر کی خودکشی کی وجہ سے ذہنی پراگندگی کا شکار ہے۔ تیسری اور ایمان داری کی بات یہ ہے کہ وہ واقعی محتاط نظر آرہا ہے۔ اس نے ہمیں بیکسٹر کی تدفین کے بارے میں ایک لفظ بھی بتانے کی کوشش نہیں کی۔" میں نے بتایا۔

"وہ تمہیں تنگ نہیں کرے گا۔ میں نے اسے ہربات اس کی زبان میں سمجھا دی ہے۔"

"ہارلم کے فساد کا الزام اب براہِ راست تمہارے دشمن پر عائد کیا جارہا ہے۔" ویرا نے اسے یاد دلایا "اس کا کچھ نہ کچھ ثمر تو تم کو بھی مل رہا ہوگا۔"

"فرق پڑا ہے۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھنا شروع کردیا ہے کہ اس سے میرا کیا تنازع تھا۔ میں ابھی تک یہ سمجھنے میں کامیاب نہیں ہوسکا کہ اس نے اچانک میرے خلاف ہتھیار کیوں اٹھائے تھے۔ کوئی شکایت تھی تو وہ مجھ سے بات کرسکتا تھا۔"

"وہ ہمارے جال میں پھنس کر بری طرح پریشان ہوگیا تھا۔ شاید اس نے فرض کرلیا تھا کہ نیویارک میں صرف تم ہی ویرا کی مدد کرسکتے ہو۔" میں نے کہا "وہ اب بھی جس تسلسل اور تواتر سے ہمارے نام لے رہا ہے اس سے یہی ایک صورت سمجھ میں آتی ہے۔"

"حیرت اس بات پر ہے کہ ورجینیا اور واشنگٹن میں بیٹھے ہوئے سی آئی اے اور ایف بی آئی کے افسران مسلسل اس کے سچ کو جھوٹ قرار دے رہے ہیں۔ کل کسی عورت نے ٹائمز کے ایڈیٹر کو دھمکی دی تھی کہ عباس کرمانی کی تلاش ختم نہ کی گئی تو نیویارک کی کوئی بڑی عمارت بموں سے اُڑا دی جائے گی۔ اس پر لوگوں میں خاصی ہلچل مچی ہے۔ ظاہری سرگرمیاں بڑی حد تک ماند پڑ گئی ہیں مگر پس پردہ تلاش اسی طرح جاری ہے۔"

"میں نے بھی پڑھا ہے کہ وہ عورت اپنی آواز اور لہجے سے ایرانی معلوم ہورہی تھی" ویرا نے پوری فکرمندی سے کہا "عباس

Downloaded from https://paksociety.com

کرپانی کے مقابلے میں ایک مشتبہ ایرانی جوڑے کو آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے۔ اس کی گرفتاری تک یہ معاملہ یوں ہی الجھا رہے گا۔ ڈینی کو دکھ ہو رہا ہے کہ سی آئی اے والوں نے اس کے کارنامے کا سہرا کسی اور کے سر باندھنے کی کوشش کی ہے۔"

"ساری گڑبڑ کی وجہ یہ ہے کہ تم امریکا میں روپوش رہنے پر مجبور ہو۔"

تھوڑی دیر تک بیٹھنے کے بعد بلیک ڈیڈ واپس چلا گیا۔ حالات کے رخ سے وہ زیادہ خوش نظر نہیں آرہا تھا کیونکہ اس کا نیویارک پر حکمرانی کا خواب جلد ہی پورا ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔

اسے الوداع کہنے کے بعد ویرا نے کچن میں جھانکا تو وہاں تازہ پھلوں کی ایک بڑی ٹوکری اور بلیک کیبل اسکاچ کا پورا کارٹن موجود تھا۔ شاید وہ چیزیں بلیک ڈیڈ خود اپنے ساتھ لایا تھا۔

"کیا ان چار ناموں پر تم کوئی روشنی ڈال سکتی ہو؟" کمرے میں لوٹنے کے بعد میں نے ویرا سے پوچھا۔

ویرا نے کاغذ پر نظر ڈال کر مایوسی سے سر کو جنبش دی اور کہا۔ "مشکل یہ ہے کہ ہٹلر سے جوتے کھانے کے بعد یہ لوگ مجرمانہ سی گمنامی اور تنہائی کی زندگی گزارنے کے عادی چلے آرہے ہیں۔ صرف اپنے ہم مذہب لوگوں میں گھلتے ملتے ہیں۔ دوسروں سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ بلیک ڈیڈ نے یہ نام حاصل کرکے بھی تیر مارا ہے۔"

"میں نے اس کے سامنے زبان نہیں کھولی ورنہ اتنی قلیل سی مدت میں ڈیوڈ اسٹارز کے چار بڑے نام یک جا کرلینا آسان کام نہیں تھا۔"

"حیرت ہے کہ باحیثیت ہونے کے باوجود یہ لوگ اتنے گمنام ہیں" میں نے تعجب سے کہا۔

"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ ان کے کاروبار ان کے پیشہ ور ملازمین چلاتے ہیں اس لیے ان کا ہر وقت کہیں بھی موجود رہنا ضروری نہیں ہوتا۔ آئزک بیل رنگس جیسی بڑی کمپنی کا سربراہ تھا لیکن کمپنی کے بیشتر ملازمین نے اسے دیکھا تک نہ ہوگا۔"

سوچتے سوچتے اچانک مجھے بدری ناتھ کا خیال آیا۔ وہ سی آئی اے میں فعال حیثیت میں آچکا تھا۔ اپنے ذرائع سے اس بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکتا تھا۔

میں نے فوراً ہی اس کا نمبر ملالیا۔ غنیمت یہ تھا کہ اس وقت بدری کو بات کرنے کی فرصت تھی۔ میں اس کی مزاج پرسی کے بعد فوراً ہی اصل مقصد پر آگیا۔

اس نے میرے دیے ہوئے نام صحیح تلفظ کے ساتھ اپنے پاس نوٹ کرنے کے بعد پوچھا "کیا یہ چاروں امریکی ہی ہیں؟"

"امریکی ہی ہیں" میں نے لمحہ بھر سوچ کر جواب دیا۔ امریکی نہ ہوتے تو ان چاروں کا ہر ہفتے ڈیوڈ اسٹارز کے دفتر میں یک جا ہونا آسان نہ ہوتا۔

"ان کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو؟" بدری ناتھ کے لہجے میں حالات کی تبدیلی کی وجہ سے عجیب سا ٹھہراؤ اور وقار پیدا ہوگیا تھا جو کانوں کو بھلا معلوم ہو رہا تھا۔

"پتے اور فون نمبر کے ساتھ جو کچھ بھی معلوم ہوسکے، کارآمد رہے گا" میں نے کہا۔

"سات بجے فون کرلینا۔ میں ابھی کسی کو اس کام پر لگا دیتا ہوں۔"

"بدری سے پہلے تم ڈیوڈ اسٹارز کے دفتر بھی فون کرسکتے تھے" فون بند ہونے کے بعد ویرا نے کہا "اس کا نمبر تمہارے پاس لکھا ہوا ہے۔"

"مجھے اس کا خیال نہیں آیا لیکن یہ کوشش سودمند نہیں رہے گی۔ بلیک ڈیڈ نے سب سے پہلے وہیں ہاتھ مارنا چاہا ہوگا" میں نے یہ کہہ کر اپنی نوٹ بک نکال لی۔

ڈیوڈ اسٹارز کے نمبر پر دوسری گھنٹی کے ساتھ ہی جواب دینے والی خودکار مشین چل پڑی۔ اس پر نسوانی آواز میں پیغام موجود تھا کہ ناگزیر وجوہ کی بنا پر وہ دفتر غیر معینہ مدت کے لیے بند کردیا گیا تھا، مشین باہر کے پیغامات ریکارڈ کرنے سے قاصر تھی۔

اسپیکر فون پر وہ جواب سن کر ویرا بولی "حرکت میں ہمیشہ برکت ہی ہوتی ہے۔ یہ نئی بات معلوم ہوئی کہ آئزک بیل کے گرفتار ہوتے ہی ڈیوڈ اسٹارز اپنا دفتر بند کرکے بھاگ گئے۔"

ڈیوڈ اسٹارز انتہائی چالاک اور مکار یہودی دہشت گردوں کی عالمی تنظیم تھی۔ انہوں نے شاید آئزک بیل پر نازل ہونے والے مصائب کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگالیا تھا کہ کسی وقت وہ بھی زیرعتاب آسکتے ہیں۔ خطرہ بھانپ کر انہوں نے فوراً ہی اپنا ٹھکانا بند کردیا تھا۔

مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں فضا میں اونچی جست لگاتے لگاتے اچانک درمیان میں معلق ہوکر رہ گیا ہوں، پیروں کے نیچے زمین برقرار رہی ہو نہ بلندی دسترس میں ہو۔

"شطرنج کا کھیل شاید فرصت اور صبر آزما انتظار کے ایسے ہی لمحات کے لیے ایجاد کیا گیا ہے" ویرا نے سکوت توڑنے کے لیے دوبارہ لب کشائی کی۔

"اعصابی تناؤ کے عالم میں شطرنج بھی پورے دھیان سے نہیں کھیلی جاسکتی۔"

"وقت گزارنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا ورنہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر اکتا جائیں گے۔ آپس میں کوئی فساد بھی شروع ہوسکتا ہے" ویرا نے رائے ظاہر کی۔

"تم اکتا جاؤ تو اور بات ہے۔ میں تمہیں دیکھ دیکھ کر نہیں اکتا سکتا۔ جب سے بیکسٹر نے خود کشی کرکے تمہاری خوب صورتی کا اعلان کیا ہے، مجھے محسوس ہونے لگا ہے کہ تم واقعی دلکش خاتون ہو

Downloaded from https://paksociety.com

جس کو اپنانے والا ہر وقت محلے والوں سے سر پھٹول میں مبتلا رہے گا۔"

ویرا کا کھلا ہوا چہرہ میرے آخری فقرے پر بگڑ گیا "میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ اب میرے سامنے بیکسٹر کا نام نہ لینا۔ کیا تم اسے بھول نہیں سکتے؟"

"وقتی طور پر مجھے بھی اس کی موت پر صدمہ ہوا تھا مگر وقت دھیرے دھیرے ہر صدمے کا نشان مٹا دیتا ہے۔ بچوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ خود ہی دیکھ لو کہ اس وقت بیکسٹر کے ذکر پر تمہاری آنکھوں میں نمی کا ذرا سا بھی نشان نہیں آیا۔"

"یہ میرے دل گیر ہونے کی بات نہیں ہے۔ میرے لیے یہی احساس کافی ہے کہ میری وجہ سے کسی نے خود کو زندگی کی ساری نعمتوں سے محروم کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔"

"اس میں تمہاری رضامندی کا دور تک دخل نہیں تھا" میں نے کہا۔

"نہ ہو۔ پھر بھی ندامت کا احساس ہوتا ہے۔ میں سنجیدگی سے تم سے التجا کر رہی ہوں کہ اس واقعے کا مذاق میں بھی ذکر نہ کیا کرو۔ اس سے آخری ملاقات میری نظروں میں گھوم جاتی ہے۔ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ میں نے اس کی آنکھوں میں ناچتی ہوئی معصومانہ چمک کو شیطانی جذبوں کا عکاس سمجھ کر اسے بری طرح لتاڑ دیا تھا۔ شاید وہ خودکشی سے پہلے اس کرب میں مبتلا ہو کر روتا رہا تھا کہ ہم دونوں نے اسے اور اس کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی زندگی کی ایک حسرت پوری ہوئی تو اسے بے عزتی کے صدمے سے بھی دوچار ہونا پڑا۔"

"وہ نازک انسانی جذبوں کا ایک پیچیدہ کیس تھا" میں نے ویرا سے اتفاق کرتے ہوئے کہا "اپنے کمرے میں بند ہو کر وہ کسی معصوم بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اس وقت بھی میں اسے نہیں سمجھ سکا۔ اسے منہ لگانے کے بجائے اس کے حال پر چھوڑ آیا۔"

"سب کچھ بھی رہا ہو' وہ ایک المناک سانحہ تھا جس کے ذکر پر دل اداس ہونے لگتا ہے۔"

"مجھے بھی اس کے ذکر سے خوشی نہیں ہوتی۔ تم نے دیکھا کہ بلیک ڈیڈ اس کے نام پر دس ہزار ڈالر خیرات کرا کے کتنی جلدی اسے بھول گیا۔"

"ان لوگوں کی بات نہ کرو۔ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اندر سے یہ سب درندے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھی جب تک غول میں رہ کر لڑنے بھڑنے کے قابل ہوں' انہیں ساتھ لے کر آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ کوئی زخم کھا کر گر جائے تو اسے روند کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔"

بدقسمتی سے ہم حالات کے ایسے چنگل میں آپھنسے ہیں کہ دن رات ہمارا واسطہ ان ہی درندوں سے رہتا ہے" میں نے متاسفانہ لہجے میں کہا "دیکھو' ان چکروں سے کب گلوخلاصی ہوتی ہے۔"

"سات بج رہے ہیں۔ دیکھ لو' شاید بدری نے کچھ معلوم کر لیا ہو۔"

خوش قسمتی سے بدری اس وقت بھی ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ میں نے لائن ملتے ہی اس سے پوچھا "عزت اور احترام میں اتنے اضافے کے بعد بھی تمہیں ہلٹن یا شیرٹن کے بجائے نیویارک کے ایک غیر معروف ہوٹل میں کیوں ٹھہرایا گیا ہے؟"

"مین ہٹن میں قدم قدم پر فور اور فائیو اسٹار ہوٹلوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ وہاں بیٹھ کر تفریح اور عیاشی تو کی جاسکتی ہے' کام مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وقت گارہام کے پانچ کمرے ہمارے تصرف میں ہیں اور درمیانے درجے کا یہ ہوٹل ایک عارضی سی آئی اے یونٹ بنا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے کسی میزبان نے گارہام کے خلاف تمہارے کان بھرے ہیں۔"

آخری فقرہ ادا کرتے ہوئے وہ معنی خیز انداز میں ہنسا تھا۔ میں نے اس کی تائید کرتے ہوئے یوں ہی کہہ ڈالا "ہاں' یہاں گارہام کی شہرت کچھ اچھی نہیں ہے۔"

"گارہام کیا' یہاں کے کسی بھی ہوٹل کی شہرت زیادہ اچھی نہیں ہے۔ سیاحوں میں وہی ہوٹل زیادہ مقبول ہوتے ہیں جہاں زندگی کے گزرتے ہوئے لمحوں کو رنگین بنانے کے لیے آزادیاں اور آسانیاں ہوں۔ ویسے تم فکر مت کرو۔ گارہام ایک معقول ہوٹل ہے۔"

"شاید میں بہک گیا۔ سات بج چکے ہیں۔ میرے کام کا کیا رہا؟" ویرا کے اشارے پر میں چونک کر فوراً ہی مطلب کی بات پر آگیا۔

"وہ چاروں نیویارک کے معززین کی فہرست میں ہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ان چاروں کے پتے ڈیوڈ اسٹارز کے دفتر کی معرفت ہیں۔ سرکاری تقریبات کے دعوت نامے وغیرہ بھی اسی پتے پر ارسال کیے جاتے ہیں۔ ان کے رہائشی پتے ابھی تک نہیں مل سکے۔"

"کیا یہ بات تمہیں حیران کن معلوم نہیں ہوتی؟" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے ذریعے آنے والی ہر بات میرے لیے شدید ترین حیرانی کا سبب بنتی ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تم نے مجھے چار نام دیے اور وہ چاروں ڈیوڈ اسٹارز سے متعلق ہیں۔ شاید اسحاق گھنٹی کے بعد اب تم ان پر مہربان ہونے کا ارادہ کر رہے ہو۔"

"یہ چاروں خود بھی سرگرم ڈیوڈ اسٹارز ہیں۔ اسحاق گھنٹی کا جانشین ان ہی میں سے کسی کو چنا جائے گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ سر سے پیر تک سازشوں میں غرق ہیں۔"

"میری کوششیں جاری ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کل تک کوئی کام کی بات سامنے آجائے۔"

"اپنے شکار کی تلاش کی دھن میں اس کام کو بھول نہ جانا۔

Downloaded from https://paksociety.com

اس وقت لوہا گرم ہے' چوٹ پڑے گی تو ایک ہی وار میں کچھ کام بن جائے گا۔"

"وہ تلاش چلتی رہے گی" وہ ہنستے ہوئے بولا "پورے نیویارک سے اب تک مشتبہ ایرانیوں کی ایک بڑی تعداد سے کڑی باز پرس کی گئی ہے۔ ان میں متعدد جوڑے بھی شامل ہیں۔ نتیجہ صفر ہے۔ بیشتر بے گناہ ایرانیوں کو پوچھ گچھ کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ دو جوڑے اب بھی زیرِ تفتیش ہیں۔"

"اب تم اس مہم کے سربراہ بنا دیے گئے ہو تو یہ خیال رکھنا کہ کسی ایرانی کے ساتھ زیادتی نہ ہونے پائے۔ تمہاری سرخ روئی ایک ایرانی کی ہی محنت کا نتیجہ ہے۔"

"میں یہ بات کبھی نہیں بھولوں گا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اپنے ان پڑوسیوں کے لیے تم برادرانہ جذبات رکھتے ہو۔ خوش حالی کے شاہی دور میں ایران نے آڑے وقتوں میں تمہارا بہت ساتھ دیا ہے۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تمہارا وہ کہانی دوست اب بھی نیویارک میں ہے یا کہیں اور نکل چکا ہے۔"

"آخری اہم ترین اطلاع دینے کے بعد سے وہ لاپتا ہے۔ اس سے میرا رابطہ ٹوٹ گیا ہے۔ وہ اپنے پرانے ٹھکانے سے کہیں اور منتقل ہو چکا ہے' میں نے بھی ہوٹل چھوڑ دیا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے نئے ٹھکانے سے بے خبر ہیں۔ چاہیں تو بھی رابطہ نہیں کر سکتے۔"

"تمہارے بیشتر اندازے درست نکلتے ہیں۔ اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟"

"وہ بہت ذہین اور موقع شناس ہے۔ اسحاق گھنٹی کے خلاف آپریشن شروع ہونے سے پہلے ہی خاموشی سے کسی دوسرے بڑے شہر کی طرف کوچ کر گیا ہوگا۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس نظریے کی آڑ لے کر اس کی تلاش کی مہم شکاگو یا لاس اینجلیز کی طرف منتقل کرا دوں۔ یہاں کی سرگرمیوں سے مجھے کچھ خوف آ رہا ہے۔"

"کیسا خوف؟ بھول کر بھی یہ غلطی نہ کرنا۔ اس بہانے تم نیویارک میں آ کر بیٹھ گئے ہو تو ہمارا قریبی رابطہ استوار ہو گیا ہے۔ تلاش کا مرکز تبدیل کیا تو تمہیں بھی وہیں جانا ہوگا اور ہمارا رابطہ ٹوٹ جائے گا۔ شاید تمہیں یہ علم نہیں کہ انٹرسٹی اور انٹرنیشنل کالز کی صورت میں سی ایس ڈی کی افادیت بڑی حد تک کم ہو جاتی ہے۔"

"نہیں" اس کی پُروثوق آواز ابھری "اس پر مقامی سے انٹرنیشنل تک' ہر کال سو فیصد محفوظ ہوتی ہے۔ میں رجمنٹر سے بلاوجہ ہی ساری باتیں نہیں کرتا تھا۔ یہ ڈیوائس ہر طرح سے محفوظ اور آزمودہ ہے۔ تم اسے بے خوفی سے ہر کال پر استعمال کر سکتے ہو۔"

"گفتگو یقیناً محفوظ رہتی ہوگی مگر تم بلنگ سے وابستہ لوازم کو شاید بھول رہے ہو۔"

"بلنگ!" اسپیکر فون پر اس کی پُرخیال بڑبڑاہٹ ابھری۔ چند ثانیوں کے بعد وہ چونک کر پُرجوش لہجے میں بولا "اوہ! تو تم نے ہوٹل اس لیے چھوڑا تھا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وہ ڈیوائس گفتگو کو دخل اندازی سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ بلنگ کے مقاصد کے لیے نمبروں اور دورانیے کی خودکار ریکارڈنگ اس کے دائرۂ عمل سے یقیناً خارج ہوتی ہوگی ورنہ اس پر شہرتیں باہر بات کرنی ممکن نہ رہتی۔"

"اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ جب تک ممکن ہو' نیویارک میں جمے رہو۔ کسی خوف اور اندیشے کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ اپنے آدمیوں کو یہاں الجھا کر عباس کو کہیں اور عیش کرنے دو۔"

"میرا یہ خوف تمہارے لیے ہے" جھجکتی ہوئی آواز آئی۔ "اچھی شہرت رکھنے والے سارے اہل کار زیادہ دیر تک یہاں مرکوز رہے تو ان کا ہاتھ تم تک بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"میں اپنی حفاظت خود کر سکتا ہوں۔ تم کو اس اندیشے میں ہلکان ہونے کی ضرورت نہیں۔ داؤدی ستاروں کی تباہی کے لیے تمہارا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔"

"تم اتنے ہی پُراعتماد ہو تو میرے لیے بھی نیویارک بہتر جگہ ہے۔ یہاں میں اوپر والوں کے چوبیس گھنٹوں کے تسلط سے بالکل آزاد ہوں اور یہ شہر بھی زیادہ اجنبی نہیں لگتا۔"

"فون پر ہم نے بہت باتیں کر لیں۔ اب مل بیٹھنے کی کوئی راہ نکالو۔"

"ایک دو روز میں کچھ سوچتا ہوں" اس نے میری بات کاٹ کر جواب دیا پھر چونک کر بولا "ہاں' وہ قصرِ صدارت کا خیال دل سے نکال دو۔ کچھ عرصے تک وہاں کے سیکیورٹی اسٹاف میں رہنے والا ایک افسر میرے ساتھ کام کر رہا ہے۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے بتایا ہے کہ وہاں داخل ہونے والوں کے دستی سامان کو چھیڑے بغیر اسکیننگ کے خودکار آلات اور خفیہ ایکسرے کیمروں کے ذریعے مسلسل نگرانی میں رکھا جاتا ہے۔ وہاں داخل ہونا جتنا آسان ہے' کسی برے ارادے سے وہاں ٹھہرنا اسی قدر دشوار ہے۔ وہاں پکڑے جانے والوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے' اس کے بارے میں کسی اخبار میں کوئی خبر نہیں چھپتی۔"

"یہ ابتدائی اطلاعات ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کل تم ہی کوئی حوصلہ افزا راہ سجھا دو۔ اسے اپنی فہرست میں شامل رکھو اور کام کرتے رہو۔ میں تمہارے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔"

"ڈیوڈ اسٹارز کی ایسی پراسرار رازداریوں سے میں بھی لاعلم تھی" فون بند ہونے کے بعد ویرا نے تحیرزدہ آواز میں کہا "یہ لوگ نیویارک کے قلب میں مافیا کے گاڈ فادر کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔"

"جہاں عزائم نیک نیتی پر مبنی نہ ہوں وہاں رازداری ناگزیر

Downloaded from https://paksociety.com

ہو جاتی ہے۔ یہاں صیہونی نسل پرستوں کا غلبہ ضرور ہو سکتا ہے مگر ان کے غیر منظم مخالفین بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ وہ اپنی سرگرمیوں کو رازداری سے خفیہ نہ رکھیں تو کوئی بھی سرپھرا ان کو بارود سے اڑا سکتا ہے۔"

"بارود سے نہ سہی، وہ کسی نہ کسی طرح ضرور اڑائے جائیں گے" ویرا تلخی سے بولی۔

ہمیں گفتگو کی وہ ساری آزادی دو وجوہ سے میسر تھی۔ ہم بیشتر باتیں اردو میں کرتے تھے جو مائیک کے لیے قابل فہم نہیں تھی۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ مائیک کو غیر ضروری طور پر منڈلاتا رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ گھر کے ضروری کاموں کو نمٹا کر اسے اپنے سرونٹ کوارٹر میں آرام کرنا چاہیے جہاں اس کو بلانے کے لیے گھنٹی موجود تھی۔ گھنٹی کے بٹن دونوں خواب گاہوں کے ساتھ کچن میں بھی موجود تھے۔

نیویارک کے چاروں ڈیوڈ اسٹارز کے بارے میں پائے جانے والے مکمل بلیک آؤٹ نے میری طبیعت بالکل ہی بے مزہ کر دی تھی۔ طبیعت کی بحالی کے لیے میں نے میجر جنجوعہ کے گھر کا نمبر ملا لیا۔

اسے توقع نہیں تھی کہ میں اتنی جلد دوبارہ اس سے رابطہ کروں گا۔ وہ میری بے تکلفانہ آواز سنتے ہی مجھے پہچان گیا۔ اسے میں بتا چکا تھا کہ میری سفری دستاویزات اسلم خان کے نام سے تھیں۔ اس نے آواز پہچاننے کے بعد مجھے اسی نام سے مخاطب کیا تھا۔

"میرے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ تمہاری مصروفیات کے کھاتے میں کہیں میرا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ میں نے آج کی ڈاک سے تمہارا لفافہ پاکستان روانہ کر دیا ہے۔ کل تک وہ منزل پر پہنچ جائے گا۔"

"میں تمہارے اس تعاون کو یاد رکھوں گا۔ میرے لیے وہ خط بہت زیادہ اہم تھا۔"

"تم سے ملاقات کے بعد اب مجھے ٹیلی وژن اور اخبارات کی خبروں میں زیادہ لطف آنے لگا ہے۔ آدمی سچ جاننے کے بعد جب ہر طرف سے جھوٹ کا طوفان سنتا ہے تو قہقہے لگانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب تک تم یہاں موجود ہو، ایسے لطیفے رونما ہوتے رہیں گے" اس کی گفتگو بہت محتاط تھی۔ اس نے بھول کر بھی کہیں کوئی قابل گرفت لفظ یا نام استعمال نہیں کیا تھا۔

"ڈیوڈ اسٹارز کے....." میں نے اسے اپنی سرگرمیوں کی نئی جہت سے آگاہ کرنا چاہا مگر اس نے بوکھلا کر میری بات درمیان ہی سے کاٹ دی۔

"خدا کے لیے فون پر محتاط رہو۔ ہو سکتا ہے کہ میرے فون پر آبزرویشن موجود ہو۔ تم میری مجبوری سمجھ رہے ہو نا۔ ہم لوگ ویسے بھی یہاں دوستانہ نظروں سے نہیں دیکھے جاتے۔"

اس کی بات مکمل ہونے پر میں نے ہنستے ہوئے کہا "میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ ان نزاکتوں کو بالائے طاق رکھ کر تمہیں مشکلات میں ڈال دوں۔ میری لائن پر ایک ایسا آلہ موجود ہے جو مداخلت کی صورت میں فوراً فون بند کر دیتا ہے۔ تمہارے فون پر کوئی آبزرویشن نہیں ہے۔"

میجر جنجوعہ کے لیے وہ ایک دلچسپ اور کارآمد اطلاع تھی۔ سی ایس ڈی کے بارے میں اس نے پے در پے کئی سوالات کر ڈالے۔ مکمل معلومات حاصل کر لینے تک مجھے اپنے موضوع کی طرف لوٹنے کا کوئی موقع نہیں دیا۔ جب وہ اس آلے کی کارکردگی سے پوری طرح واقف ہو گیا تو اس نے خوش دلی سے کہا "ہاں! اب ہم ڈیوڈ اسٹارز کے بارے میں بھی بات کر سکتے ہیں۔"

"یہ بتاؤ کہ اس نام پر تم خائف کیوں ہو گئے تھے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"صیہونی لابی پاکستان کی کٹر دشمن ہے۔ اسے ڈیوڈ اسٹارز ہی سے سرائے کے ساتھ گائیڈ لائن ملتی ہے۔ ہم ان کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کی کوششیں ضرور کرتے ہیں مگر ان کے بارے میں آزادانہ گفتگو سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہمارا کوئی بھی لفظ ناپسندیدہ سفارتی سرگرمیوں کے زمرے میں شمار کر کے ہمارے لیے مشکلات کھڑی کی جا سکتی ہیں۔"

"تمہیں علم ہے کہ اس تنظیم کو کون کون چلا رہا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"اب شاید صرف چار رہ گئے ہیں" اس کے جواب سے میرے دل میں امید کی ایک نئی کرن نمودار ہو گئی۔ وہ قونصل خانے کے تجارتی شعبے کا سربراہ ہونے کے باوجود ان معاملات سے بالکل بے خبر نہیں تھا۔

فلم اور صحافت کی ان کہی کہانیاں

علی سفیان آفاقی کی یادداشتیں

فلمی الف لیلہ

برصغیر پاک و ہند میں موسیقی کے نامور فن کاروں کا تعارف اور حالات۔ استاد بڑے غلام علی خاں، ملکۂ موسیقی روشن آرا بیگم، نصرت فتح علی خاں وغیرہ کی باتیں اور ہدایت کار حسن طارق کی پہلی شادی کا قصہ

ماہنامہ سرگزشت کا تازہ شمارہ آج ہی خریدیں

Downloaded from https://paksociety.com

"تم ان کے فون نمبر یا ٹھکانوں کی نشان دہی کر سکتے ہو؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پوچھا۔

"یہ میرا شعبہ نہیں ہے۔ میں متعلقہ لوگوں سے بات کر کے بتا سکتا ہوں..... میرے پاس شاید کسی ایک کے گھر کا نمبر پڑا ہوا ہے جو میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔"

ایک پاکستانی سفارت کار کے پاس کسی اہم ترین ڈپلومیٹ اسٹار کے گھر کا پتا موجود ہونے کی خبر سن کر میرے بدن میں تشنی کی لہریں سرایت کر گئیں۔ لمحہ بھر میں ذہن میں متعدد خیالات آندھی کی طرح آکر گزر گئے۔ میرے لیے وہ چاروں ڈپلومیٹ اسٹارز یک بہ یک اپنی اہمیت کھو بیٹھے تھے۔ اہم ترین سوال یہ بن گیا تھا کہ میجر جنجوعہ کے پاس وہ نمبر کیوں اور کیسے آیا تھا؟

میں نے خود کو پُرسکون رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے سوال کیا "یہ نمبر تمہیں کیسے مل گیا؟"

"ایک کاک ٹیل پارٹی میں بنجمن فورٹ میرے قریب موجود تھا۔" اس نے میرے سوال کی اہمیت کو سمجھے بغیر روا روی میں کہنا شروع کیا "وہ بی بی سی کی ایک نامہ نگار کو وہ نمبر بتا رہا تھا تاکہ وہ اس سے براہِ راست بات کر کے انٹرویو کا وقت طے کر سکے۔ میں نے وہ نمبر سن کر اپنی پاکٹ ڈائری پر لکھ لیا۔ بعد میں وہ نمبر متعلقہ افسر کو دے دیا مگر میری نوٹ بک پر وہ ابھی تک محفوظ ہوگا۔"

سوال کا اطمینان بخش جواب ملتے ہی میری اعصابی کشیدگی دور ہوگئی' سارے اندیشے برسات کی گرد کی طرح بیٹھ گئے' میں نے کہا۔ "میں ہولڈ کر رہا ہوں' نمبر تلاش کر کے بتاؤ۔"

"میں ڈائری لاتا ہوں" اس کے بعد ایک منٹ سے بھی کم وقفے کے لیے لائن پر سکوت چھایا رہا پھر میجر جنجوعہ دوبارہ لائن پر آگیا۔

"یہ نمبر مل جانے کے بعد مجھے اس پر کام کرنا ہے۔ تم بقیہ تین کے بارے میں معلومات ضرور حاصل کرنا۔ میں کل شام تم سے بات کروں گا۔"

"یہاں کے بجائے مجھے دفتر ہی فون کرنا تاکہ مجھے پتا چل سکے کہ میرا فون کسی بگ کی زد میں نہیں ہے" اس نے فوراً ہی فرمائش کر دی "ہو سکے تو تم ہمارے دفتر کے سارے نمبر چیک کر ڈالو۔ اس خوف کی وجہ سے ہم فون پر کسی سے کھل کر بات نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے' کل تین بجے سے پہلے بات ہوگی" میں نے فون بند کر دیا۔

بنجمن فورٹ کا نام بلیک ڈیڈ کی دی ہوئی فہرست میں دوسرے نمبر پر موجود تھا۔

"حرکت میں برکت والی تمہاری تھیوری اس بار بھی درست نکلی۔ کاک ٹیل پارٹی میں بہکے ہوئے بنجمن کی ایک غلطی اس کا سراغ بن کر ہمارے ہاتھ لگ چکی ہے۔ اب اس سے بھی دو دو ہاتھ ہو جائیں گے۔"

وہ گھر کا فون نمبر تھا۔ دوسری گھنٹی پر ایک خاتون نے فون اٹھایا اور غیر امریکی لہجے میں ہیلو کہا اور میرا نام جاننا چاہا۔ میں نے اپنا نام بتائے بغیر بنجمن فورٹ سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

"سوری سر! میں نے آپ کا نام جاننا چاہا تھا" نہایت اخلاق اور شائستگی سے کہا گیا۔

لمحہ بھر کے لیے میں نے سوچا اور پھر کہہ ڈالا "گیپ۔ بنجمن کو بتا دینا کہ یہ ضروری کال ہے۔"

"سر! آپ نے گیپ ہی کہا نا؟" نسوانی آواز اس عجیب نام پر قدرے تحیر زدہ تھی۔

"یس..... جی اے پی' گیپ" میں نے زور دے کر سخت لہجے میں کہا۔

لمحہ بھر کے لیے سکوت رہا پھر اچانک ہی سی ایس ڈی کا بزر بول اٹھا۔ لائن بند ہوگئی۔

میں نے اسپیکر فون کو بند کر کے دوبارہ آن کیا۔ ری ڈائل بٹن دبایا۔ اس بار پہلی گھنٹی پر وہی خاتون لائن پر آگئی۔

"سنو خاتون' کسی ایکس ٹینشن کو اٹھاتے ہی لائن دوبارہ کٹ جائے گی۔ وہ بات کرنی چاہتا ہے تو اسے یہیں بلا دو۔ میں ایک بار پھر بتا رہا ہوں کہ یہ ایک اہم کال ہے۔"

"سوری سر! وہ لائبریری میں ہیں۔ میں انہیں وہاں ڈسٹرب نہیں کر سکتی" نسوانی آواز سے بے بسی مترشح تھی "پچھلی بار شاید انہوں نے اوپر سے فون اٹھایا تھا اور لائن کٹ گئی تھی۔"

"کیا تم اس کی ملازمہ ہو؟" میں نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! میں ہاؤس میڈ ہوں۔ وہ نو بجے کھانے کے لیے نیچے آئیں گے تو میں انہیں آپ کا پیغام دے دوں گی" وہ اپنی جانب سے ہر ممکن تعاون کرنا چاہ رہی تھی۔

"میں تیسری مرتبہ فون ملاتا ہوں۔ تم گھنٹی بجنے دینا تاکہ وہ خود اٹھائے اور میری بات ہو سکے" میں نے درشت لہجے میں کہا "میں نو بجے تک انتظار نہیں کر سکتا۔"

"مسلسل گھنٹی بجتی رہی تو میرے لیے جواب دہی مشکل ہو جائے گی۔ وہ اسے میری غفلت قرار دیں گے" اس کی آواز روہانسی ہوگئی۔ وہ بے چاری واقعی مشکل میں پڑ گئی تھی۔

میں نے بٹن دبا کر فون بند کر دیا۔

لڑکی اپنی جگہ مجبور تھی لیکن یہ پتا چل چکا تھا کہ وہ رات کے نو بجے نچلی منزل پر فون کے آس پاس موجود ہوگا اور اسے یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ کوئی اس سے گیپ کے حوالے سے بات کرنی چاہ رہا ہے۔

انسانیت کے دشمنوں کی اس داستانِ عبرت کے باقی واقعات آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجیے

Downloaded from https://paksociety.com

تھا۔ اس فون پر بات کرنے والے گورے نے اسے اس خالی مکان کا رخ کرنے کی ہدایت کی تھی اس لیے وہ یہاں موجود تھا۔ سنی نے جب یہ بھانپ لیا کہ ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے تو اس نے اپنی جاں بخشی کے عوض ساکا کا آخری پیغام دہرایا جو وہ مہمل الفاظ 'نیلور ہابیمے' پر مشتمل تھا۔ اول خان نے اسے ہلاک کردیا۔ اب ہمیں جان کا انتظار تھا جسے سنی سے ملاقات کے لئے آنا تھا۔ جان آیا تو ہم نے اسے چھاپ لیا۔ اس دوران میں ہمیں یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ جان نے جس سفارت کار کے گھر پناہ لے رکھی ہے' اس کا گھر اسی مکان سے ملحق ہے۔ جان کو بے بس کرنے کے بعد ہم نے اس سفارت کار کو دھوکے سے مکان میں بلوالیا۔ وہ ایک امن پسند اور شریف آدمی تھا۔ وہ ویرا کو اس کی ضمانتی کے ساتھ اس شرط پر ہمارے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا کہ جان کو چھوڑ دیا جائے۔ اس تبادلے کے بعد ہم گھر پہنچ گئے۔ جان ہمارے بدترین دشمنوں کو نہ سہی' کم از کم ہمارے اور طیبی امداد ملنے سے پہلے ہی دم توڑ گیا جبکہ وہ سفارت کار ہماری وجہ سے وہاں میں آگیا۔ سنی کے کہے ہوئے الفاظ نیلور ہابیمے اب میرے ذہن میں کھٹک رہے تھے۔ اول خان نے بتایا کہ راس الیمڈا امریکیوں کے لیے بہت اہم ہے۔ وہ اسے رہا کروانے کے لیے ہر حربہ استعمال کرسکتے ہیں' اس کا قصہ جلد پاک ہو جانا چاہیے۔ اول خان کے ساتھ ہم چار ہی آنے والے وقت سے بے خبر' اپنے خوفناک عزائم کے ساتھ اسٹیشن فور کی طرف روانہ ہو گئے۔ پاہی تالو کے نشان کے بعد یہ خیال زور پکڑتا چلا گیا کہ راس الیمڈا کے جسم میں کوئی چپ موجود رہا ہوگا جس کی مدد سے اسٹیشن فور کی نشاندہی کی جاسکتی تھی۔ اول خان نے اپنے دوست کمانڈر سعید سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ امریکن نیوی کے مقابلے میں لشکر انداز جہاز سے پہلے ہی دم توڑ گیا جبکہ وہ سفارت کار ہماری وجہ سے وہاں میں آگیا۔ سنی کے کہے ہوئے الفاظ نیلور ہابیمے اب میرے ذہن میں کھٹک رہے تھے۔ اول خان نے بتایا کہ راس الیمڈا امریکیوں کے لیے بہت اہم ہے۔ وہ اسے رہا کروانے کے لیے ہر حربہ استعمال کرسکتے ہیں' اس کا قصہ جلد پاک ہو جانا چاہیے۔ اول خان کے ساتھ ہم چار ہی آنے والے وقت سے بے خبر' اپنے خوفناک عزائم کے ساتھ اسٹیشن فور کی طرف روانہ ہو گئے۔ پاہی تالو کے نشان کے بعد یہ خیال زور پکڑتا چلا گیا کہ راس الیمڈا کے جسم میں کوئی چپ موجود رہا ہوگا جس کی مدد سے اسٹیشن فور کی نشاندہی کی جاسکتی تھی۔ اول خان نے اپنے دوست کمانڈر سعید سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ امریکن نیوی کے مقابلے میں لشکر انداز جہاز سے پرواز کرنے والا ایک ہیلی کاپٹر لاپتا ہے جس میں چھ افراد سوار تھے۔ اندازہ تھا کہ یہ راس الیمڈا کی بازیابی کی مہم پر نکلا تھا۔ ویرا نے راس الیمڈا پر قبضہ کرکے چپ برآمد کرکے تباہ کردیا۔ نیلور ہابیمے کے متعلق راس الیمڈا نے بتایا کہ یہ ایک کوڈنیم ہے جس کے تحت راکے دو ایجنٹ پاکستان آئے ہیں۔ ویرا نے اسے مار کر اپنا انتظام پورا کرلیا۔ اول خان نے ہیلی کاپٹر سے نتھنے کے تمام انتظامات کرلیے تھے جس کی وجہ سے ہمارا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور مخالف اپنے ہیلی کاپٹر سمیت جہنم واصل ہو گئے۔ بعد کے حالات کمانڈر سعید نے اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ اب ہمارے سامنے راکے ایجنٹوں کی تلاش تھی۔ ساکا کی محبوبہ سے پتا چلا کہ وہ رابعین اور وکرم نامی دو افراد کو ساکا نے ایک مقامی ہوٹل میں ٹھہرایا تھا۔ اب ہوٹل کے ذمے داروں سے معلومات کرنا تھیں۔ اول خان کی بھاگ دوڑ کافی مفید ثابت ہوئی تھی مگر ہمیں صبح کا انتظار تھا۔ اگلے دن راس الیمڈا کے جانشین آنرک بیل نے ایک فون کال کرکے ہمیں اضطراب میں مبتلا کردیا کہ ہیلی کاپٹر کا ایک جلی گھر تباہ کردیا جائے گا۔ ہفتے میں ابھی کچھ دن تھے۔ پہلے راکے ایجنٹوں کی تلاش ضروری تھی کیونکہ انہوں نے یہاں اپنی موجودگی کا ثبوت دو ہم دھاکوں کی شکل میں دے دیا تھا۔ انہیں پاکستان پہنچانے والے غفور بھٹی کی مدد سے ان کے خاکے تیار کرلیے گئے تھے مگر وہ کارگر ثابت ہوئے۔ اس سلسلے میں ہم نے ساکا کی محبوبہ نادیہ سے مدد حاصل کی۔ اس کا بیان کردہ حلیہ' غفور بھٹی کی بتائی ہوئی معلومات سے قطعی مختلف تھا۔ ہم نے غفور بھٹی کو اغوا کیا۔ اس سے ایک اسپیڈ بوٹ میں ہانڈ پرس کی گئی کہ اس نے غلط بیانی سے کیوں کام لیا تھا مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ میرا اول خان سے اپریس پر رابطہ ہوا تو اس نے بتایا کہ نادیہ کی مدد سے تیار کئے گئے خاکوں کو ہوٹل کے عملے نے پہچان لیا ہے مگر یہ دونوں ایجنٹ ہوٹل چھوڑ چکے ہیں۔ غفور بھٹی کے سلسلے میں اس نے کہا کہ اس کے پیروں میں وزن باندھ کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔ اول خان کی تجویز سن کر وہ پہلی بار سراسیمہ ہوا۔ اس نے ساری زندگی سمندر میں گزاری تھی اور بپھرے ہوئے پانیوں میں آنے والی موت کا مفہوم اچھی طرح جانتا تھا۔ ہمارے تشدد کے نتیجے میں غفور بھٹی نے اگل دیا کہ اس نے بخشل کے کہنے پر خاکوں میں تبدیلی کی تھی۔ بخشیش ماہی ال مراد کا آدمی تھا اور اس کی عدم موجودگی میں اس نے راکے ایجنٹوں کو معاوضے کے عوض پناہ دے رکھی تھی۔ غفور بھٹی کو سمندر کے حوالے کرنے کے بعد ہم نے بخشل اغوا کیا۔ اس نے بتایا کہ ماہی دل مراد ان ایجنٹوں کو ہمارے حوالے کردے گا مگر اس وقت وہ اپنے دوست غفور بھٹی کی گمشدگی پر پریشان ہے۔ اسے دوسری راہ پر لگانے کے لیے میں نے اغوا کنندہ کو ماہی دل مراد کو فون کیا اور غفور بھٹی کی رہائی کے عوض ایک کروڑ کا مطالبہ کردیا جس پر اس کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ بخشل نے ہم سے تعاون کرتے ہوئے اپنی محبوبہ ریشم بہت کے گھر میں ان ایجنٹوں سے میری ملاقات کا انتظام کردیا تھا۔ میں مقررہ وقت پر وہاں پہنچا تو بخشل کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ شاید ان شاطر ایجنٹوں کو کچھ شک ہو گیا تھا۔ میں نے بھی سخت رویہ اپنایا۔ ایک مرحلے پر میں جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ راکے ایجنٹ اپنی نشستوں پر بیٹھے مجھے گھورے جارہے تھے۔ پھر وکرم کے پتلے ہونٹوں پر ایک معروم سی مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ وہ دونوں بہت ہوشیار بن رہے تھے مگر میرے جال میں پھنس گئے۔ میں انہیں نادیہ کے مکان پر لے آیا۔ ہماری معاونے کے عوض میں ان کی مدد کرنے پر راضی ہو گیا۔ ستم ظریفی یہ تھی کہ انہوں نے مجھے خود اپنی تلاش کا کام سونپا تھا۔ ان کے ذریعے میں نے ہمارتی قونصل خانے میں ملازم مدن موہن کو گھیرا لیا۔ اس سے بھی اہم معلومات حاصل ہونے کی امید تھی۔ راکے ایجنٹ راس الیمڈا کے ہلاک پر پاکستان آئے تھے۔ اب اس کی موت کے بعد انہیں امریکی قونصل خانے کے افسر تک موڈلے سے مزید ہدایات ملنا تھیں مگر وہ خود براہ راست یہ ملاقات نہیں کرسکتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جس ان کے درمیان رابطے کا کام انجام دوں۔ میں نے ابھی اس کام کی ہامی نہیں بھری تھی کیونکہ اس میں میرے لئے سنگین خطرات پوشیدہ تھے۔ میں نے وکرم (جس کا اصل نام پدری ناتھ تھا) کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ وہ تک کا صورت آشنائیں ہے اس لیے اس سے خود رابطہ کرلے۔ اس نے میری اس تجویز کی تعریف کی مگر ساتھ ہی یہ دلیل دی کہ اس کی اور راجنن (رمیش اکروال) کی آمد کی اطلاع کے ساتھ ہی تک کے پاس ان کی تصاویر پہنچ گئی ہوں گی۔ میں نے سب کو صورت حال سے مطلع کیا۔ اول خان نے بتایا کہ مدن موہن سے اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں اور آنرک بیل کی دھمکی کے مطابق لوٹ اڈو کے خطرناک پادری ہاؤس میں دھاکے کے بعد آگ لگ گئی تھی مگر ملزم رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ وہ بھی ڈیوڈ اسٹارز کے ہاتھوں بلیک میلنگ کا شکار نکلا۔ میری جگہ سلطان شاہ تک موڈلے سے ملا۔ اس نے ان ایجنٹوں کے لیے ٹرانسپورٹ بھجوایا تھا۔ میں نے ایف ایم بنک کے ذریعے ان کی گفتگو سنی تو اندازہ ہوا کہ کوئی اہم مشن درپیش تھا۔ بدری اور رمیش کے درمیان پہلے ہی کھلبلی تھی' بدری کو تک کا تکنیکانہ انداز بھی پسند نہیں آیا تھا۔ وہ میرا تعاون حاصل کرکے مجھے اپنے ساتھ امریکا لے جانا چاہتا تھا۔ یہ ڈیوڈ اسٹارز کو تباہ کرنے کا بہترین موقع تھا۔ رمیش کو بھی یہ شبہ تھا اور وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ تک موڈلے نے بھی دو افراد کو بھیجا تھا جو ٹراسپیڈ میں پوشیدہ ذی ٹیکنیکل کی مدد سے ہمارے ٹھکانے کی طرف آرہے تھے۔ بدری نے دونوں کو جہنم واصل کردیا۔ اس دوران میں میری اور ویرا کی لندن جانے کی تیاریاں ہو چکی تھیں۔ بدری سے وہاں رابطے کا نمبر لے کر میں لندن روانہ ہو گیا۔ جہاز میں اغوا کنندہ مدن موہن کے تبدیل انفارمیشن سیل کے ایک ممبر سلیم اکبر خان سے ملاقات ہو گئی۔ وہ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ لندن میں بدری کے دیے ہوئے نمبر پر رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس نمبر پر راکے ایجنٹوں کے مسائل حل کئے جاتے ہیں۔ میری درخواست پر ایک ایجنٹ بھیجا گیا۔ وہ میری طرف سے مشکوک بھی چنانچہ اپنے گھر لاکر اپنے ساتھی کی مدد سے اصلیت اگلوانا چاہتی تھی۔ ویرا نے پیچھے سے پہنچ کر دونوں کو ٹھکانے لگادیا۔ دوہرے قتل کی اس واردات سے میری پریشانیوں میں اضافہ ہی ہوا۔ دوسری طرف پاکستان میں سلیم اکبر خان کے دفاتر میرے ایما پر سیل کردیے گئے تھے۔ وہ ملک واپس جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر میں نے اسے رضامند کرکے واپس بھیج دیا جہاں اول خان اس کا منتظر تھا۔ بدری کے لندن پہنچتے ہی اس کی نگرانی شروع ہو گئی تھی۔ رمیش اس کی راہ کی رکاوٹ تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ اس کی راہ کا یہ کانٹا جلد ہی نکل جائے گا۔ پہلی واردات کے خطرات اور پریشانی کے بعد فی الحال حالات ہمارے حق میں تھے۔ ویرا نے رمیش کی ذمے داری اپنے سر لے لی۔ وہ واپس لوٹی تو اول خان سے ملنے والی اطلاع اس کی منتظر تھی کہ پاکستان میں سلطان شاہ کو اغوا کرلیا گیا۔ غزالہ اس لیے بچ گئی کہ وہ اول خان کے گھر تھی۔ ہم مخمصے تھے کہ یہ کام آنرک بیل کا ہے۔ آنرک بیل سے براہ راست بات ہوئی تو اس کی تصدیق ہوگئی۔ اس کی معلومات کے مطابق میں پاکستان میں ہی تھا۔ اس نے مجھے ڈیوڈ اسٹارز کے لیے کام کرنے کی پیش کش کی۔ معنوی سلطان شاہ کی واپسی کا مطلب تابوت میں بند کرکے امریکا پہنچانا تھا۔ میں نے اول خان کو صورت حال بتادی مگر وہ بدقسمتی سے اپنی کوششوں میں ناکام رہا اور امریکی عجیبہ کا سامنا کرنا پڑا۔ بدری ناتھ نے اپنی امریکا روانگی کی اطلاع دی اور رابطے کا نمبر بھی دے دیا۔ ہماری امریکا روانگی سے قبل اول خان نے اطلاع دی کہ سلطان شاہ نے کان ٹھنڈی اغوا کرلیا ہے۔ میں نے دوبارہ آنرک بیل سے رابطہ کیا۔ امریکی قوم کی ساکھ داؤ پر لگی ہوئی تھی چنانچہ وہ اس خبر کو دبا چاہا رہا تھا۔ فوری خیال کے تحت فیصلہ کرکے میں نے آنرک بیل سے طویل گفت وشنید کی جس کے نتیجے میں سلطان شاہ کو شدید زخمی حالت میں انفرہ کے ایک اسپتال میں پہنچادیا گیا۔ امریکا کے سفر میں ہماری ملاقات خرم نامی نوجوان طالب علم سے ہوئی۔ وہ ناوا تنگی میں سنشیات فروشوں کا آلۂ کار بن گیا تھا۔ اس کی مدد کرنے کے دوران میں ویرا ڈیوڈ اسٹارز کی نظروں میں آگئی اور آنرک بیل ہماری آمد سے آگاہ ہو گیا۔ بدری ناتھ نے ملاقات میں بتایا کہ اسے جلد ہی کسی اور شہر بھیج دیا جائے گا۔ اس سے مجھے آنرک بیل کے آخری کارنامے کی خبر مل گئی۔ آنرک بیل کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ میں پاکستان ہوں۔ اسے خوف زدہ کرنے کو میں نے اس کے دفتر آنے کا عندیہ دیا۔ وہ فوراً نیو یارک چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ویرا جب اس کے آفس کا جائزہ لینے گئی تھی' اطمینان سے اپنا کام کرآئی۔ اس کے بیان کے مطابق آنرک بیل رنگمس انکارپوریٹڈ نامی ایک سیکیورٹی کمپنی کا چیف آپریٹنگ آفیسر تھا۔ وہاں ویرا کو اپنی ایک پرانی سہیلی جینی بھی نظر آگئی۔ آنرک بیل نے بلیک ڈیڈ کے

Downloaded from https://paksociety.com

خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ جینی نے آئزک کی ایک اہم فائل ویرا کے حوالے کردی۔ آئزک بیل سے رابطہ ہوا تو اس نے بتایا کہ کراچی کا اینٹی بگی گمرنا کارہ ہوچکا ہے۔ اس کی مرمّت کے لیے پرزے امریکا سے جانے تھے۔ یہ ذمے داری رنگیس کمپنی کی تھی۔ جینی کے ذریعے معلوم ہوا کہ اس سامان کو وہ دو روز کے لیے ایک گودام میں ذخیرہ کیا جانا تھا۔ گڑبڑ کا امکان غالباً وہیں تھا۔ میں نے ویرا کو گودام کی نگرانی کے لیے بھیج دیا۔ جینی سے حاصل ہونے والی فائل کی ایک کاپی میں نے اول خان کو بھجوادی تھی تاکہ وہ اسے ڈی کوڈ کرا سکے۔ جینی کے مطابق اس اہم فائل کی گنڈسی پر آئزک بیل آگ بگولا تھا۔ میں نے آئزک بیل سے فون پر بات کی تو اس نے اس فائل کے عوض ایک بھاری رقم کی پیشکش ... کی جسے میں نے مسترد کردیا۔ ویرا نے ہمارے مطلوبہ گودام کے برابر والی دکان کرائے پر حاصل کرلی تھی لیکن وہ بلیک ڈیڈ کی نظروں میں آگئی تھی۔ اسے مطمئن کرنے کے بعد ہم منصوبے کے مطابق پرنسن روانہ ہوگئے۔ یہاں میں نے انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن کے ایک سینئر ٹیکنیشن کو پرزوں میں گڑبڑ سے باز رکھا۔ اسے ہلاک کرنے کے بعد میں نے اس لیزر گائیڈنگ ڈیوائس سمیت ایک کنونیں میں پھینک دیا جو وہ اپنے آقاؤں کے ایما پر ان پرزوں میں نصب کرچکا تھا۔ ہوٹل پہنچنے پر بلیک ڈیڈ اور جینی کے پیغامات ہمارے منتظر تھے۔ میں نے ویرا کے کہنے پر بلیک ڈیڈ سے بات کی تو یہ انکشاف ہوا کہ وہ ہماری نگرانی کروا رہا ہے۔ وہ ویرا سے ملنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں غیر متوقع طور پر میں فائل کوڈی کوڈ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ یہ سی آئی اے، آئزک بیل، راس المیڈا اور امریکی صدر کی پرسنل سیکریٹری کے درمیان ہونے والا ایک معاہدہ تھا جس کا مقصد پاکستان، ایران اور افغانستان کے مفادات کی تباہی تھا۔ میں نے آئزک بیل سے اس حوالے سے بات کی تو اس کا سارا غرور خاک میں مل گیا۔ اول خان کو میں نے خوش خبری سنادی کہ کراچی بھیجے جانے والے پرزے بے فکری سے استعمال کیے جاسکتے ہیں اور فائل ڈی کوڈ ہوگئی ہے۔ اس نے بتایا کہ سلطان شاہ کو امریکی قنصلیہ کی ایمبولینس کے ذریعے پاکستان لایا جارہا ہے اور بک موذلے امریکا روانہ ہورہا ہے۔ میں نے ویرا کے ساتھ بلیک ڈیڈ سے ملاقات کی تو پتا چلا وہ ہماری ایک ایک حرکت سے باخبر تھا۔ اُس نے ایما پر میں نے آئزک بیل سے فائل کے تبادلے کی بات کی اور اسے ایکسپریس وے پر بلالیا۔ بلیک ڈیڈ نے چلتی ہوئی گاڑی سے فائر کرکے آئزک بیل کو زخمی کردیا۔ بدری ناتھ کے ذریعے مجھے پتا چلا کہ سی آئی اے کے علم میں سبز فائل کی گنڈسی آچکی ہے۔ میں نے اسے ایک فرضی ایرانی ایجنٹ عباس کہانی کے متعلق بتایا کہ فائل اس کے کھنچے میں ہے۔ ابھی میں اس سے فون پر بات ہی کررہا تھا کہ لائن ڈراپ ہوگئی۔ خطرہ بھانپ کر ہم بلیک ڈیڈ کے ٹھکانے پر نکل گئے۔ ہمارے ہوٹل چھوڑنے کے بعد شر کے تمام ہوٹلوں میں عباس کہانی کی تلاش شروع ہوگئی تھی۔ بلیک ڈیڈ نے بتایا کہ آئزک بیل کو سی آئی اے والے اسپتال سے اُٹھا کرلے گئے ہیں۔ ہم موجودہ حالات پر غور ہی کررہے تھے کہ ملازم شام کے اخبارات لے آیا۔ ان میں سے ایک اخبار کی چنگھاڑتی ہوئی سرخی میں سرِ عام سب سے نمایاں تھا۔ زخمی آئزک بیل کے بیان کے مطابق اس پر قاتلانہ حملہ میں نے کیا تھا۔ ہم ابھی یہ بات تصدیق طلب تھی کہ حملہ میں نے کیا ہے یا کہانی نے۔ میں نے حالات کا اندازہ کرکے گیپ نامی معاہدہ ایک پاکستانی سفارت کار کے ذریعے اول خان کو بھجوادیا۔ میری فراہم کردہ معلومات کی بنا پر بدری ناتھ کو نمایاں مقام حاصل ہوگیا تھا۔ اسے کہانی کی تلاش میں نیویارک بھیج دیا گیا تھا۔ اب میری توجہ بقیہ ڈیوڈ اسٹارز کی طرف مبذول ہوگئی۔ بلیک ڈیڈ نے میری مدد کی اور چار اہم افراد کے نام فراہم کردیے۔ میری پاکستانی سفارت کار سے بات ہوئی تو اس نے ایک ڈیوڈ اسٹار کا نون نمبر مجھے دے دیا جو اسے اتفاقاً مل گیا تھا۔ میں نے نیچمن ٹورٹ نامی ڈیوڈ اسٹار کے گھر فون کرکے پیغام چھوڑ دیا کہ میں رات کے نو بجے اس سے گیپ کے حوالے سے گفتگو کروں گا۔

اب آپ مزید واقعات ملاحظہ کیجیے

"تم فون پر اس سے کیا بات کرنی چاہ رہے ہو؟" کال کا سلسلہ منقطع ہونے پر ویرا نے متجسس لہجے میں سوال کیا۔

"بعض اوقات تم مشورے کے بغیر اچانک ہی من مانیاں کرنے لگتے ہو۔"

"نیچمن فورٹ کا نام اور فون نمبر مل جانے کے بعد ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھا جاسکتا۔ اسے رگیدنے کے لیے اس پر کوئی جال ڈالنا پڑے گا۔" میں نے سگریٹ سلگا کر کہا۔

"تم نے فون پر گیپ کا حوالہ دے کر کوئی عقل مندی نہیں کی۔" ویرا برا سا منہ بنا کے بولی "یہ لفظ اسے قبل از وقت ہوشیار کردے گا۔"

"یہ تمہارا خیال ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ گیپ کا نام اسے خوف زدہ کردے گا۔ یہ بھی اسی وقت ممکن ہوگا جب وہ گیپ کے وجود اور اس کی اہمیت سے پوری طرح باخبر ہو۔"

"کیا تمہاری دانست میں یہ امکان بھی ہے کہ ڈیوڈ اسٹارز گیپ سے لاعلم ہوں؟" ویرا نے حیرت سے سوال کیا۔

"وہ لوگ اس معاہدے میں ایک فریق کے طور پر شامل ہیں۔"

"یہ سامنے کی بات ہے کہ گیپ کا ایک ایک لفظ ان لوگوں کے مذموم ارادوں کی تکمیل کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن امریکا کے ایوانِ صدارت سے لامحدود اختیارات کا وہ پروانہ ڈیوڈ اسٹارز کے ہر رکن کو جاری نہیں کیا گیا تھا۔ ان کی طرف سے صرف راس المیڈا کو وہ رعایتیں دی گئی تھیں جو بہت پہلے جنم واصل ہوچکا ہے۔"

ویرا تنفیسی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولی "ہاں، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ آئزک بیل رنگیس کے سربراہ کے طور پر اس معاہدے کا دوسرا فریق ہے اور اسی حیثیت میں گیپ کو استعمال کرتا چلا آرہا ہے۔ یہ محض ایک اتفاق ہے کہ راس المیڈا کے بعد ڈیوڈ اسٹارز کی سربراہی بھی اسے مل گئی ہے۔"

"گیپ کے متن میں بہت واضح الفاظ میں یہ شق موجود ہے کہ ہر فریق پوری ذمے داری سے اس کی رازداری کی حفاظت کرے گا اور کسی پانچویں فرد کو دانستہ یا نادانستہ طور پر اس سے آگاہ نہیں کرے گا۔ ویسے بھی آئزک بیل نے اپنی کرشماتی کامیابیوں سے دوسروں کو مرعوب کرنے کے لیے گیپ کا وجود خفیہ رکھا ہوگا لیکن اس کی گرفتاری کے بعد شاید صورتِ حال بدل چکی ہے۔"

"گرفتاری کے بعد تو وہ بالکل ہی بے بس اور مجبور ہوکر رہ گیا ہے۔"

"اس کی اسی بے بسی اور مجبوری کی وجہ سے گیپ کا ذکر نکل سکتا ہے۔" میں نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لے کر پُرخیال لہجے میں کہا "پہلے بدری ناتھ اس لفظ سے لاعلم تھا۔ میں نے اسے بریف کیا، اس نے دوسروں کو بتایا اور بات پھیل گئی۔ اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سبز فائل ہاتھ سے نکل جانے کے بعد آئزک بیل نے اپنے بعض ساتھیوں کو اعتماد میں لیا ہو۔"

"یہ ہوسکتا ہے۔ گیپ کا نام بعض لوگوں کے علم میں

Downloaded from https://paksociety.com

آسکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا بھیانک متن کسی کے بھی علم میں نہ آیا ہو۔"

"بس' میں تمہیں یہی سمجھانا چاہ رہا تھا۔" میں نے جلدی سے کہا "کچھ لوگوں کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ گیپ نامی ایک پراسرار دستاویز کے ذریعے آئزک بیل کو بہت سے تحفظات حاصل تھے اور وہ اپنی بدقسمتی سے وہ دستاویز کھو کر ہر رعایت سے محروم ہو چکا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اب گیپ نیویارک کے باخبر حلقوں میں ایک خون آشام پہیلی کا روپ دھار چکا ہے۔ بہت سے لوگ اس لرزہ خیز دستاویز کے وجود سے واقف ہو چکے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ اس کے اوراق پر کیا کچھ لکھا ہوا ہے۔" ویرا نے میری کہی ہوئی باتوں کو چند فقروں میں سمیٹ کر ان کا اعادہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور اب تک گیپ کے کئی متلاشی میدان میں آ چکے ہوں گے۔" میں نے کہا۔

"جب کسی کو اس کے متن کا علم ہی نہیں ہے تو اس کے متلاشی میدان میں کیسے اتر سکتے ہیں؟" ویرا نے میرے بیان پر فوراً ہی ایک اعتراض جڑ دیا۔

"اس کا متن خفیہ ہے لیکن یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ پچھلی رات سے سی آئی اے والے نیویارک کے ہوٹلوں میں عباس کرمانی کو دیوانہ وار تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ عباس کرمانی کی تلاش میں ہیں' آئزک بیل نے کہا ہے کہ اسے ڈینی نے اس حال کو پہنچایا ہے۔ سمجھنے والے سمجھ چکے ہوں گے کہ وہ ڈینی ہو یا عباس کرمانی گیپ اسی کے قبضے میں ہے۔"

"یہ سی آئی اے اور ایف بی آئی کے معاملات ہیں۔" ویرا نے حسب عادت میری بات کو کوئی اہمیت دیے بغیر کہا۔ "گیپ کے لیے ایرے غیرے کیوں میدان میں اتریں گے؟"

"بعض اوقات تمہاری سوختہ کھوپڑی پر برف جم کر رہ جاتی ہے اور تم۔۔۔"

اس نے میرا فقرہ درمیان سے ہی کاٹ دیا اور تنک کر بولی "اوختہ سوختہ جیسے فرسودہ فارسی الفاظ استعمال کر کے مجھے اشتعال دلانے کی کوشش مت کرو۔ اتنی فارسی میں بھی جانتی ہوں۔ اگر تم عباس کرمانی کا کردار ایجاد کر سکتے ہو تو میں بھی آدھی فارسی بول سکتی ہوں۔"

اس کی آدھی فارسی دانی کے دعوے پر میں بے اختیار ہنس پڑا "دوسروں کے لیے وہ آدھی فارسی اہم ہو گی جو تم بولنے سے قاصر ہو۔"

"مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ غیر متعلقہ لوگوں کو گیپ جیسے مسودے میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟" ویرا کے لہجے کی ترشی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"سیکرٹ ایجنٹ اور ایک تخریب کار کے درمیان بال سے زیادہ باریک فرق ہوتا ہے۔ اپنے ملک کے لیے جو شخص ہیرو قرار پاتا ہے' دشمن کے لیے وہی گردن زدنی ہوتا ہے۔۔۔"

ویرا نے میری بات کاٹ کر پُرزور لہجے میں اعتراض کیا۔ "تم پھر فارسی کی آڑ لے رہے ہو۔"

"ویرا خانم! یہ فارسی نہیں' اردو ہے۔" میں نے تلخی سے کہا "ایران میں مروّج فارسی سن کر تم اپنی ساری کتابی زبان دانی کو آگ لگا دو گی۔ میری بات سنی ہے تو تسلی سے سنو ورنہ خاموش رہ کر کچھ دیر کے لیے مجھے سوچنے دو۔"

"تم بولتے ہوئے بھی سوچ سکتے ہو۔" وہ غرا کر بولی "اس وقت تم نے چپ سادھی تو میں کوئی چیز مار کر تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔"

یہ کہتے ہوئے ویرا نے میز پر سے ماربل کی وزنی ایش ٹرے اٹھالی اور میری زبان از خود چل پڑی "بات دراصل یہ ہے کہ پہلے بات ہمارے اور آئزک بیل کے درمیان تھی۔ وہ نیویارک کا ایک معزز بدمعاش ہے تو ہم بھی اس سے کم نہیں ہیں مگر اب بات ذرا زیادہ پھیل چکی ہے۔ نیویارک میں جرائم کی دنیا سے رابطہ رکھنے والے بہت سے لوگوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہو گی کہ گیپ سے محرومی کی وجہ سے آئزک بیل برے احوال سے دوچار ہوا ہے۔ ان سب کے لیے گیپ کے نام میں ایک کشش پیدا ہو گئی ہے اور اب وہ سب اس کی کھوج میں ہوں گے۔"

"میں یہی تو پوچھنا چاہ رہی ہوں۔" ویرا ماربل کی وزنی ایش ٹرے کو چوبی میز کی سطح پر بجا کر بولی "ان کچوں لفنگوں کے لیے گیپ کے نام میں کیا کشش ہو سکتی ہے۔"

"دنیا کے ہر خطے میں مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ ایک ملک کے مجرم دوسرے ملک کے نام ور جاسوس ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح مقامی سطح پر یہ لوگ ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ اب تم خود تصور کرو کہ سی آئی اے کے منظم ایجنٹ جس دستاویز کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہوں' وہ بلیک ڈیڈ سنہری تھالی میں سجا کر سی آئی اے کے ڈائریکٹر کو پیش کر دے تو اس کی کیا پوزیشن ہو گی۔"

"اوہ۔۔۔!" ویرا کے دہانے سے ایک بے ساختہ تحیر زدہ آواز برآمد ہوئی "یہ شکوہ تو شاید بلیک ڈیڈ تم سے کر ہی چکا ہے کہ تم نے گیپ کی نقل تک اپنے پاس نہیں رکھی ورنہ وہ اسی کو سی آئی اے والوں کے حوالے کر کے سرخ رو ہو جاتا۔"

Downloaded From https://paksociety.com

"اب تمہاری سوختہ کھوپڑی پر جمی ہوئی برف پگھلنے کے بعد تمہاری خفتہ صلاحیتیں اونگھ سے باہر نکلی ہیں۔" میں نے ویرا کو چڑانے کے لیے دانستہ فارسی الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہا "سی آئی اے والوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس وقت نیویارک کا ہر نتھو خیرا گیپ کو حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا ہوگا۔"

"ایسی ہولناک باتیں نہ کرو۔" ویرا غور سے میری طرف دیکھتے ہوئے پُرتشویش لہجے میں بولی "یہاں کے بدمعاشوں میں یہ وبا پھیل گئی تو وہ لوگ نیویارک میں بے گناہ ایرانی باشندوں کا قتلِ عام شروع کردیں گے اور اس کا کوئی اختتام نہیں ہوگا۔"

"ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس وقت بلیک ڈیڈ ہمارے ساتھ ہے۔ اسے عباس کرمانی کی اصل حقیقت معلوم ہے۔ جس کسی نے اس فرضی کردار کے تعاقب میں کسی بے گناہ ایرانی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کی کوشش کی، بلیک ڈیڈ بڑھ کر اس کی گردن توڑ دے گا۔"

"نیویارک کے بدمعاشوں میں اس کی یہ برتری ابھی مشتبہ ہے۔" ویرا نے کہا۔

"آئزک بیل کے قید ہوجانے کے بعد وہ اپنی یہ برتری منوانے کی پوزیشن میں آچکا ہے۔ ریاستی اور وفاقی ادارے اس کے مقام کو تسلیم کریں یا نہ کریں، مقامی شورہ پشتوں کو وہ دھونس اور دھاندلی سے بری طرح کچل دے گا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ نیویارک میں اب مقامی بدمعاشوں کے تنازعے سر اٹھائیں گے۔ روز دو چار آدمی موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے!" ویرا کی آواز میں گہری تشویش امڈ آئی۔

"خوشی کی بات یہ ہے کہ اس آویزش میں مرنے اور مارنے والے، سب میڈ اِن امریکا ہوں گے۔ ان کے لہو کی ارزانی پر تم کو آزردہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"نہیں ڈینی!" وہ قدرے سخت اور جذباتی لہجے میں بولی۔ "میں نے امریکا کی شہریت کو رضاکارانہ طور پر خیرباد کہا ہے، میں امریکی حکومت سے بد دل اور بے زار ہوں جس کا اشرور سوخ وائٹ ہاؤس، پینٹاگون اور فیر فیکس کے جاہ و جلال سے جھلکتا ہے۔ میں ان سب کے خون کی پیاسی ہوں

حسن وہ! جو چھپائے نہ چھپے!

میرے نسوانی حسن کا راز

بلوسم بریسٹ کریم (یونانی)

قدرتی جڑی بوٹیوں پر برسہابرس کے تجربے اور تحقیق کے بعد ایک نئی ایجاد

بلوسم بریسٹ کریم جو قیمت =/150

- بریسٹ کے ٹشوز کو سخت کرکے اُبھارلاتی ہے۔
- بریسٹ کے چھوٹے پن میں اضافہ کرکے پروقار شخصیت کا مالک بناتی ہے
- کھوئی ہوئی نسوانی خوبصورتی کو دوبالا کرتی ہے

اسٹاکسٹ:

خواجہ سنز ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی
صدر میڈیکل سٹور ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی
سلم جنرل سٹور لیاقت مارکیٹ ملیر کراچی
ابراہیم سن لیاقت مارکیٹ ملیر کراچی
تھری اسٹار جنرل سٹور مدینہ مارکیٹ۔
ریشم بازار حیدرآباد
تیوڈیلی دواخانہ کمشنر روڈ سکھر
پیرزادہ میڈیکل سٹور ہیرآباد روڈ سکھر
حافظ میڈیکل سٹور گن پورروڈ لاڑکانہ
پہلی جنرل سٹور پریشن مارکیٹ شاہ عالم لاہور
طاہر شاپنگ سنٹر پل بازار اوکاڑہ
محمد صالحین اینڈ سنز موتی والے چوک بازار ملتان
راجہ برادرز تحصیل بازار سیالکوٹ
پاکستان جنرل سٹور کچہری بازار گوجرانوالہ
عظیم ہول سیل سٹور مدینہ مارکیٹ فیصل آباد
اوکے شاپنگ سنٹر صدر بازار ڈیرہ غازی خان
ایس نیو کاسٹ میڈیکل سٹور سلم بازار گجرات
کنجوری دواخانہ شاہی بازار بہاولپور
بادشاہ ریڈی میڈ ڈھوک کھبہ راولپنڈی
کل برادرز آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
جرمن ہومیو سٹور بانو بازار رحیم یار خان
ابن سینا سٹور گھنٹہ گھر بازار ڈیرہ غازیخان
حبیب دواخانہ گھنٹہ گھر بازار ملتان
امداد ہومیو سٹور ہاتی سٹریٹ ساہیوال
شہزاد دواخانہ کارخانہ بازار فیصل آباد
شاہی طبی دواخانہ جھیلہ بازار فیصل آباد
گورے اینڈ کورے میڈیکل سٹور کچہری بازار سرگودھا
شارید میڈیکل سٹور ریلوے روڈ سیالکوٹ
جرمن ہومیو سٹور آرد بازار گوجرانوالہ
الحافظ دواخانہ بانو مارکیٹ کلاں بازار ڈیرہ غازی خان
حئی القیوم جنرل سٹور ریتی چوک راولپنڈی
کریم پورہ پشاور
ممتاز اینڈ سنز ناگی سٹریٹ مارکیٹ میرپور آزاد کشمیر

ڈسٹری بیوٹرز:
• ریاض محمود 69۔ نیو عالمگیر مارکیٹ شاہ عالم لاہور • بادشاہ ڈی میڈ ڈھوک کھبہ راولپنڈی
• محمد صالحین اینڈ سنز موتی والے چوک بازار ملتان

گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک وی پی پارسل منگوانے کے لئے
حکیم اینڈ سنز پوسٹ بکس نمبر 2159 کراچی 74600 پاکستان

Downloaded from https://paksociety.com

مگر عام امریکی مجھے ڈیرہ غازی خان کے مظلوم دہقانوں کی طرح قابل رحم محسوس ہوتے ہیں۔ ان کی گردنیں گاجر مولی کی طرح کٹنے لگیں تو میں ایک پل بھی چین سے نہ رہ سکوں گی۔"

"تم زیادتی کررہی ہو۔" میں نے اس سے زیادہ سخت لہجے میں احتجاج کیا "تم نیویارک کے غنڈوں' بدمعاشوں اور قاتلوں کو ڈیرہ غازی خان کے مظلوم دہقانوں سے ملا رہی ہو۔"

"نہیں' میں نے یہ تو نہیں کہا۔" ویرا نے پورے وثوق سے میرے احتجاج کی تردید کی۔

"بدقسمتی سے تم نے یہی کچھ کہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہاری کہہ مکرنی رہی ہو۔ اب بھی تم یہ مان لو کہ موجودہ لہر میں نیویارک کے دس بیس معروف مجرم موت کے گھاٹ اتر جائیں تو ہمیں ہماری محنت کا صلہ مل جائے گا پھر میں بحث ترک کردوں گا۔"

"اب اس موضوع پر بحث نہیں ہوگی۔" ویرا نے اپنی عادت کے مطابق ہار ماننے کے بجائے تحکمانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا "بدمعاش امریکی ہو یا پاکستانی' قاتل' دہشت گرد یا کم از کم سماج دشمن تو ہوتا ہی ہے۔ اس کی موت میں سب کا نہیں تو بہت سوں کا فائدہ پوشیدہ ہوتا ہے۔"

"نکتے کی یہ بات بہت دیر سے تمہاری سمجھ میں آئی ہے۔ یہاں اب جو کچھ ہوگا' اسے مکافاتِ عمل کے سوا کوئی دوسرا نام نہیں دیا جاسکے گا۔"

ویرا گفتگو کی گرم جوشی میں کافی دیر سے اسکاچ کے گلاس کو فراموش کیے بیٹھی تھی' میرے تلخ جواب پر اسے اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے گلاس اپنے گلابی لبوں سے لگا کر غٹاغٹ خالی کردیا۔

میں کسی ہونق کی طرح اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ مجھے اتنی مہلت تک نہ مل سکی کہ میں اس کی بے لگام مے نوشی پر کوئی قدغن عاید کرسکتا۔

گلاس خالی کرکے اس نے کسی عادی شرابی کی طرح زور سے میز پر گلاس پٹکا اور پُرغرور لہجے میں کہا "تم یہ سمجھ رہے ہوگے کہ میں نے ایک ہی سانس میں کافی چڑھالی ہے اور اب بہکنے لگوں گی مگر میرے پیارے' لٹل ڈینی ڈارلنگ! ذرا اپنے اس دوست کا تصور تو کرو جو ایک بڑی بالٹی میں بیئر کی بوتلیں خالی کرکے ان میں وہسکی انڈیلتا تھا اور نہانے کے ڈونگے بھر بھر کے یہ کاک ٹیل پیتا تھا اور پھر موٹر سائیکل پر سوار ہوکر چل دیتا تھا۔ موٹر سائیکل جہاں تک سیدھی چلتی تھی' چلتی تھی۔ جہاں وہ گر جاتی' وہیں وہ جواں مرولیٹ کر سوجاتا تھا۔

ایسے لوگوں میں بیٹھ کر پینے کے بعد یہ ننھا سا ایک آدھ گلاس میرا کیا بگاڑ لے گا؟ تم کو جو کہنا ہے' کہتے رہو۔ میں پوری توجہ سے سن رہی ہوں۔"

میں نے متاسفانہ انداز میں اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "تم اب اپنی دھن میں مگن رہو۔ میرے اور تمہارے مذاکرات منقطع ہوچکے ہیں۔ یہ گلاس معدے سے پہلے تمہارے دماغ میں چڑھ چکا ہے۔ اب میری کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آسکے گی۔"

"آئے گی۔" وہ ترشی سے بولی "یہ دوسری بات ہے کہ اب میں بحث کرنے کا ارادہ ترک کرچکی ہوں۔ تم جو کچھ کہو گے' وہ میں مان لوں گی۔"

میں نے کن انکھیوں سے اپنی رسٹ واچ پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا "میری وجہ سے تم اپنا سرور غارت مت کرو۔ جو کچھ کرنا چاہتی ہو' کرتی رہو۔ میں نو بجنے کا منتظر ہوں۔ اس وقت بنجمن فورٹ اپنے فون پر میری دسترس میں آچکا ہوگا۔"

"ہُوں..... اوں!" اس نے سر جھٹک کر ایک ادا سے کہا۔ "تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گے کہ اس سے تم کس حیثیت میں بات کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

ویرا کے اس باہوش سوال نے مجھے بھونچکا کردیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اپنی مے نوشی کے اس سنگین مرحلے پر ایسا باریک سا نکتہ اٹھائے گی۔ میں نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا "ڈینی ان سب کے لیے ایک آسیب بنا ہوا ہے۔ اس کے سوا میں اسے اور کس نام سے دہشت زدہ کرسکوں گا؟"

"تو مائی ڈارلنگ۔" ویرا نے فضا میں انگلی لہرا کر کہا "جو کچھ چولی اور چلمن کے پیچھے ہے' اسے دشمن پر آشکارا کیوں کرتے ہو۔ ابھی تک کسی کو امریکا میں تمہاری موجودگی کی سند نہیں مل سکی ہے تو تم کیوں اپنی زبان سے اس راز کا اقرار کرنے پر تلے ہوئے ہو؟"

ویرا تھوڑی سی بہکی ہوئی تھی مگر بالکل ہی چوپٹ نہیں ہوئی تھی۔ چولی اور چلمن کے حوالے کے سوا اس نے اپنے ہر فقرے سے ہوش مندی کا ثبوت دیا تھا۔ میں نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "اس سے گفتگو کرنے کے لیے میں نے اپنا بھرپور تعارف نہ کرایا تو شاید گیپ جیسے اہم مسودے کا حوالہ بھی رائگاں جائے گا اور وہ مردود فون بند کردے گا۔"

وہ عارفانہ انداز میں ہنس دی "اس وقت تم اپنے روپ پر اتنے نازاں ہو کہ اپنے بہروپ کو بھلا بیٹھے ہو۔ ڈینی کو پردے میں رہنے دو۔ عباس کرانی سے کام چلاؤ۔ اس وقت یہ

Downloaded from https://paksociety.com

نام بھی تمہارے بدخواہوں کے لیے ہوّا بنا ہوا ہے۔"

ویرا کی وہ بات فوراً ہی میری عقل سے معدے تک میں اتر گئی۔ وہ کتنی ہی تُرنگ میں رہی ہو' اس کی تجویز کی معقولیت پر ذرا سے بھی اعتراض کی گنجائش نہیں تھی۔

"تم کہتی ہو تو میں یوں ہی کرلوں گا۔" میں نے اس کی تجویز کو بظاہر کوئی اہمیت دیے بغیر سرسری لہجے میں کہا "گیپ کے حوالے سے یہ نام ذرا زیادہ زوردار رہے گا۔"

"یہ نہ بھولنا کہ تمہاری طرف سے میں نے ٹائمز والوں کو فون پر ایک ہوش ربا دھمکی دی تھی۔ تم چاہو تو میرے لیے نادرہ برو جردی کا نام استعمال کرسکتے ہو۔"

"برو جردی؟" میں نے حیرت سے دہرایا "تمہیں معلوم ہے کہ تم کس شہر کا حوالہ دے رہی ہو؟ برو جردی کا رہنے والا علی اصغر رسوائے زمانہ اذیت رساں تھا؟"

"یہ مجھے معلوم نہیں۔" ویرا نے کھلے دل سے اعتراف کرلیا "برو جرد کی جگہ تم کرمان یا ہمدان کا نام لے سکتے ہو مگر نادرہ میرا پسندیدہ نام ہوگا۔ میں کراچی میں ٹکرانے والی اس عورت کو آج بھی نہیں بھولی ہوں جسے سی آئی اے کے ایجنٹوں نے تم پر ڈورے ڈالنے کے لیے پھانسا تھا مگر وہ تم سے ملاقات کے بعد خود تمہارے جال میں پھنس گئی تھی۔"

"سچ پوچھو تو کبھی کبھی مجھے بھی اس کا خیال آتا ہے۔ میرے ساتھ اپنی مجبوریاں نہ ہوتیں تو میں ضرور آخر تک اس کی خبرگیری کرتا۔ وہ کوئی خراب عورت نہیں تھی۔ بے یارومددگار ہونے کے بعد کسی ہلکے سے سہارے کی تلاش میں سرگرداں تھی۔"

"تمہاری یہی دلیلیں مجھے زہر لگتی ہیں۔" ویرا بھنا کر بولی۔ "نادرہ' الو کی پٹھی اور حرام زادی تھی۔ وہ تم پر ڈورے ڈال رہی تھی۔ اس کی مظلومیت اپنی جگہ مسلمہ تھی مگر وہ اس کی آڑ لے کر کسی جونک کی طرح تمہارے گرد لپٹ جانے کے چکر میں پڑ گئی تھی۔"

میں نے فوراً ہتھیار ڈال دیے "وہ جو بھی اور جیسی بھی تھی' میں نے اسے مسترد کردیا تھا۔ اب تم اس کے بارے میں باتیں کرکے اپنا قیمتی وقت کیوں برباد کررہی ہو؟"

"میرا وقت ہرگز قیمتی نہیں ہے۔" ویرا نے بے اعتنائی سے کہا "اگر میں اس سے بھی زیادہ وقت صرف کرکے تمہیں گھٹیا اور چھچھوری عورتوں سے دور رکھ سکوں تو یہ میری کامیابی ہوگی۔"

"نادرہ پاکستان بلکہ شاید سکھر میں ہے اور میں نیویارک میں ہوں۔ تم اس فاصلے کو اور کہاں تک بڑھانے کی خواہاں ہو؟" میں نے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔

"بات زمینی فاصلوں کی نہیں ہوتی' ذہنی قربت کی ہوتی ہے....."

میں نے اس کی بات کاٹ دی "میں نادرہ کو یکسر فراموش کرچکا تھا۔ تم نے اس کا نام لے کر خود ہی میرے ذہن میں اس کا خیال جگایا ہے اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ شاید وہ اتنی بری نہیں ہے جتنا برا تم اسے سمجھتی ہو۔"

میرے اس جواب کا ردِعمل وہی تھا جو میں چاہ رہا تھا۔ میری ذرا سی تعریف پر ویرا یوں پھٹ پڑی جیسے میں نے نادرہ کے لیے پسندیدگی کا اظہار کرکے اس کی بدترین توہین کرڈالی ہو۔ اس نے براہ راست میرے خلاف تو کچھ نہیں کہا لیکن نادرہ کے خلاف دل کھول کر زہر اگلتی رہی۔ میرے لیے نادرہ کی حیثیت ایک کتاب کے گزرے ہوئے باب سے زیادہ نہیں تھی۔ جب تک وہ میرے سامنے موجود تھی' میری تمام ہمدردیاں اور کچھ دلچسپیاں اس کی ذات سے وابستہ تھیں۔ اس کے بعد میں اسے تقریباً بھول چکا تھا۔ ہمارا اور اس کا رسمی سا تعلق مالک مکان اور کرائے دار کا رہ گیا تھا کیونکہ وہ کانٹین کے اس فلیٹ کی مالکہ تھی جس میں غزالہ' سلطان شاہ کے ساتھ رہ رہی تھی۔

ویرا اس کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکالتی رہی۔ میں نے اس کی کسی بات کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ میری وہ لاتعلقی ویرا کے لیے اشتعال انگیز ثابت ہوئی اور اس کی نیم ہذیانی تقریر کا دورانیہ خود بہ خود طویل ہوتا چلا گیا۔

میں یوں ہی ویرا کو چڑا کر وقت گزارتا رہا۔ بے نوشی کا خمار گہرا ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مسلسل بولنے پر تُلی ہوئی تھی پھر جب نو بجے کا وقت قریب آیا تو میں نے نوک جھوک کا وہ سلسلہ ترک کردیا۔

"تم بلاوجہ مجھ سے الجھنے کی کوشش کرتے ہو۔ مجھے معلوم تھا کہ آخر کار تمہیں ہار ماننی پڑے گی۔" میری مصلحت آمیز خاموشی کو میری پسپائی سمجھ کر ویرا نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

بنجمن فورٹ کو فون کرنے کا وقت نہ ہوگیا ہوتا تو میں اب بھی بہت کچھ بول سکتا تھا "تھوڑی دیر کے لیے تم بھی خاموشی اختیار کرلو ورنہ مجھے اسپیکر فون استعمال کرنے کے بجائے ریسیور اٹھا کر بات کرنی پڑے گی۔"

"ریسیور کو تم نے ہاتھ بھی لگایا تو میں انسٹرومنٹ توڑ دوں گی۔ سیدھی طرح اسپیکر فون پر بات کرو۔ میں درمیان میں دخل نہیں دوں گی۔"

میں نے مسکرا کر اسے آنکھ ماری اور بٹن دبا کر اسپیکر

Downloaded from https://paksociety.com

فون آن کردیا۔

بنجمن کے گھر کا نمبر مل جانے پر دوسری طرف سے وہی سہمی ہوئی اور معصومانہ نسوانی آواز سنائی دی جس سے پہلے بھی میرا واسطہ پڑ چکا تھا۔ میری زبان سے بنجمن کا نام سنتے ہی وہ بھی میری آواز پہچان گئی اور جلدی سے بولی "سر! ہولڈ کریں۔ میں انہیں بلاتی ہوں۔"

میرے لیے انتظار کے وہ چند لمحے سنسنی اور اضطراب سے بھرپور تھے پھر ایک باوقار مردانہ آواز نے انتظار کے وہ لمحات ختم کردیے "میں بنجمن بول رہا ہوں۔" امریکی روایت کے مطابق اس نے صرف اپنا پہلا نام بتانے پر اکتفا کیا تھا۔ اس کی آواز باوقار ضرور تھی لیکن لہجہ سخت بلکہ کھردرا تھا۔

"شاید تمہیں بتادیا گیا ہوگا کہ میں تم سے گیپ کے بارے میں بات کرنی چاہ رہا تھا۔"

"کسی بھی بارے میں بات کرنے سے پہلے مجھے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میرا مخاطب کون ہے۔" بظاہر وہ گیپ کے حوالے سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوا تھا۔

"آئزک بیل کے بارے میں سب کچھ منظرِ عام پر آنے کے بعد تمہارا یہ سوال غیر ضروری معلوم ہو رہا ہے۔ میرے بتائے بغیر تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ میں کون بول رہا ہوں۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"ڈینی؟ مگر تم نے میرا فون نمبر کہاں سے حاصل کیا؟" اس کی آواز کی خشکی برقرار رہی۔

"ڈینی نہیں، عباس کرمانی!" میں نے سختی سے اس کی تصحیح کی "جو شخص رنگس کے دفتر میں آئزک بیل کی اہم ترین فائل اڑا سکتا ہے اس کے لیے چوروں کی طرح چھپے ہوئے ڈیوڈ اسٹارز کے فون نمبر معلوم کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"آئزک کی پریشانیوں سے میں بے خبر نہیں ہوں۔ وہ ڈینی سے خائف تھا۔ گیپ کی فائل بھی اسی نے چرائی تھی اور اس بارے میں ان دونوں کی بات بھی ہوتی رہی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب اچانک یہ عباس کرمانی کہاں سے نکل آیا۔ تم اپنی آواز بگاڑ کر بولنے کی کوشش کر رہے ہو مگر میں شرط لگا سکتا ہوں کہ تم ایرانی نہیں ہو۔"

"سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ خود بھی مجھ سے یہ اقرار کرانے کی کوشش کرتا رہا کہ میں ڈینی ہوں پھر وہ تمہیں کیسے بتا سکتا تھا کہ وہ عباس کرمانی سے نہیں، ڈینی سے خطرہ محسوس کر رہا ہے۔"

"تم مجھے الجھانے اور یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہو کہ ڈینی کے بارے میں وہ کسی نفسیاتی عارضے میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے اسے برے دن دیکھنے پڑے ہیں۔"

"اس کی بربادی کا تعلق اس کے نفسیاتی عارضے سے نہیں، اس کی بدنیتی سے تھا۔ وہ ٹائم بم کے بغیر پوری رقم لے آتا تو خاموشی سے گیپ کی فائل حاصل کرلیتا۔ اس نے رقم بچانے کے ساتھ ہی مجھے مارنے کی منصوبہ بندی کی اور خود اپنے بنائے ہوئے جال میں پھنس گیا۔"

"یہ کہانی کمزور ہے۔" بنجمن کی آواز استہزائیہ ہوگئی "تمہاری نیت اسے ہلاک کرنے کی تھی۔ وہ پوری رقم لے آتا تب بھی اسی انجام سے دوچار ہوتا۔ اس سے ملے اور رقم کا بریف کیس کھولے بغیر تم کو چلتی کار سے کیسے معلوم ہوگیا کہ نوٹوں کی ایک تہ کے نیچے سادے کاغذوں کی گڈیوں میں ٹائم بم لگا ہوا ہے جو تمہارے لیے موت کا پیغام بن جائے گا۔"

"شاید تم کو معلوم ہو کہ آئزک بیل نے رنگس کی ہیلن رائے نامی ایک ملازمہ کو غداری کے جرم میں بدترین جنسی تشدد کا نشانہ بنوا کر پاگل کرادیا تھا۔ وہ ایک لڑکی تھی جو اس کے ہاتھ لگ گئی مگر رنگس میں آخر تک میرے مخبر موجود تھے....."

"بکواس۔ یہ سراسر لغو بات ہے۔" بنجمن نے برہمی سے میری بات کاٹ دی۔

"امریکا میں ہر شخص کے سر پر ڈالر کمانے کی دُھن سوار رہتی ہے۔ میں نے خطیر معاوضہ دے کر ان لوگوں کی خدمات حاصل کی تھیں اور ان ہی سے مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ آئزک بیل میرے لیے حقیر سی رقم کے ساتھ موت کا پھندا لے کر ایکسپریس وے پر پہنچے گا۔"

"یہ سب تمہاری من گھڑت کہانیاں ہیں جن پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے؟"

امریکی صدر بل کلنٹن کا جنسی اسکینڈل، پس پردہ حقائق

دل چسپ نئی امریکی صدر کی نجی سرگرمیوں کا احوال

صدارتی رومان

تحریر: روبینہ رشید

پاؤلا جونز کیس کا انجام۔ صدر بل کلنٹن کے مزید معاشقے۔ جنسی اسکینڈل کے پیچھے یہودی لابی کے ہاتھ کی کرشمہ سازیاں۔ یہودی طاقت کے سامنے سُپر پاور کے سربراہ کی بے بسی کا احوال۔

ماہنامہ سرگزشت جولائی کا شمارہ شائع ہوگیا

Downloaded from https://paksociety.com

میری گفتگو نے اسے اس بری طرح الجھایا تھا کہ وہ میرے نام اور وطنیت کے بارے میں اپنے تمام ابتدائی سوال بھول بیٹھا تھا۔

"گیپ کے بارے میں آئزک کو کی جانے والی میری پیشکش اب بھی برقرار ہے۔"

"میرے لیے ان کاغذوں کی اہمیت حقیر چیتھڑوں سے زیادہ نہیں ہے۔" اسپیکر پر بنجمن کی آواز واقعی تحقیر آمیز ہوگئی "وہ کاغذ آئزک کے لیے سب کچھ تھے۔ اس کے کسی ذاتی کام کے لیے میں اس کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔"

"پھر شاید تم واقعی گیپ کی اصلیت سے بے خبر ہو۔" میں نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"اس بات میں کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں کہ میں اس کی تفصیل سے لاعلم ہوں۔ مجھے بس اتنا معلوم ہے گیپ آئزک کے لیے کوئی اہم ترین فائل تھی۔۔۔"

"وہ اسی فائل کے سہارے ملے ہوئے اختیارات کے تحت تم لوگوں کے مقاصد حاصل کررہا تھا۔ وہ محض اسی وجہ سے عتاب میں آیا ہے کہ وہ اس فائل سے محروم ہوچکا ہے۔"

"اگر تمہاری یہ بات درست مان لی جائے تو پھر میں یہی کہوں گا کہ اس نے تمہاری صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا ورنہ وہ منہ مانگی رقم تمہارے منہ پر مار کر تم سے وہ کاغذ واپس لے سکتا تھا۔ اسے رقم کے ساتھ کوئی ہیر پھیر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"گڈ۔ میں بھی تم کو یہی بات سمجھانے کی کوشش کررہا تھا۔ تم آئزک سے زیادہ ذہین ہو۔ بعض چیزیں زندگی میں اتنی اہم ہوتی ہیں کہ ان کے سامنے پیسے کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ یہ بات سمجھ لینے کے بعد تم بھی ایک غلطی کررہے ہو۔"

"میں ہر بات سوچ سمجھ کر کرتا ہوں۔ میری کسی غلطی کی نشان دہی کرکے بقراط بننے کی کوشش مت کرو۔" اس کی آواز میں بدمزگی عود کر آئی۔

"وہ خود ڈیوڈ اسٹار ہے بلکہ تم جیسے تمام ڈیوڈ اسٹارز کا سربراہ ہے۔ تم اس کی خاطر گیپ کی قیمت ادا کرنے سے اپنی جان چھڑا رہے ہو۔"

اسپیکر پر اس کا ایک مختصر اور زہریلا قہقہہ ابھرا پھر اس کی آواز گونجی "ہم میں سے کوئی بھی اتنا احمق نہیں ہے کہ تمہاری باتوں میں آکر گیپ یا کسی بھی چیز کی قیمت دو مرتبہ ادا کرنے پر آمادہ ہوجائے۔"

"دو مرتبہ!" میں نے حیرت سے کہا "تم سے بات کرنے سے پہلے میں نے کسی سے ان کاغذوں کے لیے ایک پیسہ تک وصول نہیں کیا۔"

"یہاں غلطی تم سے ہورہی ہے۔ ضروری نہیں کہ کسی چیز کی قیمت صرف ڈالروں میں ہی ادا کی جائے۔ آئزک قیدوبند کی صعوبت اٹھا کر ان کاغذوں سے محرومی کی بھاری ترین قیمت ادا کررہا ہے پھر میں دو کوڑی کے ان کاغذوں کے لیے اپنا وقت اور سرمایہ کیوں برباد کروں؟"

اس کے جوابی سوال نے لمحہ بھر کے لیے مجھے چکرا کے رکھ دیا۔ مجھے اس کی طرف سے ذہانت کے ایسے برجستہ اظہار کی ذرا بھی امید نہیں تھی۔ میں نے سنبھالا لے کر پوچھا "تم وہ کاغذ حاصل کرکے اپنے دوست اور سربراہ کو اس مصیبت سے نکالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے؟"

وہ میرے سوال میں پوشیدہ مفہوم کو فوراً بھانپ گیا اور کسی توقف کے بغیر بولا "یہ نہ سمجھنا کہ میں اسے مشکل میں گھرا ہوا چھوڑ کر اس کی جگہ پر فائز ہونے کا کوئی احمقانہ خواب دیکھ رہا ہوں۔ ہم سب ایک دوسرے کے لیے ایک جان ہزار قالب ہیں مگر ہمارے فیصلے عقل سے عاری یا جذباتی نہیں ہوتے۔ تم ڈینی ہو یا عباس کرمانی، مجھے قائل کردو کہ وہ کاغذ اب بھی آئزک کے کسی کام آسکتے ہیں تو میں تم سے تمہاری شرائط پر ان کا سودا کرلوں گا۔"

"ان کاغذوں سے محروم ہوکر وہ اس حال کو پہنچا ہے، کاغذ مل جانے کے بعد اپنی پرالی پوزیشن میں لوٹ آئے گا۔ یہ سیدھی سی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آرہی؟"

"میرے نادان دوست! مجھے نیچا دینے کی کوشش مت کرو۔ خفیہ کاغذوں کا اعتبار اسی وقت تک قائم رہتا ہے جب تک وہ متعلقہ ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ ایک بار وہ کسی حریف یا دشمن کے ہاتھ لگ جائیں تو ردی ہوجاتے ہیں۔ آئزک کو ساری سزا اسی بات کی مل رہی ہے کہ وہ ان خفیہ اور اہم ترین کاغذوں کی حفاظت نہیں کرسکا۔"

"وہ کاغذ ردی ہی ہوچکے ہیں تو کچھ لوگ میری تلاش میں سردھڑ کی بازی کیوں لگائے ہوئے ہیں؟" وہ اپنی نکتہ آفرینی سے مجھے مسلسل مدافعت پر مجبور کررہا تھا۔

"یہ وہی بتا سکتے ہیں۔ میری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ گیپ کی بازیابی سے اب آئزک کو کوئی فیض نہیں پہنچے گا۔ اب ان کاغذوں کی فکر ان لوگوں کو ہوگی جنہوں نے آئزک کو آزادیاں دی ہوئی تھیں۔ وہ یہ پسند نہیں کریں گے کہ ایسے

Downloaded from https://paksociety.com

اہم کاغذ ملک سے باہر جائیں۔"

آئزک بیل کے برعکس بنجمن فورٹ بہت صاف ذہن کا مالک تھا۔ اس گفتگو میں اس نے یہ ثابت کردیا تھا کہ وہ ہر مسئلے کو اس کے صحیح تناظر میں پرکھنے کا عادی تھا۔ گیپ کے مندرجات سے لاعلم ہونے کے باوجود اس نے صحیح صورتِ حال کا ادراک کرلیا تھا اور مجھے اس کو اپنے جال میں پھانسنے میں کھلی ناکامی ہوتی نظر آرہی تھی۔

"وہ مرکر بھی مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب مجھے ان ہی سے سودا کرنا پڑے گا۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "تم پر میں بلاوجہ اپنا وقت برباد کررہا ہوں۔"

"اگر تمہارا عباس کرمانی ہونا تسلیم کرلوں تو اخبارات اس حوالے سے تمہیں ایرانی سیکرٹ ایجنٹ قرار دے رہے ہیں۔ کیا تم نے یہ کاغذات اپنے ملک کے بجائے صرف رقم کے لیے اڑائے تھے؟"

"سادا ک والے کچا کھیل نہیں کھیلتے۔ میرے ملک کے لیے ان کاغذوں کی نقلیں بھی بہت کافی ہوں گی۔ تمہاری یا کسی اور کی ضرورت اصل کاغذوں تک محدود ہے۔ میں صرف ان ہی کا سودا کروں گا۔ گیپ کا متن جانے بغیر یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آسکیں گی۔"

"تو تم ساواک کے آدمی ہو۔ شاہ کے زمانے میں تم لوگ دشمنوں سے زیادہ اپنے ہم وطنوں کے لیے ہوّا بنے ہوئے تھے۔" بنجمن نے متجسس لہجے میں کہا "تمہاری مادری زبان میں اس لفظ کے کیا معنے ہوتے ہیں؟"

"یہ لفظ نہیں، کئی اچھے الفاظ کا مخفف ہے۔ سازمانِ امنیت و اطلاعاتِ کشور۔ اب سب کچھ بدل گیا ہے۔ ایران میں اداروں کی شناخت بدل چکی ہے۔ شاہ کا دور اس کے ساتھ دفن ہوچکا ہے۔ اس کے اقتدار کے زمانے میں ایران کا کوئی سرکاری اہلکار امریکا کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔" میں نے محض کوئی راہ ملنے کی امید میں اس سے گفتگو جاری رکھی "آج میں سی آئی اے کے لیے ایک چیلنج بنا ہوا ہوں۔ وہ شاید میرا بال بھی بیکا نہیں کرسکیں گے۔"

"اور تمہارے فون پر کوئی ایسا آلہ بھی لگا ہوا ہے جو گفتگو میں کسی بھی مداخلت کی صورت میں فون بند کردیتا ہے؟" اس نے تائید طلب لہجے میں سوال کیا۔

"میدان میں اترنے سے پہلے اپنے دفاع کا بندوبست نہ کرنے والے عام طور پر برے انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔ یہاں حالات اس قدر خوف ناک ہیں کہ تم جیسے بارسوخ سورما بھی اپنے دفتر میں تالا ڈال کر اپنے کچھاروں میں جا چھپے ہیں۔ میں کس گنتی میں ہوں۔"

"ہم بھاگے نہیں ہیں۔" اس نے فوراً ہی میرے الزام کی تردید کی "موجودہ لہر کی گرد بیٹھ جانے کا انتظار کیا جارہا ہے۔ پھر تم دیکھ لوگے کہ زمین تمہارے لیے کتنی تنگ ہوچکی ہے۔ آئزک کی اپنی غلطیاں جو بھی رہی ہوں، اس کی ذلت کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔"

"چاہو تو میں اسی وقت تمہاری پسند کی جگہ پر تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"تاکہ تم آئزک کی طرح مجھے بھی دور سے گولیاں مار کر بھاگ جاؤ۔" اس کی آواز میں طنز کی تلخی پیدا ہوگئی "میرے لیے تمہارے یہ ہتھکنڈے ناکارہ ثابت ہوں گے اور میں یہ بھی بتا دوں کہ تم نے میرے گھر کے فون نمبر کا سراغ لگالیا ہے، ادھر کا رخ کرنے کی کوشش کی تو تمہارے چیتھڑے بھی مشکل سے ملیں گے۔"

"بزدل لوگ ہمیشہ ایسے ہی حصاروں میں رہتے ہیں اور خود کو محفوظ سمجھتے ہیں لیکن آخر کار بہت بے بسی کی موت سے دوچار ہوتے ہیں۔"

وہ ایک دم ہی بپھر گیا "موت ان لوگوں اور زمینوں پر نازل ہوگی جنھوں نے ہمیں امان دی اور نہ ہمارا وجود گوارا کیا۔ تم ڈینی ہو تو پاکستان کی اور عباس ہو تو ایران کی خیر مناؤ۔ ہم لوگ جس ہدف پر کام کرتے ہیں، اسے ہر قیمت پر حاصل کرکے رہتے ہیں۔"

اس کی وہ ہرزہ سرائی میرے لیے قابلِ برداشت نہیں تھی۔ میں نے جل کر کہا "اسی طرح جیسے آئزک آج کل اپنے سارے ہدف حاصل کررہا ہے۔"

"شٹ اپ!" وہ اپنی نفاست اور معاملہ فہمی کو خیرباد کہہ کر بدکلامی پر اتر آیا اور میں نے فون بند کردیا۔

"یہ کچھ زیادہ ہی مشکل شکار معلوم ہوتا ہے۔" ویرا نے پُرتشویش لہجے میں کہا "تم اسے گھیر گھار کر کہیں ملنے پر آمادہ کرنا چاہ رہے تھے مگر وہ تمہاری چال سمجھ رہا تھا۔"

"یہ ناکامی ہوئی ہے لیکن گیپ کے بارے میں اب میرا ذہن صاف ہوگیا۔ وہ کاغذ اب آئزک کے کسی کام نہیں آسکیں گے۔ وہ حالات اور شہادتوں کی بے رحم چکی میں پستا ہی چلا جائے گا۔ گیپ کی تلاش اب صرف سی آئی اے یا دوسری ایجنسیوں کے ذمے ہوگی۔"

"اس کی باتوں سے ظاہر ہورہا تھا کہ ڈپوڈ اسٹارز کے پاس سوچنے اور کام کرنے والے دماغوں کی کمی نہیں ہے۔ وہ آئزک کا ایک بہتر متبادل ثابت ہوگا۔" ویرا بولی۔

Downloaded from https://paksociety.com

"اس سے ہونے والی گفتگو نے میرے ذہن میں آگ سی بھڑکی ہے اور دل چاہ رہا ہے کہ اس کی شیخیوں کا اسی وقت منہ توڑ جواب دیا جائے۔" میں نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

"میجر جنجوعہ سے اس کا فون نمبر مل گیا مگر پتا ہاتھ نہیں لگ سکا۔"

میرا آخری فقرہ سنتے ہی ویرا یوں چونکی جیسے اسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی ہو۔ پُرخیال انداز میں زیرِلب کچھ بڑبڑانے کے بعد وہ بولی "ابتدائی ہندسوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جنجعہ کے فون کا تعلق کوئنز کے علاقے سے ہے جہاں جینی رہتی ہے۔ ٹھہرو، میں نمبروں والی ڈائریکٹری دیکھتی ہوں۔"

اس کی زبان سے جینی کا نام سن کر میرے ذہن میں بھی ایک دریچہ کھل گیا "ڈائریکٹری دیکھ لو۔ کام بن جائے تو اچھا ہے ورنہ ہم ابھی جینی کی طرف چلتے ہیں۔ اس بے چاری کو تم نے بری طرح نظرانداز کیا ہوا ہے۔ خطرات ٹل جانے کے بعد تمہیں پہلی فرصت میں اس سے ملنا چاہیے تھا۔"

ڈائریکٹری تلاش کرتے کرتے اس نے نظریں اٹھا کر مجھے گھورا اور تیکھے لہجے میں بولی "وہ یکایک اس موقع پر کیسے یاد آگئی۔ کیا ایک بار پھر اسے استعمال کرنے کا ارادہ ہے؟"

"میں نے ایک مرتبہ بھی اسے استعمال نہیں کیا۔ اب تک جو کچھ ہوتا رہا، اس کی تجویز تمہاری طرف سے آتی رہی تھی۔ میری حیثیت تمہارے پیغام رساں سے زیادہ نہیں تھی۔"

ڈائریکٹری کی تلاش میں ناکامی پر ویرا نے کال بیل کا بٹن دبایا اور بولی "تھوڑی دیر بعد ہم تینوں یک جا ہوں گے تو سب کچھ سامنے آجائے گا۔ فون پر وہ مجھے چکر دے سکتی ہے لیکن روبہ رو اپنے دل کا چور مجھ سے نہیں چھپا سکے گی۔"

اسی لمحے مائیک اپنے لباس کے اگلے حصے پر ایپرن باندھے کمرے میں تھس آیا۔ خلافِ توقع اس کی آمد پر میرا منہ بن گیا اور میں نے تلخی سے پوچھا "تمہیں اپنے کمرے میں ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"میں اپنے کمرے میں ہی تھا۔ جب تم اسپیکر فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔ میں تم دونوں کے ڈنر کی تیاری کے لیے کچن میں آیا تھا اور وہیں مصروف تھا۔"

اس کی زبان سے اسپیکر فون کا حوالہ سن کر میرے تن بدن میں آگ سی لگ گئی "ڈنر گیا بھاڑ میں۔ جب تمہیں ایک بار بتا دیا گیا ہے کہ تم اجازت کے بغیر اندر نہیں آؤ گے تو تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ تم ہماری سن گن لینے کے چکر میں لگے ہوئے ہو؟"

"یہ تمہارا وہم ہے۔" اس نے نہایت سنجیدہ اور مدافعانہ لہجے میں کہا "میں تمہاری خلوت اور ہدایت کا پورا پورا احترام کرتا ہوں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ کھانا تیار کرنے، ناشتا بنانے اور کمروں کی صفائی کرنے کے لیے بھی مجھے کسی اجازت کی ضرورت ہوگی۔ یہ سب کام تو میرے فرائض کا لازمی حصہ ہیں۔ میں ہر وقت اجازت لینے کے چکر میں پڑا رہا تو تمہیں کوئی چیز وقت پر نہیں مل سکے گی۔"

اس کی دلیل معقول تھی۔ اس کے باوجود میرا غصہ رفع نہ ہو سکا۔ میں نے اسی لہجے میں سوال کیا "تم کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے تھا۔ تمہیں اس تجسس میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی کہ میں اسپیکر فون پر کس سے کیا بات کر رہا ہوں؟"

"میں نے کسی تجسس سے کام نہیں لیا۔" اس نے حیرانگی سے کہا "میں بہرا نہیں ہوں۔ وہ آوازیں کچن تک آرہی تھیں پھر بھی میں نے پوری باتیں نہیں سنیں۔ میرا دھیان اپنے کام کی طرف تھا۔ میں یہاں تمہارا خدمت گار ہی نہیں، معاون اور خیرخواہ بھی ہوں۔ میرے ساتھ اتنی بے اعتمادی روا رکھو گے تو تلخیاں ہی تلخیاں پھیلتی چلی جائیں گی۔"

میری بے ساختہ جھلاہٹ کا اندازہ لگا کر ویرا نے گفتگو کی ذمے داری خود سنبھال لی اور مفاہمانہ لہجے میں بولی "دیکھو مائیک! یہ بے اعتمادی کی بات نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ کب ہم گھر میں اکیلے ہیں اور کب تم بھی اندر موجود ہو۔ آخر ہم جوان ہیں اور ایک دوسرے کے بے تکلف دوست ہیں۔ تم اندر آبھی گئے تھے تو تمہیں کسی آواز یا اشارے سے ہمیں اپنی آمد سے باخبر کر دینا چاہیے تھا۔ بے اعتمادی سے زیادہ یہ اخلاقیات کا معاملہ ہے۔"

ویرا کے اٹھائے ہوئے سوال نے اسے نادم کر دیا "یہ میری اخلاقی غلطی تھی اور میں اس پر شرمندہ ہوں۔ آئندہ تمہیں یہ شکایت بھی نہیں ہوگی۔ میرے بارے میں جب بھی ذہن میں کوئی بدگمانی آئے تو یہ ضرور یاد رکھنا کہ باس نے تم دونوں کے بارے میں صرف تین آدمیوں کو اعتماد میں لیا ہے اور میں ان میں سب سے پہلا تھا۔"

"اب ذرا نیو میریکل ڈائریکٹری دو۔ وہ کہیں نہیں مل رہی۔" ویرا نے مسکرا کر وہ قصہ ختم کر دیا۔

"وہ دوسرے کمرے میں ہے۔" مائیک نے کہا اور فرماں بردارانہ انداز میں سر جھکا کر تیزی سے ہماری خواب گاہ سے نکل گیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"اس وقت تم نے بلاوجہ ہی اسے لتاڑا ہے۔ بلیک ڈیڈ کے آدمیوں کے ساتھ اتنا جارحانہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔" اس کے چلے جانے پر ویرا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"اس کی زبان سے اسپیکر فون کا ذکر سن کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ مجھے جتانے کی کوشش کررہا ہو۔" میں نے بھی سرگوشیانہ لہجے میں کہا "اچھا ہوا کہ تم نے بات سنبھال لی۔"

مائیک ڈائریکٹری کی کئی موٹی موٹی اور وزنی جلدیں لے کر آیا اور اس نے میز پر رکھ دیں۔

"اب میں رات کے کھانے اور باورچی خانے کی صفائی تک یہیں موجود رہوں گا۔ اس دوران میں زیادہ جذباتی ہونے کی کوشش نہ کرنا۔" مائیک نے واپس لوٹتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور چلا گیا۔ اس کا وہ مفاہمانہ رویہ قابل تعریف تھا۔

ویرا ڈائریکٹری کی مطلوبہ جلد سنبھال کر تیزی سے اس کی ورق گردانی کررہی تھی۔ مختلف علاقوں کے ترتیب وار چھپے ہوئے فون نمبروں کا کئی مرتبہ جائزہ لینے کے بعد اس نے مایوسانہ لہجے میں اپنی ناکامی کا اعتراف کرلیا۔

مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تحفظ اور رازداری کے رسیا ڈیوڈ اسٹارز نے اپنے سراغ کے اس ذریعے کو بھی نظرانداز نہیں کیا ہوگا مگر میں نے قبل ازوقت اس خیال کا اظہار کرکے ویرا کی دل شکنی نہیں کی تھی۔ وہ عام طور پر شاکی رہتی تھی کہ میں تاریک امکانات پر پہلے غور کرتا ہوں اور بیشتر اوقات وہی واضح ہوکر سامنے آجاتے ہیں۔

ناکامی پر ویرا نے ڈائریکٹری بے پروائی سے ایک طرف ڈال دی اور مجھ سے گویا ہوئی "اب اس خوب صورت فتنے کے بارے میں تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"اسے معلوم ہے کہ تم کسی تکلیف دہ اور سیلن زدہ تہ خانے میں مقیم ہو۔ اسے بتادو کہ تم اس مخدوش ماحول سے نجات پاچکی ہو اور اس سے ملنے جاسکتی ہو۔"

"فون کرنے کے بجائے کیوں نہ سیدھے اس کے گھر پہنچ جائیں۔ گاڑی موجود ہے اور تم نے اس کا گھر دیکھا ہوا ہے۔" ویرا نے تجویز پیش کی۔

"مائیک ہمارے لیے ڈنر تیار کررہا ہے۔ فی الحال جینی کو فون کردو۔ کھانے کے بعد سوچیں گے کہ اس سے ملنا کس حد تک سودمند ثابت ہوسکتا ہے۔" میں نے انگڑائی لے کر کہا۔

"کھانا بھی اس کے ساتھ کھایا تو وہ بندریا خوش ہوجائے گی۔" جینی سے میرے معاملے میں حسد و رقابت کے ساتھ ویرا کو اس کی دل جوئی بھی عزیز تھی "مائیک کا بنایا ہوا کھانا پھر کسی وقت کام آجائے گا۔ یہاں ویسے بھی گھروں میں ہروقت تازہ کھانا تیار کرنے کا رواج نہیں ہے۔ ہرڈش تھوک کے حساب سے تیار کرکے ڈیپ فریز کردی جاتی ہے اور پھر مائیکرو ویو اوون کے ذریعے تازہ کرکے ہفتوں کھائی جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بیکسٹر کے جمائے ہوئے کھانے گرم کررہا ہو۔"

"دیکھ لو کہ وہ گھر پر ہی ہے یا کہیں آوارہ گردی کے لیے نکلی ہوئی ہے۔" میں نے مشورہ دیا۔

فون پر گفتگو کا آغاز ہوتے ہی میں نے اندازہ لگا لیا کہ جینی گھر پر موجود تھی۔ ویرا کو باتوں میں مصروف چھوڑ کر میں کچن کی طرف ہولیا۔ میری دانست میں یہ امکان نہ ہونے کے برابر تھا کہ جینی اپنی کسی مصروفیت کی بنا پر ویرا جیسی پرانی سہیلی سے ملاقات کا وہ موقع گنوادیتی۔

"ہماری طرف سے تمہیں آزادی ہے۔" میں نے باورچی خانے میں پہنچ کر مائیک کو خوش خبری سنائی "ہم آج کا کھانا باہر کھائیں گے۔ چاہو تو تم بھی دو تین گھنٹوں کے لیے آوارہ گردی کے لیے نکل سکتے ہو۔"

اس اطلاع پر مائیک نے فوراً ہی چولھے کا برنر بند کردیا۔

"شاید تم دلوں میں بھی جھانک سکتے ہو۔ نہ جانے کیوں مجھے اپنی گرل فرینڈ یاد آرہی تھی۔" مجھ سے بات کرتے ہوئے اس کے ہاتھ تیزی سے سامان سمیٹنے میں مصروف تھے "مجھے واپسی میں دیر سویر ہوجائے تو فکر مت کرنا۔ دروازہ اندر سے بولٹ کرکے سوجانا۔ بس صبح تمہیں میرے لیے بولٹ کرانے ہوں گے۔"

میں نے بھی مائیک کا ہاتھ بٹانا شروع کردیا۔ میرے لیے یہ اچھی خبر تھی کہ ہمارے ساتھ وہ بھی گھر سے باہر جارہا تھا اور مجھے ٹیلی فون لائن سے سی ایس ڈی الگ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

تھوڑی دیر پہلے کی تلخ کلامی کے بعد میرے معاون رویّے نے مائیک کے دل سے رہی سہی کدورت بھی ختم کردی۔ وہ کچن سے فارغ ہوکر سیدھا اپنے کوارٹر کی طرف چل دیا۔

میں واپس لوٹا تو ویرا کے مذاکرات بدستور جاری تھے۔ وہ جینی سے ہنس ہنس کر باتیں کررہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے کہا "تمہارا وہ من موہنا بھی منڈلاتا ہوا آگیا ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ اسے بھی اپنے ساتھ لے کر آؤں۔ اس کی وجہ سے مجھے تمہارے گھر پہنچنے میں آسانی رہے گی۔ وہ آجائے تو اس سے باقی باتیں تم خود کرلینا۔"

Downloaded from https://paksociety.com

میں ایک گہرا سانس لے کر اپنا سر جھٹکتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس وقت ویرا کی وہ منافقت مجھے زہر محسوس ہوئی تھی۔

وہ جینی کو ایک مرتبہ پھر میرے سر پر سوار ہونے کی ڈھیل دے رہی تھی جب کہ وہ میرے اور جینی کے میل جول میں کسی بھی قسم کی گرم جوشی پر کھل کر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر چکی تھی۔ اسے علم نہیں تھا کہ پاکستان بھیجے جانے والے پرزوں کی نقل و حمل کی تفصیل حاصل کرتے ہوئے، جینی کے گھر میں میرے اور اس کے مراسم کن حدوں کو چھو چکے تھے۔

ویرا اسے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ جینی کو میرے ذریعے اس کے تنگ دلانہ خیالات سے پہلے ہی واقفیت ہو چکی تھی۔ مجھے امید تھی کہ اس سہ فریقی ملاقات کے نتیجے میں ہم تینوں کے درمیان کوئی کشیدگی پیدا نہیں ہوگی۔

مائیک کو اپنی گرل فرینڈ سے ملنے کی ایسی عجلت تھی کہ وہ گیراج سے گاڑی باہر نکال کر ہم سے پہلے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔

سی ایس ڈی کو میں نے پہلے ہی اس طرح نصب کیا تھا کہ اسے آسانی سے دیکھنا یا تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔ چلنے سے پہلے اس پر ایک نگاہ ڈال کر میں نے کمرے کی روشنیاں گل کیں اور باہر آگیا۔ گاڑی کی چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ احاطے کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہاں یہ دھڑکا نہیں تھا کہ مکینوں کی کسی غفلت کی وجہ سے کوئی گاڑی اڑا لے جائے گا۔

مجھے مین ہٹن سے زیر آب سرنگ کے ذریعے کوئنز میں داخل ہونے کے بعد جینی کے گھر کا راستہ یاد تھا جو میں نے ایک ٹیکسی میں طے کیا تھا لیکن اپنی قیام گاہ سے وہاں تک کے راستے اور فاصلے کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ میرے جانے بوجھے مقام تک رہنمائی کی ذمے داری ویرا نے اپنے سر لے لی تھی۔ میں اس کے بتائے ہوئے خوب صورت اور کشادہ راستوں پر نیویارک کی متمول اور اوسط درجے کی آبادیوں کے درمیان کافی دیر تک ڈرائیونگ کرتا رہا۔

طویل اور پُر پیچ راستوں سے گزارنے کے بعد ویرا نے آخر کار مجھے اس جانی بوجھی شاہراہ پر پہنچا دیا جہاں بلیک ڈیڈ نے آئزک بیل پر ناکام قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

اس وقت ہم کوئنز مڈ ٹاؤن ایکسپریس وے پر مین ہٹن کی طرف سفر کر رہے تھے۔ مقررہ جنکشن آتے ہی میں نے گاڑی داہنی طرف لی اور ذرا سی دیر بعد ہم جینی کے گھر پہنچ گئے۔

وہ ویرا سے جینی کی پہلی ملاقات تھی۔ جینی گرم جوشی سے اس سے بغل گیر ہو گئی۔ میں ویرا کے پیچھے تھا۔ جینی اس سے گلے ملتے ہوئے مجھے آنکھوں سے عجیب و غریب اشارے کرتی رہی۔ میرے پاس ایک دل فریب مسکراہٹ کے سوا اس کے اشاروں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

ویرا سے فارغ ہو کر جینی میری طرف لپکی تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ اس کے تیوروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ مجھ سے بھی ویرا جیسا سلوک ہی کرے گی مگر غنیمت ہوا اس نے مجھ سے ایک طویل مصافحے پر ہی اکتفا کیا اور پھر ہمیں ساتھ لے کر گھر میں داخل ہو گئی۔

ویرا اور جینی میں بظاہر زیادہ فرق نہیں تھا۔ دونوں جوان، خوب صورت، لاابالی اور غیر شادی شدہ تھیں مگر ویرا کی زندگی کا ڈھب کچھ عجیب ہی تھا۔ وہ گھر داری اور گھر سے ہمیشہ دور بلکہ نالاں سی رہی تھی۔ جینی کے پُر تعیش اور آراستہ مکان کو دیکھ کر وہ بے ساختہ تعریفیں کیے بغیر نہ رہ سکی۔

"اتنا بھرا پرا اور آراستہ مکان بنایا ہے تم نے۔ کسی چیز پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہیں ہے۔"

"یہ میرا نہیں، میری ہاؤس کیپر کا کمال ہے۔ نفاست اس کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔" جینی نے فخریہ ہنسی کے ساتھ بتایا۔

"تو کیا وہ تمہارے ساتھ ہی رہتی ہے؟" ویرا نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں، اس کے پاس گھر کی چابی رہتی ہے۔ میرے دفتر جانے کے بعد آتی تھی اور اپنا کام کر کے چلی جاتی تھی۔ اب دو روز سے میں گھر میں ہی ہوں تو اس سے ملاقات ہو رہی ہے۔"

"اس چھوٹے سے خوابوں کے جزیرے میں وہ اپنے بوائے فرینڈ کو ضرور لاتی رہی ہوگی؟"

"لاتی رہے۔" جینی شانے اچکا کر مترنم آواز میں ہنسی۔ "اگر وہ چور نہیں ہے اور ان دنوں کی وجہ سے میرے گھر کی کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچتا تو میرا کیا حرج ہے۔ اچھا ہے ان کا ہوٹل کا خرچ بچ جاتا ہے۔ اس گھر میں پچھلی ایک رات میں نے جس خوف اور کرب میں گزاری ہے، اس وقت

Downloaded from https://paksociety.com

تمہارے ساتھ مجھے بھی یاد آرہی تھی۔ خوف کے عالم میں تنہائی انسان کو ڈسنے لگتی ہے۔" وہ ایک جھرجھری لے کر خاموش ہوگئی۔

"سوری جینی!" ویرا مربیانہ انداز میں اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی "میری اپنی مجبوریاں تھیں۔ وہ رات ہم سب کے لیے ایک ڈراؤنے خواب کی طرح تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کا انجام اچھا ثابت ہوا۔ نتائج مختلف ہوتے تو اس وقت بھی ہم اسی عذاب سے دوچار ہوتے۔"

ویرا نے مکان کی تعریف کرکے جینی کا دل بڑھا دیا تھا۔ وہ اسے ساتھ لے کر گھر کا ایک ایک کونا دکھاتی پھر رہی تھی۔ اس دوران میں ان کی باتیں بھی جاری تھیں۔

میرے لیے وہ مکان اور اس کی مکین اچھی طرح دیکھی بھالی تھی۔ اس سیر میں میرے لیے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں نے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر سگریٹ سلگالی۔

ویرا کے ساتھ ڈرائنگ روم میں واپس آتے ہی جینی والہانہ انداز میں براہِ راست مجھ سے مخاطب ہوگئی "تم نے روزی کو بہت پریشان کیا ہوا ہے۔ کبھی اسے مشکل حالات میں چھوڑ کر بھاگ جاتے ہو اور کبھی کئی کئی دن اس کی خبر نہیں لیتے۔"

ہم تینوں کے درمیان ناموں کا بھی ایک عجیب گورکھ دھندا چلا ہوا تھا۔ وہ دونوں عورتیں ایک دوسرے کی پرانا شناسا اور مزاج آشنا تھیں لیکن ویرا نے مجھے اسلم خان عرف رمضان بنا کر اُس سے ملاقات کے لیے بھیجا تھا اور جینی کے سامنے میری زبان سے روزی ہی کہلوانا پسند کرتی تھی۔ اس پیچ در پیچ جھوٹ سے ویرا کا مقصد صرف اتنا تھا کہ وہ نیویارک میں میرے ساتھ اپنی موجودگی کو خفیہ رکھنا چاہتی تھی مگر جینی اس کے اندازوں سے کہیں زیادہ چالاک تھی۔

رنگسن کے دفتر میں اس سے ہونے والی میری پہلی ملاقات خاصی مختصر تھی لیکن وہ اسی لمحے سے مجھ پر مائل بہ کرم ہونے لگی تھی پھر اس نے رنگسن کے ذریعے پاکستان بھیجے جانے والے ایٹمی پلانٹ کے پرزوں کی نقل و حرکت کی اطلاعات دینے کے بہانے مجھے اپنے گھر بلایا تو بے تکلفانہ خلوت میں اس نے پورے وثوق سے دعویٰ کردیا کہ میں ڈبنی ہی تھا۔

جینی نے میرے لیے انکار کی گنجائش چھوڑی تھی نہ وہ اقرار کا موقع تھا۔ ہمارے درمیان یہ مفاہمت ضرور ہوگئی تھی کہ ویرا کے سامنے جینی مجھے وہی سمجھتی رہے گی جو ویرا اسے سمجھانا چاہتی تھی۔

"تم روزی کی پرانی سہیلی ہو۔ یہ بات مجھ سے زیادہ جانتی ہوگی کہ روزی مردوں کو اپنے پاس بلانے اور پھر بھگانے کے فن میں یگانۂ روزگار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جب آدمی کی جان پر بن جائے تو اس کے عشق و محبت کے سارے دعوے پانی کے بلبلوں کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔"

میرے جواب پر جینی نے دل کھول کر قہقہہ لگایا "تم عجیب مرد ہو کہ اتنی ڈھٹائی سے اپنی بزدلی کا اعتراف کررہے ہو۔ اس تہ خانے میں ویرا نے بھی وہ پوری رات گزاری ہی تھی۔"

"میں ایسی مردانگی کو دور ہی سے سات سلام کرتا ہوں جس میں ناحق موت کا خطرہ ہو۔ روزی کے پیچھے لگے ہوئے قاتلوں اور خونیوں کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ میں ایک عورت کو مارتے ہیں یا اس کے دوست کو بھی پیوندِ زمین کردیتے ہیں۔"

"تم جو کچھ بھی ہو' آدمی دلچسپ ہو۔" مجھ سے کہتے کہتے وہ اچانک ویرا کی طرف متوجہ ہو کر بولی "مجھے اس کی ان ہی باتوں پر پیار آتا ہے لیکن یہ بات بات پر بھڑکنے لگتا ہے۔"

ویرا نے جینی سے نظریں بچا کر مجھے گھورا پھر بے چینی سے پہلو بدل کر بولی "یہ اتنا بونگا بھی نہیں ہے۔ تم نے بلاوجہ اس کی تعریفیں کرکر کے اسے سر چڑھالیا ہے اس لیے یہ اس وقت کچھ زیادہ ہی بن رہا ہے۔ پچھلی بار تو یہ بہت دیر تک تمہارے ساتھ رہا تھا اور رات گئے جھومتا جھامتا واپس پہنچا تھا۔"

"یہ راستے میں کسی شراب خانے میں گھس گیا ہوگا۔ یہاں سے تو بالکل ٹھیک ٹھاک نکلا تھا۔" جینی نے مسکرا کر کہا "اچھا ہوا کہ تم اسے اپنے ساتھ لے آئیں۔ تھوڑی دیر کے لیے کمرے میں بند کرکے پوچھ گچھ کروں گی تو اس کی ساری قلعی کھل جائے گی۔"

مجھے نظر آرہا تھا کہ گفتگو کا وہ رخ ویرا کے لیے تکلیف دہ ثابت ہورہا تھا۔ اس نے اپنی کھوپڑی پر قابو پانے کے بجائے فوراً ہی موضوع بدل دیا "جینی! اب کھانے کا بندوبست کرو۔ یہ فضول باتیں بعد میں بھی ہوسکتی ہیں۔ بھوک سے میرا دم نکل رہا ہے۔"

جینی نے ایک مرتبہ پھر قہقہہ لگایا۔ ہم لوگوں سے مل کر وہ بات بات پر کھلی پڑ رہی تھی۔ ہنسی تھمنے پر اس نے ویرا سے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت تک امریکا سے باہر رہنے کے بعد تم یہاں کے سارے ادب آداب بھول گئی ہو۔ یہاں ہر مہمان خود ہی اپنا میزبان ہوتا ہے۔ میں کیا بندوبست کروں گی۔ دونوں میرے ساتھ کچن میں آجاؤ اور اپنی پسند کی چیزیں نکال کر خود ہی گرم کرلو۔ زبردست ڈنر کا مزہ آجائے گا۔ میرا فرج اور ڈیپ فریزر بھانت بھانت کی ڈشوں سے بھرا ہوا ہے۔"

"تم برف جھاڑ پونچھ کر دو چار ڈشیں پچان کے قابل بناؤ۔ ہم آتے ہیں۔"

"یوں کہو کہ اپنے دوست کے ساتھ تخلیہ چاہتی ہو۔" جینی نے ویرا کے فقروں میں چھپا ہوا مفہوم خوش دلی سے دہرایا اور اپنی بھری بھری کمر کو لچکیلے بل دیتی ہوئی ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔

"اس کے سامنے اس قدر احمق اور بودے بننے کی کوشش مت کرو کہ وہ تمہیں تل کر کھانے کا پروگرام بنانے پر مجبور ہوجائے۔" جینی کے جاتے ہی ویرا دانت پیس کر سرگوشیانہ لہجے میں غرائی "اوباش لڑکیاں ایسے نکمّے اور ڈرپوک مردوں پر جان دیتی

Downloaded from https://paksociety.com

ہیں۔

"اب تبدیلی مشکل ہے ڈارلنگ!" میں نے ویرا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا "پچھلی دو ملاقاتوں میں میں نے اسی تدبیر سے خود کو اس کی زد سے بچایا تھا۔ اب میں نے پٹڑی بدلنے کی کوشش کی تو وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جائے گی کہ تم نے تخلیے میں مجھے کوئی پٹی پڑھائی ہے۔"

"میں یہ سب نہیں جانتی!" یہ کہتے ہوئے وہ صوفے سے اٹھ گئی "بس تمہیں اتنا بتانا چاہتی ہوں کہ یہاں میری مرضی کے خلاف کوئی واقعہ رونما ہوا تو میں تمہارا حشر خراب کردوں گی۔"

"تمہارے ساتھ رہ کر میرا حشر ویسے بھی کچھ بہتر نہیں ہے۔" میں ایک گہرا سانس لے کر اُس کے پیچھے کچن کی طرف چل پڑا۔

تن آسان اور قدرے فربہی مائل جینی نے کچن میں اشیائے خورونوش کی واقعی کافی ذخیرہ اندوزی کی ہوئی تھی۔ ہم تینوں نے مل جل کر دوستانہ فضا میں ڈشیں گرم کیں۔ عمدہ قسم کی وائن کے ساتھ روکھے پھیکے مغربی کھانوں سے اچھی طرح شکم سیر کیا پھر سیاہ کافی کا مگ تیار ہوتے ہی ہم کچن سے باہر نکل آئے۔ اس بار ویرا کا رخ جینی کی اسٹڈی کی طرف تھا۔

"تمہاری اسٹڈی میں کمپیوٹر کے ساتھ کچھ زیادہ ہی ڈبے وغیرہ نظر آرہے ہیں۔" ویرا نے وہاں رک کر کچھ سوچتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"یہ میرا پیشہ' شوق اور وقت گزاری کا بہترین مشغلہ ہے۔ بازار میں آنے والی ہر نئی چیز میں اس میں شامل کرلیتی ہوں۔ اس سسٹم کی قدر کمپیوٹر کا کوئی شوقین ہی کرسکتا ہے۔"

"اور یہ رنگس والوں کے کمپیوٹر سے بھی ملا ہوا ہے۔" میں نے بات بڑھانے کے لیے ٹکڑا لگایا۔

ویرا کی استفسار طلب نگاہیں روزی کی طرف اٹھیں اور وہ فخریہ لہجے میں بتانے لگی "یہاں بیٹھ کر میں ہر وہ کام کرسکتی ہوں جو اپنی کمپنی کے دفتر میں کرتی تھی۔"

ویرا کمپیوٹر کی کارکردگی کے بارے میں زیادہ باخبر نہیں تھی۔ اس نے حیرت سے پوچھا "رنگس کا سارا ریکارڈ تم یہاں بیٹھے بیٹھے دیکھ سکتی ہو؟"

"اسی کی مدد سے میں نے پرنسٹن کے خفیہ گودام کی نشان دہی کی تھی۔ بس آسٹرک کا انتہائی نجی نوعیت کا وہ ریکارڈ جس کے لیے خاص پاس ورڈ ضروری ہوتا ہے' میری رسائی سے باہر ہے۔"

وہاں آنے سے پہلے ہم نے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی تھی۔ بس ایک اخلاقی ذمے داری تھی جسے نبھانے کے لیے ہم جینی کے پاس چلے آئے تھے لیکن ان باتوں کے درمیان ہی مجھے بلیک ڈیڈ کے دیئے ہوئے وہ چار نام یاد آئے جن کا مزید سراغ ملنا دشوار ہو رہا تھا۔

میں نے جیب سے وہ رقعہ نکال کر جینی کی طرف بڑھا دیا "ان میں سے کوئی نام تمہارے ریکارڈ پر ہوگا؟"

سن بے تاب جھوں پر زور دے کر اپنا سر ہی میں ہلا دیا "مجھے سے کمپیوٹر پر ہزاروں فائلوں کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ میرے لیے ان سب کا یاد رکھنا ناممکن ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ نام کہیں مل جائیں۔ یہ پرچہ تمہیں کہاں سے ملا ہے؟ ناموں سے تو یہ چاروں ہی یہودی معلوم ہوتے ہیں۔"

"یہ آسٹرک بیل کے چار قریب ترین ساتھی ہیں۔" مجھ سے پہلے ویرا بول پڑی "تمہارا باس مجرم ثابت ہوا تو اس کے یہ چاروں ساتھی بھی مجرم ہوسکتے ہیں۔"

اس کی شوخ اور زندگی سے بھرپور آنکھوں میں یکایک بے رونقی سی اتر آئی اور وہ ویرا کو گھورنے لگی۔

"کیا بات ہے؟ مجھے اس طرح کیوں گھور رہی ہو؟" ویرا نے خفت آمیز ہنسی کے ساتھ پوچھا۔

"ایک بات پوچھوں؟ سچ سچ جواب دوگی؟" جینی نے سرد اور سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔

"پوری کوشش کروں گی۔ تمہارے چہرے کی بدلی ہوئی کیفیت سے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم کوئی بہت اہم سوال کرنا چاہ رہی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ میرے پاس اس کا جواب موجود نہ ہو۔"

"تم سے اچانک ملاقات کی خوشی میں وہ سوال میرے ذہن سے پھسل گیا تھا۔ کیا میں اسلم کی موجودگی میں تم سے کھل کر بات کرسکتی ہوں؟" جینی نے مجھ پر نگاہ ڈال کر ویرا سے پوچھا "مجھے یقین ہے کہ میرے اس سوال کا جواب تمہارے سوا کوئی نہیں دے سکے گا۔"

"برے بھلے وقت میں میرے ساتھ دوڑ لگا کر اسلم بہت کچھ جان چکا ہے اور میں اس پر اعتماد کرنے لگی ہوں۔ ایسا نہ ہوتا تو اسے اپنا نمائندہ بنا کر تمہارے پاس نہ بھیجتی۔"

"پرنسٹن سے انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن کا ایک انسپکٹر ابھی تک لاپتا ہے۔ وہ تمہاری دلچسپی کے پرزوں کا معائنہ کرنے وہاں گیا تھا۔ پھر کہیں نہیں دیکھا گیا۔ وہ کہاں ہے؟"

"وہ انسپکٹر نہیں' تخریب کار تھا۔" ویرا ایک گہرا سانس لے کر بولی "رنگے ہاتھوں پکڑا اور پھر مارا گیا۔ اس کی لاش ایک متروک کنوئیں کی تہ میں محفوظ ہے۔"

"میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ دلسن کی پُراسرار گمشدگی میں میرا کوئی نہ کوئی کردار ضرور ہے۔ وہ جس گودام کے چکر میں غائب ہوا' اس کا پتا میں نے ہی اسلم کو فراہم کیا تھا۔"

"کیا تمہیں اس کی موت پر افسوس ہے؟" ویرا نے ذرا تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"میرے لیے وہ ایک اجنبی ہے۔ روز اخبارات میں بہت سے لوگوں کے مرنے اور گم ہونے کی خبریں آتی ہیں۔ ان پر میں دھیان بھی نہیں دیتی۔ اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں ایک قتل میں شریک ہو چکی ہوں۔ اس پر مجھے ندامت ہے نہ افسوس مگر احساس پیدا ہو چکا ہے۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"کسی بھی انسان کی اچھائی یا برائی سے قطع نظر' اس کا قتل محسوس کیا جانا چاہیے.... بالکل اسی طرح جیسے میں آج بھی رہ رہ کر اپنے باپ کے قتل کے لمحے کو محسوس کرتی ہوں...."

"میں یہی پوچھنا چاہ رہی تھی۔" جینی اس کی بات کاٹ کر بول پڑی "تم اپنے باپ کے خون کا انتقام لینے کے لیے امریکا واپس آئی تھیں۔ کم از کم مجھ سے تم نے یہی کہا تھا۔ آئزک قید ہوگیا۔ اب تم دوسرے بکھیڑوں میں الجھ کر اپنا مستقبل کیوں داؤ پر لگا رہی ہو۔"

"میرے باپ کا لہو وائٹ ہاؤس کی ایک روش پر بہا تھا۔ جب تک اس کے قاتل کا خون کسی گندی نالی میں نہیں بہتا' میں اس کے حلیفوں اور مددگاروں کو ذبح کرتی رہوں گی؟"

"یہ چار نام بھی تم اسی لیے اپنے ساتھ لیے پھر رہی ہو؟" جینی نے میرا دیا ہوا رقعہ چٹکی میں دبا کر ویرا کے چہرے کے سامنے لہرایا۔

"ان کے کردار کا تعین ہونے پر ہی میں کوئی فیصلہ کر سکوں گی۔" جینی کے موڈ کا اندازہ لگا کر ویرا نے بہت خوب صورتی سے بات گھما دی۔ میں نے بھی بھانپ لیا تھا کہ ناگزیر ضرورت سے زیادہ خوں ریزی جینی کے سلجھے ہوئے مزاج سے ذرا بھی ہم آہنگ نہیں تھی۔ گمشدہ ولسن کا خیال آتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

"کردار کا تعین تو تم کر ہی چکی ہو۔" جینی نے اپنی کمپیوٹر ڈیسک کے سامنے پڑی ہوئی کرسی سنبھالتے ہوئے کہا "تم نے تھوڑی دیر پہلے ان چاروں کو آئزک کے قریب ترین ساتھی قرار دیا تھا۔"

ہلکے پھلکے تفریحی انداز میں شروع ہونے والی اس ملاقات نے یک بہ یک سنجیدہ بلکہ خطرناک رخ اختیار کرلیا تھا۔ ہم دونوں نے بھی اسٹڈی میں پڑی ہوئی کرسیاں سنبھال لیں۔

"قریب ترین ساتھی ہونا کوئی جرم نہیں ہوگا۔ دیکھا جائے تو رنگس کے سارے ملازمین اصولی طور پر آئزک کے جرائم میں شریک تھے۔ بڑے عہدے پر ہونے کی وجہ سے تمہاری شراکت کو زیادہ سنگین کہا جاسکتا ہے مگر میں نے رنگس کے ملازمین کا قتل عام نہیں کیا۔ تم بدستور میری دوست ہو اور میں اس وقت تمہاری مہمان ہوں۔ کسی کے کردار کا تعین اس کی حیثیت سے نہیں' اس کے عمل سے ہوتا ہے۔ ان چاروں کا سراغ لگا کر اور چھان بین کرکے ہی کوئی رائے قائم کی جاسکے گی۔"

"تم ان چاروں کو اندھا دھند اپنے انتقام کا نشانہ نہیں بناؤ گی؟" لی برنارڈ عرف جینی نے سخت اور تائید طلب لہجے میں ویرا سے سوال کیا۔ اس کی سنجیدگی اس وقت بھی برقرار تھی۔

ویرا فراخ دلی سے مسکرائی۔ اس کے پتلے پتلے گلابی ہونٹوں کے پیچھے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے دانتوں کی قطاریں اس وقت مجھے غراتے ہوئے کسی مکار بھیڑیے کی یاد دلا رہی تھیں۔ اس نے اپنی کرسی جینی کے قریب کھسکا کر اپنائیت سے لبریز لہجے میں کہا "ہرگز ... نہیں... تم بلاوجہ وسوسوں میں پڑ رہی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں نام تمہارے لیے نئے نہیں ہیں۔"

"مجھے شبہ ہو رہا ہے کہ ان میں سے جارج شلز کا نام میں نے کہیں سنایا پڑھا ہوا ہے۔" وہ ویرا کی بات پر یقین کرکے پُرخیال آواز میں بولی "باقی تین نام نئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کمپیوٹر ریکارڈ میں چاروں ہی نام مل جائیں۔"

"تمہیں پتا ہے کہ آئزک نے ہارلم میں دیدہ و دانستہ خوں ریز نسلی فسادات کی آگ بھڑکائی تھی۔ اس کا حریف ان چاروں کی تلاش میں ہے۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ یہ نام ہمارے ہاتھ لگ گئے۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ یہ کون ہیں اور یہاں کیا کرتے پھر رہے ہیں۔"

"نام سے چاروں یہودی معلوم ہوتے ہیں۔ اگر یہ ڈیوڈ اسٹارز ہیں تو ان کے بارے میں تفصیل آئزک کے خفیہ ریکارڈ پر ہوگی۔ وہ میری پہنچ سے باہر ہے۔" اس نے کافی کا ایک گھونٹ لے کر خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"ضروری نہیں کہ ہر یہودی ڈیوڈ اسٹار ہو یا ہر ڈیوڈ اسٹار اتنا اہم ہو کہ اس کے بارے میں کہیں سے کوئی معلومات نہ مل سکیں۔" ویرا نے اضطراری انداز میں کہا "تم کوشش کرکے دیکھ لو۔ جارج شلز کا نام تمہیں جانا پہچانا معلوم ہوا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوگا۔ شاید کام بن جائے۔"

جینی نے کافی کا مگ خالی کرکے ڈیسک کے سرے پر رکھا اور ایک ڈبے پر لگا ہوا بٹن دبا کر مانیٹر کی رنگین اسکرین روشن کردی جس پر تیزی سے حروف' ہندسے اور عبارتیں نمودار اور غائب ہونے لگیں۔ وہ ایک مختصر مگر صبر آزما مرحلہ تھا۔

اپنے کی بورڈ کے کمانڈ سسٹم کے ذریعے وہ ذرا سی دیر میں رنگس انکارپوریٹڈ کے ریکارڈ میں گھس چکی تھی۔ اس کی بڑی بڑی پُرکشش آنکھیں اسکرین پر مرکوز تھیں۔ انگلیاں رک رک کر بہت تیزی سے کی بورڈ پر چل رہی تھیں۔ عبارات اتنی تیزی سے تبدیل

راولپنڈی کے بک سیلرز اور ہاکر حضرات متوجہ ہوں

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز کراچی کے مقبول ترین رسائل جاسوسی ڈائجسٹ' سسپنس ڈائجسٹ' ماہنامہ پاکیزہ اور ماہنامہ سرگزشت کے جولائی 1998 کے شماروں سے ہمارے نئے سول ایجنٹ سے حاصل کریں۔ جن کا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔

اشرف نیوز ایجنسی
کمیٹی چوک۔ اقبال روڈ۔ راولپنڈی
فون نمبر 74682-531610

Downloaded from https://paksociety.com

ہو رہی تھیں کہ میرے لیے انہیں پڑھنا دشوار تھا لیکن جینی پیشہ ورانہ انداز میں سب کچھ دیکھ اور سمجھ کر آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

وہ سب اتنا سحر انگیز تھا کہ میں نے بھی اپنی کرسی جینی کے قریب کرلی۔ بہت کچھ نہ سمجھنے کے باوجود وہ کھیل دیکھنا مجھے اچھا لگ رہا تھا۔

معلومات کا ایک جنگل تھا جو جینی کے سامنے رکھی ہوئی چھوٹی سی مشین میں خودکار طریقے سے ایک ترتیب اور تسلسل کے ساتھ موجود تھا۔ شاید ہزاروں کاغذ اور سیکڑوں فائلیں کھنگال کر گھنٹوں یا دنوں کی مدت میں اتنی زیادہ تفصیلات کا مشاہدہ کرنا ناممکن تھا۔

آخر وہ رنگس کے سالانہ ڈنر کی تقریب کے مدعوئین کی فہرست پر پہنچ گئی۔ اے سے شروع ہونے والے ناموں کی طویل فہرست اوپر سرکنے لگی پھر بی شروع ہوگیا۔ بنجمن فورٹ کا نام کہیں میں تھا لیکن جارج شلز کا نام آتے ہی جینی نے فہرست اسکرین پر منجمد کردی۔

بے اختیار خوشی سے میرا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ جینی نے تعارف کی ابتدا سے اس لمحے تک ہمیں کسی مرحلے پر مایوس نہیں کیا تھا۔

"یہ ہے وہ نام جو میں نے چند ہفتوں پہلے دیکھا ہوگا۔" جینی نے پیشانی پر ہاتھ پھیر کر تھکے ہوئے انداز میں کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگ گئی "یہ بروکلین میں رہتا ہے۔ میں جس حد تک اس علاقے سے واقف ہوں' اس کا پتا کسی ممتاز رہائشی علاقے کا نہیں ہے۔ یہ شاید بروکلین کے چھوٹے مکان ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں صرف نام کی مماثلت نہ ہو۔ تمہارا مطلوبہ آدمی کوئی اور ہو۔"

"فہرست میں دوسرے دو نام بھی دیکھ ڈالو۔ شاید وہ بھی مل جائیں۔ تین نام رنگس کے ریکارڈ میں یکجا ہوں تو یہ شبہ نہیں رہے گا کہ ہم غلطی کر رہے ہیں۔" میں نے مشورہ دیا۔

اسکرین پر نام دوبارہ پھسلنے شروع ہوگئے۔ وہ دو سو اسّی ناموں کی فہرست تھی مگر اس میں جارج شلز کے سوا ہمارا کوئی اور مطلوبہ نام نہیں تھا۔

جینی فہرست کو الٹا چلا کر دوبارہ جارج شلز کا نام اسکرین پر لے آئی۔ وہ چاہتی تو اس پوری فہرست کا پرنٹ نکال سکتی تھی مگر وہ خود کار طریقے پر ریکارڈ ہو جاتا۔ رنگس کو سیل کردیا گیا تھا پھر بھی یہ ڈر تھا کہ کسی وقت حکام اس کے کمپیوٹر ریکارڈ کی چھان بین کرکے یہ سراغ لگا لیتے کہ جینی نے کمپنی بند ہونے کے بعد گھر پر اس کی کوئی فہرست نکالی تھی تو وہ غیر ضروری بازپرس کا شکار ہو سکتی تھی۔

امید و بیم کے عالم میں' میں نے جارج شلز کا پتا نوٹ کرلیا۔ مدعوئین کے برعکس ریکارڈ میں جارج کا کوئی فون نمبر درج نہیں کیا گیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ مشقت اب ختم ہو جانی چاہیے۔" جینی نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی "تیزی دکھانے کے چکر میں میری آنکھیں تھک گئی ہیں۔"

جینی نے اپنا لیپ ٹاپ بند کیا اور ہم تینوں ڈرائنگ روم میں اٹھ آئے۔

میں نے برونکس سے روانہ ہوتے ہوئے یہ فرض کرلیا تھا کہ ملاقات کی ابتدا سے نوشی کی محفل میں بے تکلفانہ گپ شپ سے ہوگی جس کے بعد کھانے کا نمبر آئے گا لیکن جینی کی میری ذات میں بڑھتی ہوئی دلچسپی نے ویرا کو فوراً کھانے کا مطالبہ کرنے پر مجبور کردیا۔ یوں جینی کے گھر میں ہونے والی کھانے کی دعوت روایتی ڈنر میں تبدیل نہیں ہو سکی۔

یہ اچھا ہی ہوا کہ جینی نے بھی ویرا کی نام نہاد بھوک کے احترام میں مے نوشی کی دعوت نہیں دی۔ معدے سیراب ہوتے تو ہم میں سے کسی کے مزاج میں وہ سنجیدگی باقی نہیں رہ سکتی تھی جو ولسن کے بارے میں جینی کے پہلے سوال کے بعد سے ہی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

دوستانہ محفل کا مزہ کھلے دل کے ساتھ مل بیٹھنے میں ہی آتا ہے۔ بوجھل بوجھل سی فضا میں کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ جارج شلز کے سراغ کے بارے میں ہم میں سے کوئی زیادہ پُر امید نہیں تھا اس لیے ہم ڈھنگ سے جینی کا شکریہ تک ادا نہیں کرسکے۔ ویرا نے روانگی کا ارادہ ظاہر کیا تو جینی نے اسے رسماً بھی رکنے کے لیے نہیں کہا اور بیرونی دروازے تک ہماری رہنمائی کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس رات کا پروگرام جس امنگ اور جوش کے ساتھ بنایا گیا تھا' وہ کافور ہو چکی تھی۔ ہم قدرے سرد مہری کے انداز میں وہاں سے واپس روانہ ہوگئے۔

"تم نے اپنی حماقتوں سے آج کی شام تباہ کرڈالی۔" ویرا چند منٹ سے زیادہ خاموش نہ رہ سکی اور مجھ پر برس پڑی "اگر تم اسے اپنی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیتے تو میرا موڈ خوشگوار رہتا۔"

"تمہیں اکیلا آنا چاہیے تھا' مجھے ساتھ لے آئی تھیں تو تھوڑی سی برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ اس بربادی کی پوری ذمے داری تم پر آتی ہے۔ تم اسے ناراض کرکے آئی ہو۔"

"میں خود ہی اسے منالوں گی۔ تم اس کی دل جوئی کی کوشش شروع نہ کردینا۔" ویرا نے زہریلے لہجے میں کہا "بی جمالو کی طرح بھس میں چنگاری ڈال کر تماشا دیکھ رہے تھے۔ تم نے اس کے روٹھنے کا اندازہ لگالیا تھا تو وہیں برف پگھلانے کی کوئی کوشش کیوں نہیں کی۔"

"ویرا خانم! میرے سر پر اتنے بال نہیں ہیں۔ میں اسے منانے کی کوشش کرتا تو وہ تمہاری بدتمیزی کا جواب دینے کے لیے مجھ پر پہلے سے زیادہ مہربان ہو جاتی اور تم اسے بھول کر میرے خون کی پیاسی ہو جاتیں۔ جو ہوا' ٹھیک ہی ہوا ہے۔ تم کو تمہاری سہیلی مبارک ہو۔ مجھے موٹی لڑکیاں ویسے بھی ناپسند ہیں۔"

"وہ موٹی ہرگز نہیں ہے۔ قد کے لحاظ سے اس کا جسم بہت مناسب اور متناسب ہے۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"تم جیسی دو چار خوشامدی سہیلیوں کی آرا نے ہی اسے برے دنوں میں سان فرانسسکو کی راہ دکھائی ہوگی۔ مردوں کے مقابلے میں وہ عورتوں کے لیے ضرور مناسب ہوسکتی ہے۔"

"ڈینی! اس کے بارے میں زیادہ بدتمیزی کی تو میں ہاتھ چھوڑ بیٹھوں گی۔ وہ اس وقت روٹھ گئی ہے تو کیا ہوا؟ وہ اب بھی میری بہترین سہیلی ہے۔"

"وہ تمہاری دوست ہے اس لیے اُس کی غیبتیں کرنا صرف تمہارا حق ہے۔ میں اس پر کوئی جائز تنقید بھی نہیں کرسکتا' خوب منطق ہے تمہاری۔"

ویرا غصے یا حسد میں وہاں جو کچھ کر آئی تھی' اس پر اندر ہی اندر پشیمان تھی۔ میں کچھ دیر تک اسے سلگا کر لطف اندوز کرتا رہا پھر نہ جانے کس طرح جینی کے کمپیوٹر کی بات نکل آئی اور یوں موضوع سخن جارج شلز کی طرف منتقل ہوگیا۔

"میں اس نام اور پتے سے بالکل ہی ناامید نہیں ہوں۔" میں نے کہا "یہ صرف نام کی مشابہت نہیں ہے۔ اس کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ پتا ہمیں رنگس کے کمپیوٹر ریکارڈ سے ملا ہے۔"

"صرف جارج ہی کیوں؟ فہرست میں دوسرے تین داؤدی ستاروں کے نام بھی موجود ہونے چاہیے تھے۔ یہ ایک خوش فہمی ہے۔ جو صرف ایک فون کال سے رفع ہوجائے گی۔"

"تم کسے فون کروگی؟ کون اسے پہچاننے کا دعوے دار ہے؟" میں نے پوچھا۔

"اس کا نام پتا موجود ہے۔ انکوائری سے نمبر مل جائے گا۔ خود اسی سے بات کی جائے گی۔"

"وہ تمہارے پہلے ہی سوال کے جواب میں اعتراف کرلے گا کہ وہ نجم داؤدی ہے؟"

"میرا مضحکہ اُڑانے کی کوشش مت کرو۔ نام' پتا اور فون نمبر مل جانے کے بعد تحقیقات کا کوئی نہ کوئی راستہ متعین کیا جاسکتا ہے۔ دور سے اس کی نگرانی کرکے بھی بہت کچھ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ یہاں ہم نے آئزک بیل کے کسی سراغ کے بغیر ہی اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالا ہے۔"

'بنجمن سے میں فون پر چھیڑ چھاڑ کرچکا ہوں۔ اب ان میں سے کسی اور کے ساتھ یہ حرکت دہرائی گئی تو وہ چاروں خوف زدہ ہو کر روپوشی اختیار کرسکتے ہیں۔ بنجمن فون پر بہادری جتانے کے باوجود اعصاب زدہ ہوگیا تھا۔ آئزک کے انجام نے انہیں اندر سے ہلا کر رکھ دیا ہوگا۔"

"ہم یوں اگر مگر میں الجھے نہیں رہ سکتے۔ ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا اور کچھ نہیں تو اتنا ہی معلوم ہوجانا چاہیے کہ بروکلین میں رہنے والا جارج شلز ہمارا مطلوبہ آدمی ہے یا نہیں۔"

مجھے جارج شلز کے بارے میں صرف ایک بات کھٹک رہی تھی۔ کوئی مال دار ڈیوڈ اسٹار اپنی حفاظت اور سرگرمیوں کی رازداری کے پیش نظر کسی چھوٹے مکان میں کیسے رہ سکتا تھا۔ ان لوگوں کے پاس مالی وسائل کی کوئی کمی نہیں تھی۔ کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی کہ ان میں سے کوئی اپنی ذات کے مکمل تحفظ کے لیے اپنے ان وسائل سے بھرپور استفادہ نہ کرے۔

ہم میں سے کسی نے بنجمن فورٹ کا گھر بھی نہیں دیکھا تھا لیکن اس نے جس انداز میں اپنے گھر پر میرے چھتھرے اڑانے کی بات کی تھی' اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ یقیناً کسی قلعے نما مکان میں رہتا ہوگا جہاں اس کے متعدد مسلح ملازم کسی ناپسندیدہ شخص کی بے جا مداخلت روکنے کے لیے تیار رہتے ہوں گے۔ ویرا نے میرا یہ نظریہ سنتے ہی میرا مذاق اڑانا شروع کردیا۔ اس کی دلیل تھی کہ بنجمن کے نام کے ساتھ لگے ہوئے فورٹ نے مجھے اتنا مرعوب کردیا تھا کہ میں اس کے مکان کو قلعہ سمجھنے پر مجبور ہوگیا تھا۔

میں نے ویرا کے اس جاہلانہ طرزِ استدلال کا کوئی جواب نہیں دیا اور چپ سادھ لی۔ چاروں داؤدی ستاروں کے بارے میں کچھ نہ کچھ پیش رفت ضرور ہوئی تھی اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ضرورت واضح تھی۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ ہمارا اگلا قدم کیا ہو۔

گھر کے برائے نام احاطے کا دروازہ بدستور کھلا ہوا تھا۔ مائیک اپنی گرل فرینڈ سے مل کر اس وقت تک واپس نہیں لوٹا تھا۔ ویرا مُصر تھی کہ چابی گاڑی ہی میں چھوڑ دی جائے تاکہ مائیک واپس آکر خاموشی سے کار گیراج میں کھڑی کردے مگر میں پاکستان بلکہ کراچی کے حالات کا شاید تھا۔ وہاں گھروں میں کھڑی ہوئی مقفل گاڑیاں بھی محفوظ نہیں سمجھی جاتی تھیں۔ میں نے چابی اگنیشن میں چھوڑ کر کسی مقامی آوارہ گرد کے صبر کو آزمانے کے بجائے چابی ساتھ ہی لے لی۔

ویرا نے اس شام خاصی الکحل استعمال کی تھی۔ جینی کی دعوت میں پیدا ہونے والی بدمزگی کو بھلانے کے لیے اس نے واپسی پر دوبارہ وہی سلسلہ شروع کردیا۔ ویسے بھی فرصت اور بے کاری کے اوقات میں وہ اس کا محبوب ترین مشغلہ ہوتا تھا جس سے کسی کسی وقت مجھے اکتاہٹ بھی ہونے لگتی تھی۔ میں نے اس کی دعوت کو نرمی سے مسترد کردیا۔

میں بستر پر دراز' سگریٹیں پھونک پھونک کر اس عملی جمود کو توڑنے کی تدابیر سوچتا رہا جس سے ہم دوچار ہوچکے تھے۔ وقت گزرتا جارہا تھا مگر نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ویرا کے بارے میں' میں نے یہ فرض کرلیا تھا کہ وہ نشے سے بے سدھ ہونے سے پہلے بستر کا رخ نہیں کرے گی۔

ڈیڑھ بجے بیرونی دروازے پر دستک کی دھیمی سی آواز سن کر میں چونک پڑا۔ ڈھلتی رات کے گہرے سکوت میں وہ ہلکی سی آواز بھی بہت تیز محسوس ہوئی تھی۔

"بھڑکنے کی ضرورت نہیں۔" ویرا نے نشے سے بوجھل آواز میں زبان کھول کر مجھے باور کرانا چاہا کہ اپنی مصروفیت کے باوجود وہ اپنے گردوپیش سے غافل نہیں تھی۔ وہ کہہ رہی تھی "مائیک شب وصال گزار کر آیا ہوگا۔ اندر روشنی دیکھ کر شاید دروازے پر دستک

Downloaded from https://paksociety.com

دے بیٹھا ہے۔"

"کیا اسے ڈور بیل کا بٹن دبانا یاد نہیں رہا؟" میں نے چبھتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"نشے کی جھونک میں جب آدمی زیادہ مہذب اور شائستہ بننے کی کوشش کرتا ہے تو یہی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے گھنٹی بجانا مناسب نہ سمجھا ہو۔ ذرا تم دیکھ لو۔"

میں اس کی ہدایت سے پہلے ہی بستر چھوڑ چکا تھا۔ داخلے کے دروازے کے قریب رک کر میں نے قدرے بلند آواز میں سوال کیا۔ جواب میں مائیک کی لکنت آمیز آواز آئی "اگر تم سو نہیں رہے ہو تو میں یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ میں واپس لوٹ آیا ہوں۔ اگر چابی دے دو تو میں گاڑی گیراج میں بند کردوں۔ رات بھر کی اوس میں بھیگی ہوئی گاڑی کو صاف کرنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔"

میں نے بولٹ گرا کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ مائیک ہلکی برسات میں بھیگے ہوئے کسی الو کی طرح اپنے شانے ڈھلکائے' پلکیں جھپکا رہا تھا۔ میں قہر بار نظروں سے اسے گھورنے لگا "اس حالت میں گاڑی کو حرکت میں لانے کے بعد تمہیں دیوار اور دروازے کا فرق نظر آجائے گا؟"

"تم ناراض ہو رہے ہو تو گاڑی کو باہر ہی رہنے دو' صبح ذرا سی محنت کرالوں گا۔"

"اندر آؤ اور تیز کافی کی پیالیاں تیار کرو۔" غصیلی آواز میں اسے حکم دے کر میں اندر لوٹ گیا۔

"برہمی دکھا کر کیوں اس بے چارے کا سارا لطف غارت کر رہے ہو۔" کمرے میں پہنچتے ہی ویرا نے نیچی آواز میں ملامت کا پٹارا کھول لیا "وہ بھی ہماری طرح ایک جیتا جاگتا انسان ہے اور پھر وہ تم سے اجازت لے کر گیا تھا۔ ذرا سی بے اعتدالی کرلی تو کون سا آسمان گر پڑا؟"

"وہ بھی انسان ہے' تم بھی انسان ہو۔ میرا خیال ہے کہ میں تم لوگوں میں غلط پھنس گیا ہوں۔ پتا نہیں تم جیسوں کی رگوں میں شراب اس طرح کیوں سرایت کر جاتی ہے۔"

ویرا نے مخمور انداز میں ایک زوردار قہقہہ لگا کر کہا "مچھلی مجھے پانی سے پرویز کا مشورہ دے رہی ہے۔ خود پیتے ہو تو ہر ایک کو پیچھے چھوڑ دیتے ہو۔ مجھ پر اعتراض کر رہے ہو۔"

"ہر کام کا کوئی ایک وقت اور موقع ہوتا ہے۔ اس طرح تم خود کو برباد کر رہی ہو۔"

"یہ کام نہیں' میری تفریح ہے اور تفریح ہر وقت کی جاسکتی ہے۔"

"تم جو چاہو' کرتی رہو۔ میں نے تمہیں تمہارے حال پر چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔"

"یہ کب کی خبر ہے؟" اس نے تمسخرانہ لہجے میں کہا "ابھی تو میں نے سنا ہے کہ تم مائیک کو کافی کی دو پیالیاں تیار کرنے کی ہدایت دے رہے تھے۔ دونوں پیالیاں تم ہی کو پینی ہوں گی۔ اس وقت میں کافی کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی۔"

"دوسری پیالی تمہارے لیے نہیں ہے۔" میں نے زہریلے لہجے میں جواب دیا "وہ مائیک پیئے گا۔ اس کے اوسان درست ہوں تو مجھے اس سے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے اس کے ساتھ یہ رات کالی کرنی پڑ جائے۔ میں تمہارے معمول میں ذرا بھی دخل نہیں دوں گا۔"

"کیا تم کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کر چکے ہو؟" اس نے تجسس آمیز لہجے میں سوال کیا۔

میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی اثنا میں مائیک ایک ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں لے کر آگیا۔ وہ اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نشہ بھگانے کی کوششیں کر رہا تھا۔ اس نے سوچا بھی نہ ہوگا کہ اتنی رات گئے واپسی پر بھی اسے کچن میں جھک مارنی پڑے گی۔

"بیٹھ جاؤ اور میرے ساتھ کافی پیو!" میں نے ایک پیالی اٹھا کر مائیک کو حکم دیا۔

"مم.... میں.... میرا مطلب ہے کہ میں اتنی رات کو کافی نہیں پیتا۔" اس نے بوکھلا کر بے چارگی سے کہا۔

"بکری کی طرح ممیانے کی ضرورت نہیں۔ جو میں کہہ رہا ہوں' اس پر عمل کرو۔"

اس نے منہ لٹکا کر یوں پیالی تھام لی جیسے اس میں زہر بھرا ہو اور اسے پینا ہو۔

"اس وقت بلیک ڈیڈ کہاں مل سکے گا۔" کافی کے چند گھونٹ لینے کے بعد میں نے مائیک سے پوچھا۔

"یہ تم مجھ سے بھی پوچھ سکتے تھے۔" ویرا نے درمیان میں اپنی ٹانگ اڑا دی "دو چار کوششوں میں وہ کہیں نہ کہیں مل ہی جاتا۔ اُس سے بات کرنے کے لیے مائیک کے انتظار کی کیا ضرورت تھی؟"

مائیک نے دیوار گیر کلاک کو نظر انداز کر کے اپنی رسٹ واچ پر نگاہ ڈالی اور مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا "اس وقت دیر ہو چکی ہے۔ وہ خواب گاہ میں چلا جاتا ہے تو پھر کوئی فون نہیں سنتا۔"

"مجھے ضروری بات کرنی ہے۔" میں نے زور دے کر کہا "آج کی رات گزر گئی تو ہمیں اگلی رات تک انتظار کرنا ہوگا۔ تم نمبر ملا کر اس تک پیغام پہنچاؤ کہ میں اس سے بات کرنی چاہ رہا ہوں۔"

"اگر اس نے کسی جھونک میں انکار کر دیا تو بلاوجہ تمہیں قلق ہوگا۔" مائیک نے جھجکتے ہوئے' رک رک کر کہا "میری بات مانو تو اس سے صبح ہی بات کرلینا' یہ وقت مناسب نہیں ہے۔"

"کیوں مناسب نہیں ہے؟" میں نے تنک کر پوچھا "کیا تم مجھے یہ بتانا چاہ رہے ہو کہ امریکا میں اتنی رات گئے ہر شخص شراب کے نشے میں تمہاری طرح دھت ہو کر سو رہا ہوتا ہے؟"

"اوہ نو چیف!" میری برہمی پر اس کے ہاتھ پیر پھول گئے اور پیالی سے تھوڑی سی کافی چھلک کر اس کے کپڑوں پر آرہی۔ وہ کہہ رہا تھا "امریکا میں لاکھوں ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جنہوں نے

Downloaded from https://paksociety.com

ساری عمر الکحل کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ یہ کوئی فارمولا نہیں ہے لیکن ہمارا پاس شاہی مزاج کا آدمی ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ وہ سارا دن اور پھر رات گئے تک اس لیے محنت کرتا ہے کہ رات اپنی مرضی کے مطابق گزار سکے۔"

"تم سے جو کہا جارہا ہے' اس پر عمل کرو۔ اس کا بات کرنے کا موڈ نہ ہوا تو پھر کچھ اور سوچا جائے گا۔" میں نے اس کا مشورہ مسترد کرکے سختی سے کہا اور وہ فون کی طرف متوجہ ہوگیا۔

ویرا اسے کئی کوششوں کے بعد کسی ٹھکانے پر تلاش کرپاتی' مائیک نے براہِ راست اسی ٹھکانے کا نمبر ملایا جہاں بلیک ڈیڈ اس وقت موجود تھا۔

"اتنی رات گئے تمہیں فون کرنے کی کیا تکلیف لاحق ہوگئی؟" تعارف ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک پختہ اور بھاری نسوانی آواز میں سوال کیا گیا "کیا زیادہ پی لینے کے بعد تمہارا فطری حرامی پن دوبارہ عود کر آیا؟"

"جوڈی!" مائیک نے احتجاج کیا "میں بزرگی کی وجہ سے تمہارا احترام کرتا ہوں جس دن میں نے تمہاری گالیوں کا جواب دینے کا فیصلہ کرلیا' تم منہ چھپاتی پھروگی۔"

"میں نے پیچھا چھڑانے کے لیے اپنے جن نومولود بچوں کو اِدھر اُدھر ٹھکانے لگایا تھا' اگر وہ زندہ ہیں تو آج عمر میں تم سے بڑے ہوں گے۔ مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ میں تمہیں ہر طرف سے چیر پھاڑ کر رکھ دوں گی۔ تم جیسے لونڈوں کو میں اپنی بغل میں ہلا ہلا کر نڈھال کرسکتی ہوں۔"

مائیک نے خفّت آمیز کن انکھیوں سے میری طرف دیکھا۔ شاید اسی متوقع اور بے ہودہ گفتگو کے ڈر سے وہ اسپیکر فون استعمال کرنے سے ہچکچا رہا تھا مگر میری سختی نے اسے مجبور کردیا تھا۔ بہرحال اب وہ گالیاں اس کا مقدر تھیں۔ اس نے کھسیائی ہوئی آواز میں کہا "اس عمر میں تم بس اپنے منہ اور بغلوں سے ہی کام لے سکتی ہو۔ ان باتوں کو کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھو۔ باس کو بتاؤ کہ اس کا مہمان اُس سے بات کرنی چاہتا ہے۔"

"مہمان کو اس وقت کیوں خارش اٹھی ہے؟ کیا اسے نہیں معلوم کہ کیا بجا ہے؟"

مائیک نے شرمندہ اور معذرت خواہانہ نظریں میری طرف اٹھائیں۔ میں نے اس کی تسلی کے لیے سر ہلا دیا۔ وہ بولا "جوڈی! تمہارے یہ الفاظ مہمانوں تک پہنچ گئے تو ان کی شکایت پر باس تمہاری کھال گرا دے گا۔ تم اپنے کام سے کام رکھو اور مجھے باس کے جواب سے مطلع کرو۔"

جوڈی شاید ہمارے اور بلیک ڈیڈ کے مراسم کی نوعیت سے یکسر لاعلم تھی۔ اس نے ایک ہی سانس میں مہمان کو کئی گندی گندی گالیاں دیتے ہوئے مائیک کو لائن ہولڈ کرا دی۔

"میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ مجھے ریسیور سے بات کرنے دو۔" لائن پر سکوت ہوتے ہی مائیک نے دھیمی آواز میں بے بسی سے کہا۔ "مجھے ڈر تھا کہ فون یہی اٹھائے گی۔"

میں نے ہونٹ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کردیا۔ پتا نہیں کس وقت دوسری طرف سے ریسیور اٹھالیا جاتا اور ہماری گفتگو سن لی جاتی۔ سکوت کا وہ وقفہ قدرے طویل ثابت ہوا۔ آخر کار بلیک ڈیڈ خود لائن پر آگیا۔ اس کی آواز میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"ہائے! کون بول رہا ہے؟ روزی یا اسلم خان؟" اس نے ریسیور اٹھاتے ہی پوچھا تھا۔

"اسلم۔" میں نے جھٹ ریسیور اٹھا کر جواب دیا۔ اسپیکر فون خود بہ خود ناکارہ ہوگیا۔

"تم لوگ کہاں غائب تھے؟" میرے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے شکوہ کرنا شروع کردیا "میں نے کئی بار تمہارا نمبر ملایا لیکن کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ کیا تم لوگ باہر گئے ہوئے تھے؟"

"ہاں' روزی مجھے سیر کرانے لے گئی تھی۔ ہم تھوڑی دیر پہلے ہی واپس آئے ہیں۔"

"روزی کو بتا دینا کہ میں نے اس کے لیے ایک تحفے کا بندوبست کیا ہے۔ وہ دیکھے گی تو اس کی طبیعت خوش ہوجائے گی۔ میں اسے یہی اطلاع دینی چاہ رہا تھا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اس وقت کیوں فون کیا ہے۔"

"نجم داؤدی کے بارے میں کیا خیر خبر ہے؟" میں نے قدرے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"ابھی تک کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا وہ لوگ اس قدر پُراسرار انداز میں زندگی گزارنے کے عادی ہوں گے۔ میرے آدمی اسی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جوں ہی کوئی کام کی بات معلوم ہوگی' میں تم کو اطلاع دے دوں گا۔ فی الحال صبر اور انتظار کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"ہمارے پاس کچھ اطلاعات موجود ہیں....." میری بات مکمل ہونے سے پہلے اس نے بولنا شروع کردیا۔

"ٹھہرو۔ اگر کوئی قابلِ ذکر بات معلوم ہوئی ہے تو فون پر یہ باتیں مناسب نہیں ہیں۔ میں اسی وقت تمہارے پاس آجاتا ہوں۔ میں ان کو جلد از جلد نچلا دکھانے کے لیے تڑپ رہا ہوں۔ مل بیٹھ کر ہم کوئی نہ کوئی راستہ نکالیں گے۔ ان پر آج ہی پہلا وار ہوسکے تو مزہ آجائے گا۔"

میں اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ ہمارے فون پر بدری ناتھ کا دیا ہوا سی ایس ڈی موجود تھا جس کے ہوتے ہوئے ہماری گفتگو بالکل محفوظ تھی۔ ویسے بھی میری یہی خواہش تھی کہ میں بلیک ڈیڈ کو آرام دہ بستر سے اٹھا کر وہاں بلانے میں کامیاب ہوجاؤں۔ وہ خود ہی اس پر تل گیا تھا۔ یہ ایک اچھی بات تھی۔

"تم آجاؤ۔ یہاں بیٹھ کر کچھ طے کرتے ہیں۔ اس وقت ان میں دو کی گردنیں....."

اس نے ایک مرتبہ پھر میری بات کاٹ دی "بس بس! تم نے میرا دورانِ خون تیز کردیا ہے۔ میں ذرا سی دیر میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ مائیک کو بھی اٹھالو۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی ضرورت پیش آجائے۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"وہ میرے پاس ہی موجود ہے۔" میں نے اسے آگاہ کیا۔ اس دوران میں مائیک اپنے سینے پر شہادت کی انگلی مار کر بار بار مجھے متوجہ کرتا رہا تھا کہ وہ خود بھی بلیک ڈیڈ سے بات کرنی چاہتا تھا۔ اس کی بے چینی دیکھتے ہوئے میں نے بات جاری رکھی "چاہو تو تم اس سے بھی بات کرسکتے ہو۔"

"ریسیور اسے دے دو۔" بلیک ڈیڈ نے کہا "اسے ایک آدھ ضروری بات بتانی ہے۔"

مائیک نے ریسیور لے کر ہائے باس کہا اور کچھ دیر تک بلیک ڈیڈ کی تقریر خاموشی سے سنتا رہا۔ شاید بلیک ڈیڈ کا پیغام مکمل ہونے پر ہی وہ بولا تھا "باس! ذرا جوڈی سے میری بات کرادو۔"

بس چند ثانیوں تک وہ خاموش رہا پھر اس کی زبان چل پڑی۔ "جوڈی! اب کان کھول کر سنو کہ تم پکی حرافہ، الو کی پٹھی اور کمینی ہو۔ تمہارے سارے ناجائز بچے مل کر بھی مجھ اکیلے کی برابری نہیں کرسکتے۔ ہمت ہے تو اب باس کے سامنے جواب دو! بولتی بند کیوں ہوگئی تمہاری؟"

میں بے اختیار مسکرانے پر مجبور ہوگیا۔ اپنے باس کی موجودگی کا فائدہ اٹھا کر اس نے جوڈی سے ایک ہی وار میں ساری بدزبانیوں کا بدلہ لے لیا تھا۔

جوڈی بے بس تھی اور بلیک ڈیڈ کے سامنے زبان نہیں کھول سکتی تھی۔ اس کے پاس فون بند کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ مائیک نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ ریسیور رکھ دیا۔

"اس وقت تم نے جوڈی کے ساتھ بہت چھچھوری اور گھٹیا حرکت کی ہے۔" میں نے مائیک سے ملامت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس وقت وہ مجبور تھی۔ بعد میں تم سے دل کھول کر بدلہ لے گی۔ تم جیسے بردبار آدمی کو بچوں جیسی حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔"

وہ بے پروائی سے ہنسنے لگا "ہم سب مل جل کر ایک خاندان کی طرح رہتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہزار بار بدلہ لے لے پھر بھی اس خلش کو نہیں بھول سکے گی کہ وہ میری گالیوں پر زبان تک نہیں ہلا سکتی تھی۔ یہ موقع قسمت سے ملا تھا جس سے میں نے فائدہ اٹھالیا۔ یہ قصہ سن کر ہر ایک کا دل باغ باغ ہوجائے گا۔"

بلیک ڈیڈ سے میری گفتگو ریسیور کے ذریعے ہوئی تھی۔ ویرا نے میرے جواب سے اندازہ لگالیا تھا کہ مائیک وہاں آرہا تھا۔ اس نے منہ بنا کر پوچھا "رات کے دو بجے اسے یہاں بلانے کی کیا ضرورت پیش آگئی؟"

"وہ تمہارے لیے ایک تحفہ لے کر آرہا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تمہاری طبیعت خوش ہوجائے گی۔"

"اپنی چنڈال چوکڑی ڈرائنگ روم یا دوسرے بیڈروم میں جمانا، مجھے نیند آرہی ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں بیٹھوں گی۔"

ویرا نے تحفے والی بات کو مذاق سمجھ کر بے پروائی سے کہا "بہتر ہوگا کہ تم دونوں اسی وقت یہ کمرا چھوڑ دو۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے آنے تک مجھے نیند آجائے۔"

"نیند نہیں، یہ نشے کی مدہوشی ہے جو اب تمہارے اعصاب کو چٹخا رہی ہے۔" میں نے غصیلی آواز میں کہا۔ "اسے میں نے نہیں بلایا، وہ خود یہاں آنے پر تل گیا تھا۔" میرے بولنے سے پہلے ہی مائیک خواب گاہ سے جاچکا تھا۔ میں نے غور سے ویرا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خمار کے گہرے سرخ ڈورے تیر رہے تھے، سرخ وسفید چہرہ مزید تمتمایا ہوا تھا اور گھنیری پلکیں اس کی آنکھوں پر جھکی پڑ رہی تھیں۔

وہ اپنی نیم وا آنکھیں میری آنکھوں میں ڈال کر مسکرائی اور میں اس کمرے سے نکل گیا۔

مائیک کچن میں مصروف تھا اور ایک کارٹن کھول کر بیئر کے کین فریزر میں رکھ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس کی زبان چل پڑی۔ "روزی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اس کے آنے کے بعد تمہاری رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹ جائے گی۔ اس نے مجھے بیئر کا پورا کارٹن فریزر میں ڈالنے اور دوسرا بیڈروم تیار کرنے کے لیے کہا ہے۔ شاید اب وہ یہیں ڈیرا ڈالے گا۔"

"یہ سب تمہاری ڈیٹ کا عذاب ہے جو تم پر نازل ہورہا ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا "تم اپنی گرل فرینڈ سے ملنے جاتے نہ رات گئے یہ کام تمہارے ذمے پڑتے۔"

"باس کے لیے ہر وقت ہماری جان بھی حاضر رہتی ہے۔" اس نے میری طرف دیکھ کر کہا "وہ اپنے بچوں کی طرح ہر ایک کا خیال رکھتا ہے۔ اسے بلاوجہ بلیک ڈیڈ نہیں کہا جاتا۔"

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں، میں مذاق کررہا تھا۔ دل لگا کر جلدی سے اپنا کام ختم کرو۔"

"باس آئے گا تو اسے ذرا سی دیر میں فون کی ضرورت پیش آتی رہے گی۔ اجازت دو تو روزی کے کمرے سے فون نکال کر ڈرائنگ روم میں لگادوں؟" مائیک کی تجویز پر میں چونک پڑا۔

اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کیلئے تحفہ

مرثیہ گوئی کے آفتابِ عالم تاب کی سرگزشت

میر انیس

تحقیق و تحریر: ڈاکٹر ساجد امجد

مرحوم لکھنؤ کے اس دورِ زرّیں کا نظارہ جب مرثیہ گوئی بامِ عروج کو پہنچ گئی تھی۔ میر انیس اور مرزا دبیر کی ادبی معرکہ آرائیوں کا احوال۔

ماہنامہ سرگزشت جولائی کا شمارہ آج ہی خرید لیں

Downloaded from https://paksociety.com

"یکسٹر کی لاش کی یہاں سے منتقلی کا سارا بندوبست تم نے فون کو ہاتھ لگائے بغیر کیا تھا۔ اب فون کیوں یاد آرہا ہے۔" اس کے سوال پر مجھے شبہ ہوا کہ کہیں اس نے سی ایس ڈی نہ دیکھ لیا ہو۔

"ہم لوگ ٹرانسمیٹرز استعمال کرتے ہیں۔ باس کو اس سے الجھن ہوتی ہے۔ کوئی بات کررہا ہو تو اسے مجبوراً اس کے خاموش ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ فون پر جب وہ چاہتا ہے' کسی کی بھی بات کاٹ کر اپنے دل کی ساری بھڑاس نکال لیتا ہے۔"

اس کی بات قابل قبول تھی۔ میں نے دھیرے سے کہا "تم اجازت کے بغیر اندر نہ آنا۔ میں وہاں سے فون نکال لاتا ہوں۔ اس وقت روزی اچھے موڈ میں نہیں ہے۔ تمہیں دیکھ کر بھڑک جائے گی۔"

میں ٹہلتا ہوا دوبارہ اپنی خواب گاہ کی طرف چل دیا۔ اندر ویرا کی کرسی خالی تھی۔ وہ بستر پر بھی نہیں تھی۔ میں نے باتھ روم میں نگاہ ڈالی تو جھریوں میں روشنی موجود تھی اور اندر سے شاور کی تیز دھاریں بننے کی آوازیں آرہی تھی۔ میں فون کی تاروں کی طرف متوجہ ہوگیا۔

سی ایس ڈی کو لائن سے الگ کرکے میں نے سائیڈ ٹیبل کی نچلی دراز میں چھپایا پھر پلگ نکال کر فون لائن سے جدا کرلیا۔ ویرا غالباً نشے کی جھونک سے نجات حاصل کرنے اور پھر بلیک ڈیڈ کی بے وقت آمد کا سبب جاننے کے لیے لمبے غسل میں مصروف تھی۔ میں اسے چھیڑے بغیر کمرے سے نکل آیا۔

دو بجے کے بعد تقریباً بے آواز انجن والی ایک لمبی سی سیاہ کار ہمارے مکان کے سامنے رکی۔ میں ڈرائنگ روم کی کھڑکی سے وہ منظر دیکھ رہا تھا۔ مائیک اپنے باس کا استقبال کرنے کے لیے باہر نکل رہا تھا۔

کار رکتے ہی اس کے تین دروازے کھلے اور بلیک ڈیڈ سمیت پانچ آدمی پھرتی سے سڑک پر آگئے۔ کار فوراً ہی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ پانچوں کھلا ہوا پھاٹک عبور کرکے ہمارے احاطے میں آگئے۔ چند لمحوں بعد مکان میں داخل ہونے والے تعداد میں صرف دو تھے۔

بلیک ڈیڈ اپنے متورم پپوٹوں کے ساتھ آگے تھا۔ مائیک کسی خاندانی غلام کی طرح اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

"تمہارے باقی آدمی کہاں غائب ہوگئے؟" گرم جوشی سے بلیک ڈیڈ کا استقبال کرنے کے بعد میں نے حیرت سے پوچھا "کار سے تو تم پانچ افراد اترے تھے۔"

"وہ سب سرونٹ کوارٹر میں گھسے ہوئے ہیں۔" بلیک ڈیڈ صوفے پر بیٹھ کر بولا "میں نے گاڑی بھی دور پارک کروائی ہے تاکہ تمہارے پڑوسیوں کو یہاں کسی غیر معمولی سرگرمی کی کوئی سن گن نہ مل سکے۔ یہاں لوگ ذرا ذرا سی بات پر خاموشی سے پولیس کو فون کھڑکا دیتے ہیں۔ سیکڑوں تلخ بلکہ بے مقصد تجربات کے باوجود وہ احمق وردی پوش فوراً ہی دوڑ لگا دیتے ہیں۔"

"یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ اس طرح تو دہشت گرد انہیں دھوکے سے کہیں بھی بلا کر گولیوں سے بھون سکتے ہیں۔" میں نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بے مروتی سے کہا۔

"یہاں ایسی دہشت گردی کا کوئی رواج نہیں ہے۔ یہاں خلافِ قانون کام کرنے والے اتنے دیدہ دلیر نہیں ہیں کہ قانون کے محافظوں کا مقابلہ کریں۔ بیشتر مجرم پولیس کے نرغے میں آکر ہتھیار ڈال دیتے ہیں جو قانون سے لڑتا ہے' اسے پوری قوت سے پیس کر رکھ دیا جاتا ہے۔"

"تمہارا شمار کن لوگوں میں ہوتا ہے؟" تم قانون پسند ہو' نہ اس کے محافظ۔"

"پتا نہیں تم ایسے کڑوے سوال کیوں کرتے ہو؟ پولیس کی ملی بھگت سے دنیا بھر میں جرائم ہوتے ہیں۔ ہم بھی ان ہی کے سہارے چل رہے ہیں۔ ان ہی کی چشم پوشیوں نے ہمیں دلیر بنایا ہے۔ جواب میں ہم بھی ان کے لیے امن وامان کے مسئلے کھڑے نہیں کرتے۔" وضاحت کرتے کرتے وہ اچانک جھلا کر بولا "یہ تم نے مجھے کن خرافات میں الجھالیا.... مجھے وہ باتیں بتاؤ جن کے لیے میں یہاں آیا ہوں.... اور ہاں' وہ ویرا کہاں ہے؟ کہیں نظر نہیں آرہی۔"

"آج کل وہ ایک نئے خبط میں مبتلا ہوگئی ہے۔" میں نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا "خوب پیتی ہے اور جب نشہ گہرا ہوجاتا ہے تو نہانے گھس جاتی ہے تاکہ نشہ بھگا سکے۔"

"اس سے اسے کیا فائدہ ہوتا ہے؟" بلیک ڈیڈ نے متحیر ہوکر پوچھا "شراب ضائع ہوتی ہے اور اعضائے رئیسہ پر بھی بلاوجہ بوجھ پڑتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ پینا کم کردے۔"

"اسے اپنے اعضائے رئیسہ وحبیبہ کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ وہ ریسرچ کررہی ہے۔" میں نے بے نیازی سے کہا "تم اس کے لیے کوئی تحفہ لانے کی بات کررہے تھے۔"

"میں اس کے لیے بیم گن لایا ہوں۔ اسے یہ ہمیشہ سے پسند ہے۔ اس نے مجھ سے فرمائش کی تھی۔" اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک وزنی چرمی ہولسٹر جیب سے نکال کر مجھے تھمادیا۔

اس نادر روزگار ہتھیار کی موجودگی کا انکشاف ہوتے ہی میرا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ سفری تلاشیوں میں اس کی محرومی کے خوف سے ہم نے اپنی بیم گن پاکستان میں ہی چھوڑ دی تھی۔ اس کا تبادل یوں ہاتھ آنا ایک نیک شگون سے کم نہیں تھا۔ میں نے ہولسٹر سے نکال کر اس سیاہ اور وزنی بیم گن کا جائزہ لیا۔ وہ ہو بہو ہماری بیم گن جیسی تھی۔ بلیک ڈیڈ کی ایما پر میں نے گن ہولسٹر میں رکھ کر اسے لوٹا دی۔

"میں ابھی تک تم دونوں کے لیے کچھ بھی نہیں کرسکا۔" بلیک ڈیڈ کی آواز سے ممنونیت جھلک رہی تھی "شی کے ایک پرانے آئی مین سے یہ گن ادھار لی ہے۔ وہ جاتے ہوئے اسے لوٹا دے گی۔ ویسے بھی اسے ائرپورٹ پر لے جانا ناممکن ہوگا۔ سیکیورٹی والے

Downloaded from https://paksociety.com

ضبط کرلیں گے۔"

"تحفے کی واپسی کا مطالبہ تم ہی کرسکتے ہو۔ میرے لیے یہ نئی بات ہے۔" میں نے کہا۔

اسی وقت مائیک ایک ٹرے میں بیئر کے ڈبے' دو مگ اور مونگ پھلی کے نمکین دانے وہاں لے آیا۔

وہ بلیک ڈیڈ کا فرمائشی اہتمام تھا۔ میں نے مروت میں انکار نہیں کیا۔ مائیک دونوں مگ لبریز کرکے چلا گیا۔ میں محسوس کررہا تھا کہ خوں خوار اور تند خو بلیک ڈیڈ نے مفاہمت کے بعد ہمارے ساتھ اپنا رویہ یکسر بدل لیا تھا۔ ہماری طرف سے اسے اس کا جواب ملنا ضروری تھا۔

"ان چاروں میں سے دو کا سراغ ملا ہے۔" میں نے اس کے دوبارہ ٹوکنے سے پہلے بات شروع کردی "بنجمن فورٹ اور جارج شلز۔ ایک سے میں فون پر بات کرچکا ہوں' دوسرے کا صرف پتا ملا ہے۔ ابھی اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی۔ اس پر میں بے خبری میں وار کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ موضوع چھڑتے ہی بلیک ڈیڈ کی طرف سے سوالات کی یلغار ہوگئی۔ میں نے کسی ہیر پھیر کے بغیر اپنی معلومات کا تفصیلی اظہار شروع کردیا۔

وہ میری اس رائے سے پوری طرح متفق تھا کہ بنجمن نے گیپ کی افادیت کے بارے میں صحیح اندازہ لگالیا تھا۔ اس حوالے سے اسے کوئی فریب نہیں دیا جاسکتا تھا "گیپ اب چلا ہوا کارتوس ہے۔" اس نے بے ساختہ کہا۔

"تم اسے پوری مہارت سے آئزک کے خلاف استعمال کرچکے ہو۔ اس کے ذریعے کسی دوسرے ڈیوڈ اسٹار کو نہیں پھانسا جاسکے گا۔ میں اس کا پتا معلوم کرتا ہوں۔ دیکھیں گے کہ وہ کس طرح ہمارے چیتھڑے اڑاتا ہے۔"

اس نے بیئر کے دو گھونٹ لے کر فون اپنے سامنے سرکایا اور اس پر انکوائری کا نمبر ملا کر جارج شلز کا فون نمبر دریافت کیا۔ دوسرے ناموں کی طرح اس مخصوص جارج کی شناخت کے لیے آپریٹر نے اس کا پتا دریافت کیا۔ اگلے ہی لمحے اس کا فون نمبر کاغذ پر منتقل ہوچکا تھا۔

"تم اسے فون نہیں کروگے۔" میں نے اصرار کیا "وہ ابھی تک بے خبر تھا۔ وہ بھی ہوشیار ہوگیا تو مشکلات بڑھ جائیں گی۔ ہم ان میں سے کسی تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

بلیک ڈیڈ کی نگاہوں کے تعاقب میں' میں نے دروازے کی طرف دیکھا تو ویرا تازہ دم ہوکر نکھرے ہوئے لباس میں اندر داخل ہورہی تھی۔ بلیک ڈیڈ نے اپنی عادت کے مطابق بزرگانہ انداز میں' نپے تلے فقروں کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ وہ ویرا کو اپنے تحفظ میں آئی ہوئی ایک ننھی سی بچی تصور کرتا تھا جو وقت کی ٹھوکریں کھا کر ضرورت سے زیادہ سمجھ دار اور چالاک ہوگئی تھی۔

ویرا کے آتے ہی اس نے بیم گن اسے تھمادی "میری طرف سے یہ حقیر سا عارضی تحفہ!"

ویرا نے ہولسٹر کھول کر دیکھا اور اس کا چہرہ مسرت سے دمکنے لگا۔ اس نے بیم گن کو دونوں ہاتھوں میں بھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا "کاش! یہ ہتھیار چند روز پہلے مل گیا ہوتا۔"

"چلو' اب اسے باقی چار راؤڈی ستاروں پر آزمالیں گے۔ ابھی تو کھیل چل ہی رہا ہے۔" میں نے کہا "یہ دیکھو کہ بلیک ڈیڈ تمہاری کتنی قدر کرتا ہے۔ میں ابھی تک اس تحفے سے محروم ہوں۔"

"میں نے امریکا کی بیٹی کا نعرہ لگا کر ویرا کو تم سے چھیننے کی کوشش نہیں کی۔" بلیک ڈیڈ نے دانت چمکاتے ہوئے کہا "میری طرف سے اس رواداری کو ایک تحفہ سمجھ لو کہ میں نے ویرا پر تمہارا تصرف تسلیم کرلیا ہے۔ ان بزدل چوہوں کو للکارنے میں ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔" بلیک ڈیڈ دوبارہ اصل موضوع کی طرف آگیا "میرا خیال ہے کہ براہ راست بنجمن کے گھر پر دھاوا بولا جائے۔ یہ کام اس کا پتا ملتے ہی ہونا چاہیے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ آج کی رات کچھ بھی نہیں ہوگا۔" میں نے مایوسی سے پوچھا۔

"تم بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔" اس نے لائحۂ عمل طے کرنے کی ذمے داری میرے شانوں پر ڈال دی۔

"جارج شلز کے بارے میں ابھی شبہ ہے کہ وہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے یا نہیں۔ اس کی فوری طور پر نگرانی شروع ہوجانی چاہیے۔" ویرا نے زبان کھولی "آخر میں یہ قصہ کھودا پہاڑ' نکلا چوہا کا مصداق بھی بن سکتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ آخر میں پتا چلے کہ ہم کسی غلط جارج شلز کے پیچھے اپنا وقت برباد کرتے پھر رہے تھے۔"

"نگرانی کے ساتھ ہی اس کے گھر کو کسی طرح بگ کیا جاسکے تو ہم جلدی کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔"

"لیکن کیسے! اسے شبہ ہوگیا کہ کچھ غیر متعلق لوگ اس کی ذات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو وہ بدک جائے گا۔" یہ رائے بلیک ڈیڈ کی تھی۔

"اور یہ کام اس کے گھر میں گھسے بغیر انجام دینا کسی طرح ممکن نہیں۔" ویرا نے تبصرہ کیا۔

ایک نئی بحث شروع ہوگئی۔ بلیک ڈیڈ میری تجویز کے بارے میں بہت پُرجوش تھا۔ ویرا ابھی متفق تھی مگر مسئلہ بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کا تھا۔

"میرے پاس ایسے متعدد اپریٹس اور ساؤنڈ اسکینر پڑے ہیں جن پر میلوں دور کی آوازیں بہت صاف اور واضح طور پر سنی جاسکتی ہیں۔" کچھ دیر بعد بلیک ڈیڈ نے کہا "مگر پھر وہی مسئلہ ہے کہ ان سے منسلک مائیکروفون اس کے گھر میں موجود ہونے چاہئیں۔"

"ضروری نہیں کہ وہ ہر وقت اپنے گھر میں گھسا رہتا ہو۔ اس کی فیملی اور معمولات کے بارے میں نگرانی کے ذریعے ہی معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔" ویرا نے کہا "اس کے بعد اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے وہاں چوری کی کوئی واردات بھی کرانی پڑ سکتی ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

چوری میں الجھ کر اسے خیال تک نہیں آسکے گا کہ چور نے اس کے گھر میں لاسلکی مائیکروفون لگائے ہوں گے۔ سانپ بھی مرجائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔"

"یہ کام ہوتا رہے۔ اس سے پہلے میں چاہوں گا کہ کوئی خوب صورت سا تحفہ جعلی پوسٹ پارسل کے ذریعے اس تک پہنچا دیا جائے۔ اس تحفے میں کوئی طاقت ور مائیکروفون چھپایا جاسکتا ہے۔"

"اسے تحفہ بھیجنے والے کا نام پتا کیا ہوگا؟" بلیک ڈیڈ نے تجویز میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی بھی نام اور پتا ہوسکتا ہے۔ اگر وہ ڈیوڈ اسٹارز ہے تو امریکا میں بسے ہوئے بے شمار یہودی اس کے پرستار یا مداح ہوسکتے ہیں۔ کوئی بھی چند جذباتی سطور کے ساتھ اسے تحفہ بھیج سکتا ہے۔"

"اس کے لیے تحفہ بھی خاص ہونا چاہیے۔" ویرا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"چھوٹے سے پیمنڈے میں ایک نوک کے سہارے ٹھہرا ہوا نجم داؤدی اس کے لیے بہترین تحفہ ثابت ہوگا۔ وہ اسے ڈرائنگ روم یا خواب گاہ میں ہی سجائے گا۔"

میری وہ بات سن کر بلیک ڈیڈ اچھل پڑا "خشک موم' پلاسٹک اور دھات کے بنے ہوئے ایسے ماڈل یہاں بڑی دکانوں میں عام طور پر ملتے ہیں۔ پارسل میں ایک کے بجائے چار چھ ماڈل رکھ دیے جائیں تو اس کے پورے گھر سے سانس کی آوازیں تک ہم کو سنائی دیتی رہیں گی۔"

"اتنے جوش کی ضرورت نہیں۔ ایک یا دو سے زیادہ ماڈل گڑبڑ کردیں گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

بلیک ڈیڈ نے مائیک کے ذریعے سرونٹ کوارٹرز سے اپنے گن مین کو بلایا اور تیزی کے ساتھ اسے ہدایات دینے لگا جن میں پہلی ترجیح داؤدی ستارے کے ماڈلوں کی تھی۔

گن مین نے معاملے کی نوعیت کو سمجھے بغیر اسے بتانا چاہا کہ بازار میں اس قسم کے کرسٹل اور زرتون کے بنے ہوئے تحائف بھی مل جائیں گے۔ بلیک ڈیڈ نے اسے بُری طرح جھاڑ دیا۔ ہمارے مقاصد کے لیے شفاف اور ٹھوس ماڈل بیکار تھے۔ کھوکھلے ستاروں میں چھوٹے مگر طاقت ور مائیکروفون آسانی سے چھپائے جاسکتے تھے۔

بروکلین میں جارج شلز کے مکان کی محتاط ترین نگرانی اسی وقت شروع ہوجانی تھی۔ بنجمن فورٹ کے فون نمبر کے ذریعے کونٹز میں اس کے مکان کا کھوج نکالنے والے کو ٹیلی فون کے حلقے سے ہر قیمت پر اگلے دن وہ پتا معلوم کرنا تھا۔ تحفے کا پارسل اگلی صبح دس بجے تک جارج شلز کے پتے پر پہنچ جانا تھا۔ اس کے لیے بلیک ڈیڈ کا کوئی بھی آدمی جعلی ڈاکیے کا روپ دھار سکتا تھا۔

گن مین کو ان میں سے کوئی کام خود نہیں کرنا تھا۔ اس کی ذمے داری بس اتنی تھی کہ گروہ کے مخصوص ٹرانسمیٹرز پر متعلقہ آدمیوں کو ان کی نئی ذمے داریوں سے آگاہ کردے اور پھر بلیک ڈیڈ کے لیے ان کی رپورٹوں کا انتظار کرے۔

صبح چھ بجے خواب گاہ میں داخل ہونے کے بعد جب میں گیارہ بجے ناشتے کے لیے تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلا تو میرا خیال تھا کہ ڈیڈ دوسرے کمرے میں پڑا بے خبر سو رہا ہوگا لیکن وہ ناشتے سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں اپنے تین آدمیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

میں دور ہی سے اسے صبح بخیر کہہ کر کچن میں گھس گیا جہاں مائیک کسی پیشہ ور باورچی کی طرح بہت سے کاموں میں مصروف تھا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی اس نے برقی کیتلی کا بٹن آن کردیا۔

میز پر ناشتے کے بہت سے لوازم پہلے سے موجود تھے۔ مائیک نے ابلے ہوئے گرم گرم انڈے میرے سامنے سجاتے ہوئے کہا "باس بہت خوش ہے۔ وہ نو بجے اپنے کمرے سے باہر آگیا تھا۔ اس کے پاس کچھ اچھی خبریں آئی ہیں۔ اسے بس ایک بات کا غصہ ہے کہ ڈینی اور کرہانی کے چکر میں پکڑ کر کوئی بھی آئزک کے معاملے میں اس کا نام نہیں لے رہا۔ ہم لوگ جس کو بتاتے ہیں کہ آئزک پر گولی باس نے چلائی تھی تو وہ یقین نہیں کرتا۔"

میں خاموشی سے ناشتے سے انصاف کرنے میں مصروف رہا۔ مجھے امید تھی کہ چاروں ڈیوڈ اسٹارز سے نمٹنے کے دوران میں کچھ ایسا دھوم دھڑکا ضرور ہوگا کہ سب کی توجہ افراد سے ہٹ کر گروہوں کی طرف مبذول ہوجائے گی اور ہارلم کے ہنگاموں کے بعد اس فہرست میں بلیک ڈیڈ کا نام سب سے اوپر تھا۔

میں ناشتے سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں پہنچا تو بلیک ڈیڈ اکیلا بیٹھا ہوا میرا منتظر تھا۔ میری صورت دیکھتے ہی اس نے اپنے آدمیوں کو فارغ کردیا تھا۔

"بروکلین سے ابھی تک کوئی خاص خبر نہیں ملی۔" اس نے بتایا "وہ چار سو گز کے قریب رقبے پر بنا ہوا چھوٹا سا کاٹیج ہے جس میں وہ اپنے کتے کے ساتھ اکیلا رہتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ ایسا ہوا تو اسے اٹھانا یا مارنا ذرا بھی مشکل نہیں ہوگا۔"

پوچھا۔ "تمہارے اس یقین کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی۔" میں نے

"ہاں' پہلے وہ دفتری معمولات پر عمل کرتا تھا۔ کتے کو ساتھ لے کر صبح نو دس بجے گھر سے روانہ ہو کر شام کے تین' چار بجے گھر لوٹتا تھا۔ دو دن سے وہ مسلسل گھر میں ہے۔"

"یعنی ڈیوڈ اسٹارز کا دفتر بند ہونے کے بعد سے وہ گوشہ نشین ہوگیا ہے؟"

"یہی معلوم ہو رہا ہے۔ وہ صرف چند بار دروازے سے باہر آیا ہے پھر فوراً ہی اندر لوٹ گیا۔"

"تمہارا تحفہ کب تک اسے پہنچا دیا جائے گا؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ پیکٹ راستے میں ہے۔ مانیٹر پر بھانت بھانت کی آوازیں آرہی ہیں۔ پیکٹ پہنچتے ہی مجھے اطلاع مل جائے گی۔ وہ دونوں مائیکروفون بہت زبردست ہیں۔ راستے کی ہر آواز پکڑ رہے ہیں۔ سب سے اچھی اطلاع یہ ہے کہ بنجمن کے گھر کا پتا مل گیا۔ وہ کونٹز

Downloaded from https://paksociety.com

کے علاقے میں ایک عالی شان گھر میں رہ رہا ہے جہاں ملازموں اور محافظوں کی ایک اچھی خاصی فوج پل رہی ہے۔"

"یہی ایک نکتہ مجھے شبے میں ڈال رہا ہے۔ بروکلین والا جارج شلز اگر ڈیوڈ اسٹار ہے تو اسے بھی مال دار ہونا چاہیے۔ وہ ایسی تنہائی کے عالم میں کیوں رہ رہا ہے۔"

"یہ نہ بھولو کہ یہودی کنجوس بھی ہوتے ہیں۔ مال خرچ کرتے ہوئے اس کا دل دُکھتا ہوگا۔"

"اگر ایک کتے کے سوا اس کا کوئی نہیں ہے تو وہ اتنی کفایت کس کے لیے کر رہا ہے؟"

"یہ وہ سوال ہے جس کا جواب مرتے دم تک آدمی کے ذہن میں نہیں آتا۔ وہ یہ فرض کرلیتا ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح جیتا رہے گا' موت ابھی اس سے بہت دور ہے۔ جب فرشتۂ اجل اچانک اس کے سر پر سوار ہو جاتا ہے تو وہ بھونچکا رہ جاتا ہے۔"

"ایک پہلو تم نے بتایا۔ دوسرا امکان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے سارے اثاثے ڈیوڈ اسٹارز کے لیے وقف کردیے ہوں۔ وہ بلاوجہ تو اس تنظیم کے بڑوں میں شامل نہیں ہوا۔"

"اس کی ظاہری حالت کا سبب کچھ بھی ہو' وہ ڈیوڈ اسٹار ہی ہے۔ کاغذ پر وہ لوگ خود کو ایک سماجی اور فلاحی تنظیم کہتے ہیں۔ اخباروں میں بھی یہی کچھ چھپتا ہے۔ کوئی ان پر شبہ نہیں کرتا اور وہ بے خوف و خطر عام امریکیوں کی طرح رہتے ہیں۔"

"پھر بنجمن کی شان و شوکت کو تم کیا کہو گے۔ وہ بھی اسی منصب کا آدمی ہے۔"

"یہ اپنے اپنے مزاج کی بات ہوتی ہے۔ بنجمن اس کی طرح درویش صفت یہودی نہیں ہے۔ بعض لوگ نمود و نمائش کے بغیر زندہ رہنے کا تصور تک نہیں کرسکتے۔ وہ ان ہی میں معلوم ہوتا ہے۔"

پچھلی رات میں نے بلیک ڈیڈ کی آمد پر خوشی محسوس کی تھی۔ اس کے آنے کا یہ فائدہ ہوا کہ بعض باتیں طے کرکے انہیں عملی جامہ پہنانے کا بندوبست کرلیا گیا تھا لیکن اس وقت بلیک ڈیڈ کے تیور دیکھ کر مجھے بے نام سی الجھن ہونے لگی تھی۔

فون ڈراٹنگ روم میں آگیا تھا۔ اس پر سی ایس ڈی موجود نہیں تھی۔ میں بلیک ڈیڈ کی موجودگی میں کسی سے بھی آزادانہ بات چیت نہیں کرسکتا تھا جب کہ ایک طرف بدری ناتھ میرے لیے اہم تھا۔ دوسری طرف میں نے میجر جنجوعہ سے تین بجے سے پہلے بات کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا' تیسری طرف اول خان یا سلطان شاہ سے کراچی کے بارے میں خبریں لینی تھیں۔ بلیک ڈیڈ کے تیوروں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کسی فیصلہ کن اقدام سے پہلے وہاں سے نہ اٹھنے کا ارادہ کرچکا تھا۔

"جارج شلز کی باتیں سنانے والا مانیٹر تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے یا یہیں چھوڑ دو گے؟" کئی سیکنڈ تک سوچنے کے بعد میں نے اس سے ایسا سوال کیا کہ جواب کی صورت میں اس کے عزائم واضح ہو کر سامنے آسکیں۔ میرے لیے اس کے جواب کی ابتدا ہی مایوس کن تھی۔

وہ کہہ رہا تھا "ابھی تو میں کہیں نہیں جارہا۔ اکٹھے ہی سب کچھ سنیں گے۔ دوپہر تک مجھے کل کی آمدنی کا حساب لینے کے لیے جانا ہوگا۔ ضرورت ہوئی تو وہ پروگرام منسوخ کردیا جائے گا۔"

"نہیں' تم اپنا حرج مت کرو۔" میں نے اسے پٹی پڑھانے کی کوشش کی "فی الحال تو صرف اطلاعات جمع کرنی ہیں۔ کارروائی کی نوبت آئی تو اس کے لیے رات کا اندھیرا ہی مناسب رہے گا۔ اس وقت تک تم اپنے سارے کام نمٹا کر واپس آجاؤ گے۔ تمہاری چند گھنٹوں کی غیر حاضری سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ ابھی تو دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے۔" اس نے میز پر پڑے ہوئے ایک مستطیل سے آلے کی آواز بڑھا دی "وہ مانیٹر آج کل کے موبائل فون سے بڑی حد تک مشابہ تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ اس کے ہر بٹن پر نمبر کے بجائے علامات بنی ہوئی تھیں۔

"آلے پر گہرا سکوت طاری تھا۔ بلیک ڈیڈ نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"شاید تختہ اپنی جگہ پر پہنچ چکا ہے۔" میں نے محتاط رہ کر اپنی رائے ظاہر کی۔

مانیٹر پر ایک گہرے سانس کی آواز کے ساتھ بڑبڑاہٹ ابھری "شاندار.... دونوں ستارے بہت شاندار ہیں مگر یہ بھیجے کس نے ہیں..... کیلے فورنیا میں' میں کس ڈیوڈ الیس گوریان کو نہیں جانتا ہوں؟"

وہ یقیناً جارج شلز کی آواز تھی۔ وہ پارسل سے ملنے والے ستاروں کا جائزہ لیتے ہوئے خود کلامی کر رہا تھا۔ اس سے یہ پتا نہیں چل پا رہا تھا کہ وہ کون ہے۔ ہمارا مطلوبہ جارج یا کوئی اجنبی!

"تمہاری شیطانی کھوپڑی کا جواب نہیں۔" بلیک ڈیڈ نے مسرت آمیز لہجے میں کہا "دو ستارے گردش میں آئے ہوئے ہیں اور دونوں کے مدار ہماری نظروں میں ہیں۔"

"راکٹ فائر کرو اور نہیں گرادو۔" میں نے مسکرا کر تجویز پیش کی۔

"بس' اب راکٹ چلانے میں تھوڑی ہی دیر رہ گئی ہے۔ الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے۔ کسی بھی وقت ان معصوم دہشت گردوں کے سروں پر دھماکا ہو جائے گا۔"

ویرا بھی ناشتا کرکے آگئی۔ بلیک ڈیڈ اسے تبدیلیوں سے آگاہ کرنے لگا مگر میرے کان مانیٹر کی طرف لگے رہے۔ میں نے میز پر رکھے ہوئے دوسرے مانیٹر کی آواز بھی کھول دی۔

ان آلات پر چھائے ہوئے مکمل اور طویل سکوت سے مجھے اندازہ ہوا کہ کسی کا بالکل یکہ و تنہا رہنا کس قدر دردناک معمول ہوتا ہے۔ کسی سے بولے چالے بغیر گھنٹوں اپنے بُرے یا بھلے خیالوں میں ڈوبے رہو۔ کھاؤ' پیو اور پھر سو جاؤ۔ کارخانے میں لگی

Downloaded from https://parsociety

ہوئی' احساسات سے عاری کسی مشین کی طرح جو دن بھر پیداوار میں مصروف رہنے کے بعد رات کو بٹن دبا کر روک دی جاتی ہے۔

پنج پنج کی آوازوں کے بعد جارج کی آواز پھر سنائی دی۔

"ڈارلنگ! تم بھی نہیں جانتیں کہ مجھے یہ پارسل کس جذباتی دوست نے بھیجا ہے؟" یوں معلوم ہوا تھا جیسے جارج نے کسی خاتون کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر محبت سے وہ سوال پوچھا ہو۔

کتیا کے حلق سے نکلنے والی باریک سی محبت بھری آواز نے وہ خوش فہمی فوراً ہی دور کردی۔ وہ اپنی ڈارلنگ نامی کتیا سے باتیں کررہا تھا پھر کچھ ایسی آوازیں آتی رہیں جیسے وہ کتیا اچھل اچھل کر اپنے مالک سے کھیل رہی ہو۔ آخر جارج نے پچکارنے کے بعد اسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ایک مرتبہ پھر سکوت گہرا ہونے لگا۔

چند منٹ کی خاموشی کے بعد مانیٹر پر ایک بہت دھیمی اور سمجھ میں نہ آنے والی آواز ابھری پھر جارج بولا "میں جارج بول رہا ہوں۔ بنجمن سے میری بات کراؤ۔"

بلیک ڈیڈ مکا تان کر صوفے سے فضا میں اچھل پڑا۔ ہمیں اپنے اہم ترین سوال کا جواب مل چکا تھا۔

"یہی ملعون ہمارا نشانہ ہے۔" بلیک ڈیڈ کی آواز خوشی سے مرتعش تھی "میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس حرام زادے کی تمنائی' مسکینی اور مفلوک الحالی پر مت جاؤ۔ یہ ڈیوڈ اسٹار ہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے کسی ضرورت کے لیے یہ سوانگ رچایا ہوا ہو۔" وہ باتیں کرتے ہوئے بلیک ڈیڈ بہت تیزی کے ساتھ مانیٹر کے مختلف بٹنوں اور سوئچوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا تھا جس کے نتیجے میں آوازیں بہت زیادہ گڑبڑ ہورہی تھیں مگر میں اپنے مانیٹر پر پوری بات سُن رہا تھا۔

جارج شلنز کو لائن ہولڈ کرائی گئی تھی۔

جوں ہی جارج کی فون کے ریسیور پر موہوم سی منمناتی ہوئی آواز بلند ہوئی' بلیک ڈیڈ نے لمحہ بھر میں اپنے مانیٹر پر سب کچھ درست کرلیا۔ جارج شلنز کی آواز کافی دھیمی ہوچکی تھی لیکن اس سے فون پر بات کرنے والے کی آواز اتنی واضح ہوگئی تھی کہ اسے دھیان سے سنا اور سمجھا جاسکتا تھا۔

"..... کی تشویش نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے۔" وہ آواز میں نے پہچان لی۔ وہ بنجمن فورٹ ہی تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا "تمہاری طرف تو خیریت ہے نا۔ میں فون کی ہر گھنٹی پر چونک پڑتا ہوں۔"

"خوش گوار خیریت ہے۔ میں ذہنی طور پر کسی بھی جھٹکے کے لیے پوری طرح تیار ہوں لیکن تھوڑی دیر پہلے مجھے کسی پرستار کی طرف سے دو بہت خوب صورت داؤدی ستارے ملے ہیں....."

"جارج! ہوشیار رہنا۔ یہ پارسل بم بھی ہوسکتے ہیں۔" بنجمن نے گھبرا کے اس کی بات کاٹ دی "آدمی کے ستارے گردش میں آئے ہوئے ہوں تو کچھ بھی ہوسکتا ہے۔"

"میں نے اپنا اطمینان کرلیا ہے۔ ان میں بارُود نہیں ہے نہ ٹائم بم کی ٹِک ٹِک۔ مجھے ابلات کا وہ ربّی آج تک یاد ہے جسے کسی نے عقیدت سے ایک گلدستہ دیا تھا مگر تھوڑی ہی دیر بعد ان پھولوں میں سے نکلنے والے زہریلے بچھو نے ربی کو ڈنک مار کر موت کی ابدی نیند سلادیا تھا۔"

"یہ ستارے تمہیں کس پرستار نے بھیجے ہیں؟" بنجمن کی طرف سے پوچھا گیا۔

"پارسل میں کمپیوٹر پر چھپی ہوئی صرف ایک تحریر ہے۔ پیارے جارج شلنز کے لیے عقیدت کے ساتھ۔ پارسل پر کسی ڈیوڈ اٹیس گوریان کا کیلے فورنیا کا پتا ہے۔ یہ نام میرے لیے اجنبی ہے۔"

"اجنبی بھروسے کے قابل نہیں ہوتے۔ موجودہ حالات میں ہمیں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔ فوراً اسے شکریے کا ٹیلی گرام دے کر شکایت کرو کہ اس نے خط میں کچھ اور کیوں نہیں لکھا؟ وہ تمہارا مداح کیوں ہے؟ کل تک تمہیں اس کی طرف سے جواب مل جائے گا اور ہر بات سامنے آجائے گی۔"

بنجمن کی وہ مکارانہ تجویز سن کر بلیک ڈیڈ کے چہرے پر بدحواسی کی لہر دوڑ گئی۔

"میں ٹیلی گرام بھیج دوں گا۔ ویسے وہ نام سے ہمارا ہم مذہب معلوم ہوتا ہے۔"

"تمہیں تحفہ ملا ہے اس لیے تم مطمئن اور پُرسکون ہو۔ میری طرح تمہارے پاس کسی موذی کا فون آیا ہوتا تو تم دہشت سے بے ہوش ہوگئے ہوتے۔ یہ نہ بھولو کہ ہم ایک بُرے دور سے گزر رہے ہیں۔"

"مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں؟ یہاں رہ کر اب میں خود کو بہت غیر محفوظ تصور کررہا ہوں۔"

"سب سے پہلے اس تحفے کو تباہ کرکے دریا میں پھینک دو پھر میرے پاس چلے آؤ۔"

"نہیں بنجمن! تحفے میں داؤدی ستارے کی جگہ کچھ اور ملا ہوتا تو میں ضرور تمہارے مشورے پر عمل کرلیتا۔ اس ستارے سے گہری عقیدت ہی نے تو ہمیں ایک بھائی چارے کی کڑی میں پرویا ہوا ہے۔"

"میں ان ستاروں کو ایک نظر دیکھنا ضرور چاہوں گا۔ آتے ہوئے انہیں بھی ساتھ لے آنا۔"

"کیا تم یہاں نہیں آسکتے؟" جارج کی آواز سے اندازہ ہورہا تھا کہ اسے بنجمن کے اصرار سے رنج پہنچا تھا۔

"ہمیشہ میں ہی تمہارے پاس آتا ہوں۔ ابھی تم نے خود کہا تھا کہ اپنے گھر میں تم خود کو غیر محفوظ تصور کرتے ہو۔ میرے گھر میں تم محفوظ رہو گے۔ میں نے آج رات جیک اور سولومن کو بھی کھانے پر بلایا ہے۔ ہم چاروں مل کر سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ عباس کرمانی نے میرا فون نمبر کہاں سے حاصل کیا اور مجھے کیوں فون کیا تھا؟"

Downloaded from https://paksociety.com

"تمہاری پاگل بیوی پر جب ہذیانی دورے پڑتے ہیں تو وہ مجھے دہشت زدہ کردیتی ہے..."

"اس کا ذکر مت کرو۔ وہ تمہیں کھا نہیں جائے گی۔ میں شب و روز اسی کے ساتھ گزارا کررہا ہوں۔"

"ارب پتی باپ کی بیٹی کے ساتھ گزارا کرنا تمہاری مجبوری ہے بنجمن!" جارج کی نرم آواز طنز سے بالکل عاری تھی۔ "یہ بات تم بار بار ہمارے سامنے کہتے رہے ہو.... اگر وہ دونوں تمہارے گھر آرہے ہیں تو میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ یہ ڈینی اور عباس کا مسئلہ اب طے ہونا چاہیے کہ ہم ان دونوں میں سے کس سے لڑرہے ہیں۔"

"آئزک ہمیشہ صرف ڈینی کا ذکر کرتا رہا لیکن اس سے بات کرنے کے بعد مجھے شبہ ہورہا ہے کہ ڈینی کے ساتھ کوئی لالچی ایرانی بھی بیچ میں کودا ہوا ہے۔"

"یہ صرف تمہارا نہیں، ہم سب کا اور ہماری مقدس قوم کا مسئلہ ہے۔ میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں۔ میں شام کو آؤں گا۔ ممکن ہو تو اپنی بیوی کو خواب آور دوائیں دے دینا۔ اس جیسی حسین عورت کو بال کھول کر چنگھاڑتے دیکھ کر دہشت اور عبرت سے دل دہل اٹھتا ہے۔"

"میں بندوبست کروں گا کہ دروازے پر تمہیں پریشانی نہ ہو لیکن عباس کرمانی کے فون کے بعد گھر کے چوکیدار بہت سخت ہوگئے ہیں۔ دروازہ کھلنے میں دیر سویر ہوجائے تو مجھے معاف کردینا۔"

"بنجمن! تم میرے بھائی ہو اور ہم سب بھائی ایک طویل مدت تک ایک دوسرے کے لیے دنیا بھر میں خاک چھانتے اور جوتے کھاتے پھرتے رہے ہیں۔ آج کے بھلے دنوں میں بھی ہمیں ایک دوسرے کے لیے یہ سبق یاد رکھنا چاہیے۔ بھائی کو بھائی سے شکوہ ہونے لگا تو یہ دن پلٹ جائیں گے۔"

"میں تمہارا منتظر رہوں گا۔" ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ سلسلہ منقطع ہوگیا۔

"گولڈا سے اچھی تو میری ڈارلنگ ہے" مانیٹر پر جارج کی آواز ابھری۔ شاید اس نے فون بند کرکے اپنی کتیا سے باتیں شروع کردی تھیں۔

میرا ذہن سوچ میں ڈوب گیا۔ ڈیوڈ اسٹارز عالمی صیہونی برادری کے لیے کام کررہی تھی اور اسرائیل اسی پالیسی کا عملی دعوے دار تھا۔ وہ سرزمین دنیا کے ہر صیہونی کے لیے اس کے بنیادی وطن کے طور پر کھلی ہوئی تھی۔ پڑھے لکھے اور ذہین یہودی یہ جانتے تھے کہ انہوں نے مل کر اپنے وطن کی طرف ہجرت کی تو وہ ننھی سی ریاست اپنے سارے وسائل جھونک کر بھی ان کی معاشی ضروریات کا بوجھ نہیں اٹھاسکے گی۔ وہ دنیا کے ہر خطے میں رہ رہے تھے اور اپنی مادی آسودگیوں کے ساتھ اپنے وطن کی خوش حالی کے لیے بھی انتھک جدوجہد کررہے تھے۔ حد یہ ہے کہ امریکا جیسے ملک میں وہ شی کے ذریعے ہیروئن کا کالا دھن سمیٹ کر ڈیوڈ اسٹارز میں لگارہے تھے جس کا فلسفہ جارج شلز نے دو سطروں میں بیان کردیا تھا۔

وہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ گمنام تخفے کے ذریعے جارج کو بھیجے گئے مائیکروفونز وہاں بروقت پہنچے تھے۔ یہ ایک اتفاق تھا کہ میں نے روانروی میں داؤدی ستارے کے غلافوں کی تجویز دی تھی اور جارج نے ان تحفوں کو مقدس قرار دے کر تباہ کرنے سے انکار کردیا تھا۔

ہمیں ان دونوں کی اہم ترین گفتگو سننے کا موقع مل چکا تھا۔ صاف ظاہر ہورہا تھا کہ بنجمن فورٹ ایک دنیا دار اور خودغرض آدمی تھا جو جذبات کو پس پشت ڈال کر ہر فیصلہ عقلی دلیل سے کرتا تھا جبکہ چھوٹے سے گھر میں تنہا رہنے والا جارج شلز غرور فکر کرنے والا، ایک سلجھا ہوا انسان محسوس ہوا تھا۔ اپنے صیہونی تعصبات اور مجرمانہ مقاصد کی وجہ سے اس نے خود کو بگاڑ لیا تھا۔

"ہماری بھاگ دوڑ بہت بار آور ثابت ہوئی ہے" بلیک ڈیڈ کہہ رہا تھا "ہم چاہتے تب بھی ان چاروں بدمعاشوں کو کبھی یک جا نہیں کرسکتے تھے۔ ہر ایک کو الگ الگ گھیرنا پڑتا۔ بنجمن فورٹ نے تینوں کو کھانے پر بلا کر ہمارا کام آسان کردیا ہے۔"

"جو کچھ کرنا ہے، آج رات ہی کرنا پڑے گا۔" ویرا بولی "شیطان کے چار چیلوں کو ایک ساتھ ٹھکانے لگانے کا ایسا سنہرا موقع دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گا۔"

"تمہیں آئزک کے پچھلے انجام میں مزہ نہیں آیا تھا۔ اب بنجمن کے گھر پر دل کھول کر اپنی بھڑاس نکال لینا۔" میں نے ہنس کر ویرا سے کہا "وہاں کی تیاریوں کے بارے میں تم سن ہی چکی ہو کہ جارج شلز جیسے جانے بوجھے آدمی کو بھی اندر جانے میں دشواری ہوگی۔"

"یہ تشویش کی بات ہے۔ اتنے کڑے حفاظتی انتظامات کی موجودگی میں ہم بنجمن کے مکان میں کیسے داخل ہوسکیں گے؟" ویرا نے پریشان ہوکر پوچھا۔

"ہمارے پاس زیادہ سوچنے سمجھنے کا وقت نہیں ہے" بلیک ڈیڈ نے اعلان کیا "ان کی طاقت کو بھرپور طاقت سے کچلنا ہوگا۔ براہِ راست حملے کے سوا مجھے کوئی راہ نظر نہیں آرہی۔"

"یہ ایک احمقانہ قدم بھی ثابت ہوسکتا ہے" میں نے بے خوفی سے کہہ ڈالا "ہم دروازے پر ان کے محافظوں سے لڑتے رہ جائیں گے اور وہ چاروں کسی طرف سے فرار ہوجائیں گے۔"

"یہ نہیں ہوگا" بلیک ڈیڈ نے یقین دلایا "میرے آدمی اسی وقت اس مکان کی ریکی پر نکل جائیں گے۔ فرار کی ہر راہ کا جائزہ لیا جائے گا۔ باہر سے حملے کا آغاز ہونے سے پہلے اس مکان کے گرد نادیدہ مسلح حصار قائم ہوچکا ہوگا جسے توڑ کر چوہے کا بچہ بھی باہر نہیں جاسکے گا۔"

"اس کارروائی کے لیے بہت بھاری نفری درکار ہوگی۔" میں نے اس سے کہا۔

"نفری کی تم پروا مت کرو" بلیک ڈیڈ کے لہجے سے بے نیازی

Downloaded from https://paksociety.com

جھلک رہی تھی "میرے ایک اشارے پر ہارلم کے سارے نوجوان ہتھیار سنبھال کر وہاں صف آرا ہو جائیں گے۔ اصل مسئلہ احاطے میں گھسنے کا ہوگا۔ ایک بار ہم اندر پہنچ گئے تو حالات ہمارے قابو میں آجائیں گے۔"

"تم اس طرح بات کر رہے ہو جیسے پینٹاگون والوں نے تمہیں اپنے کسی لڑاکا ڈویژن کی کمان سونپ دی ہو۔" میں نے اس کا دماغ آسمان سے زمین پر لانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "شاید وہ متمول لوگوں کا علاقہ ہے۔ تم زیادہ دیر تک وہاں نہیں ٹک سکو گے۔ پولیس کی پہلی گاڑی نمودار ہوتے ہی ہر شخص اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوگا۔"

بلیک ڈیڈ سر ہلانے لگا۔ میری بات پر اس کے شانے ڈھلک گئے تھے۔

اس نے اپنی ٹھوڑی ہتھیلی پر ٹکا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "فائر کھلتے ہی کوئی نہ کوئی مقامی' پولیس کو فون ضرور کرے گا۔ میں یہ بندوبست تو کر سکتا ہوں کہ پولیس پہلے فون پر ہی ادھر دوڑ نہ لگائے۔ یہ تاخیر زیادہ سے زیادہ دس پندرہ منٹ کی ہو سکتی ہے پھر وہ آجائیں گے۔"

"تم مصر ہو کہ تمہارے پاس سوچنے سمجھنے کا وقت نہیں ہے' میرا خیال ہے کہ ہمیں اچھی طرح سوچ سمجھ کر اُدھر کا رخ کرنا چاہیے۔ یہ ابھی یا کبھی نہیں والا معاملہ ہے۔ ہم کوئی معقول منصوبہ بندی کر سکیں تو ان چاروں کو ٹھکانے لگانے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔"

"تو پھر سوچو۔ میں نے کب روکا ہے" بلیک ڈیڈ نے پیر پسار کر صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک لگا لیا۔

"سب سے پہلے اپنے آدمیوں کو ریکی پر روانہ کردو۔ یہ کام جلد از جلد ہو جانا چاہیے۔ اس کے بعد ہم تینوں مل کر سوچ بچار کرتے ہیں کہ کون سی راہ بہترین ثابت ہوگی۔"

"سوچ بچار تم دونوں ہی کرو۔ میرے دماغ میں جو تجویز آئی تھی' وہ میں نے بے دھڑک بتادی۔ اس کا کوئی بہتر متبادل بتاؤ اور میری تجویز کو رد کردو" یہ کہتے ہوئے وہ صوفہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھے رہو۔ تم جا کہاں رہے ہو؟" میں نے ہلکی سی تیزی سے کہا۔

"کہیں نہیں جا رہا۔ سرونٹ کوارٹرز میں اپنے آدمیوں کو اس علاقے کی دیکھ بھال کے بارے میں سمجھا کر واپس آتا ہوں" بات ختم کر کے بلیک ڈیڈ وہاں سے چلا گیا۔

"تم کیا کہتی ہو؟" میں نے ویرا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"امریکا میں جتھے بند ہو کر کسی کے گھر پر یوں چڑھائی کرنا آسان کام نہیں ہے۔ لڑائی بھڑائی کے معاملوں میں بلیک ڈیڈ کی عقل شاید ٹخنوں میں اتر جاتی ہے" ویرا نے جواب دیا۔

"خرافات نہ بکو۔ یہ بتاؤ کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ شام سر پر آجائے گی اور ہمیں ناچار بلیک ڈیڈ کے احمقانہ منصوبے پر عمل کر کے منہ کی کھانی پڑے گی۔"

"جارج شلز اکیلا ہوگا۔ اسے راستے ہی میں ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔ باقی تین کے لیے وہی کرو جو بلیک ڈیڈ کہہ رہا ہے۔ ناکامی ہوئی تو بعد میں کچھ سوچا جائے گا۔"

میں نے خاموش ہو کر سگریٹ سلگالی۔ میرے ذہن میں گھر سے بیکسٹر کی لاش کی روانگی کا وہ منظر گھوم رہا تھا جو میں نے خود نہیں دیکھا تھا۔

"ان لوگوں کی نحوست کے بارے میں تم نے غور کیا کہ ان کی ذاتی زندگیاں کس قدر نا آسودہ ہیں۔" کچھ دیر بعد ویرا نے میرے خیالات کا تسلسل توڑ دیا۔

"کس نحوست کی بات کر رہی ہو؟" میں نے اکتائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"جارج شلز ایک کتیا کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے' بنجمن فورٹ کی خوب صورت بیوی پاگل ہے۔ پتا نہیں سولومن اور جیکب کے گھروں کا کیا حال ہوگا۔" ویرا نے وضاحت کی۔

"یہ ان کی نیتوں کا زہر ہے جو ان کے گھروں میں پھیلا ہوا ہے۔ اب کچھ دیر اپنی چونچ بند رکھو۔ میں واقعات کی کچھ کڑیاں ملانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم بے مقصد چاندماری سے بچ کر آج زیادہ بڑی کامیاب حاصل کرلیں۔"

"یہ ذہن میں رکھنا کہ اب بیم گن بھی ہمارے قبضے میں ہے۔ فائر کے دھماکے کا خطرہ مول لیے بغیر ہم خاموشی سے کسی کو بھی ختم کر سکتے ہیں۔" ویرا نے مجھے یاد دلایا۔

بلیک ڈیڈ اپنے آدمیوں کو کام سونپ کر واپس آیا تو اس کے ہاتھ سے بچ بستہ بیئر کا کین لگا ہوا تھا۔ پچھلی رات سے وہ پانی کی طرح مسلسل بیئر پیے جا رہا تھا۔

"تم کہیں سے ایک بڑی ایمبولینس حاصل کر سکتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"صرف ایک فون کر کے تم بھی ایمبولینس منگوا سکتے ہو۔ اس کی کیا ضرورت پیش آگئی؟"

"فون کر کے منگوائی جانے والی ایمبولینس میں ہتھیار نہیں لے جائے جا سکتے" میں نے تلخی سے کہا "اسی لیے میں نے تم سے سوال کیا تھا۔"

"ایمبولینس میں ہتھیار" وہ خوش ہو کر بولا "اس کا مطلب یہ کہ تمہاری کھوپڑی چل پڑی ہے اور تم کوئی قابلِ عمل تدبیر سوچ رہے ہو۔ ایک کیا' تم چاہو تو میرے آدمی اس سے زیادہ ایمبولینسیں اٹھا سکتے ہیں۔ ان سے اپنا کام نکالو اور شہر میں کہیں بھی چھوڑ کر غائب ہو جاؤ۔"

"میں یہی چاہ رہا تھا۔ ایمبولینس لے جا کر ہم آسانی سے

Downloaded from https://paksociety.com

فورٹ کے گھر کا دروازہ کھلوا سکتے ہیں۔ اندر پہنچتے ہی ایمبولینس میں چھپے ہوئے مسلح آدمی باہر نکلیں گے اور تیزی سے سب کو زیر کرتے چلے جائیں گے۔" میں نے اسے بتایا "ہو سکتا ہے کہ کسی دھواں دھار مقابلے کے بغیر ہی ہم حالات پر قابو پالیں۔"

"لیکن وہ کسی بن بلائی ایمبولینس کے لیے دروازہ کیوں کھولیں گے؟" ویرا کے چہرے پر الجھن تھی۔

میں نے اس کے سوال کو نظرانداز کرکے بلیک ڈیڈ سے بات جاری رکھی "ریکی سے محاصرے تک' سب کچھ اسی طرح کا ہوگا جیسے تم نے سوچا تھا۔ بس حملہ آور ہونے کا طریقہ بدل جائے گا۔ ہم لوگوں کے ساتھ تمہارے ہتھیار بند آدمی ایمبولینس میں چھپ کر اندر گھسیں گے' ان کے پیچھے دوسری گاڑیاں بھی اندر داخل ہو سکتی ہیں۔ اس کا انحصار مزاحمت کی شدت پر ہوگا۔"

"یہ سب درست ہے لیکن تم نے ویرا کے سوال کا جواب نہیں دیا" بلیک ڈیڈ نے ٹوکا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ جارج شلز آج شام بنجمن کی طرف جائے گا۔ اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ہم اسے راستے سے اغوا کرلیں گے اور بے ہوش کرکے کسی محفوظ مقام...."

میری بات ادھوری رہ گئی کیونکہ میز پر رکھے ہوئے مانیٹر پر یکایک فون کی گھنٹی کی ہلکی سی آواز ابھری تھی۔ بلیک ڈیڈ نے فوراً ہی اس مانیٹر کی آواز بڑھادی۔

مانیٹر اپنی کارکردگی کی ابتدا سے ہی مسلسل آن تھا۔ جارج اور بنجمن کی اہم ترین گفتگو کے بعد اس پر کوئی قابل ذکر آواز نہیں سنائی دی تھی اس لیے اسے نظرانداز کردیا گیا تھا۔ اس پر فون کی گھنٹی کی آواز کا آنا اس بات کا غماز تھا کہ کسی نے جارج کو فون کیا تھا۔

فون کی گھنٹی کے فوراً بعد جارج کی پالتو کتیا کی ایک دبلی ہوئی آواز آئی۔ شاید اس نے اپنے مالک کو فون کی طرف متوجہ کیا تھا۔ دوسری گھنٹی بجتے ہی جارج فون پر پہنچ چکا تھا اور مانیٹر پر اس کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔

دوسری طرف سے بولنے والا' تیسرا ڈیوڈ اسٹار جیکب تھا۔ ہم تیسرے ڈیوڈ اسٹار کی آواز سن رہے تھے۔ صورت صرف ایک کی شناسا تھی جسے بلیک ڈیڈ کے آدمیوں نے اپنی نگرانی میں رکھا ہوا تھا اور وہی جارج کو پہچان سکتے تھے۔ بقیہ تینوں داؤدی ستارے ہمارے لیے ناقابل شناخت تھے۔

"بنجمن کو آنے والے فون کا قصہ تمہارے علم میں ہوگا؟" جارج کے فون کے ریسیور اور خفیہ مائیکروفون کے ذریعے جیکب کی آواز مانیٹر تک پہنچ رہی تھی "اس واقعے نے سب کو خوف اور تشویش میں مبتلا کردیا ہے۔"

"آئزک کے اچانک بے دست وپا ہوجانے سے پریشانی ہو رہی ہے۔ سب رابطے اور انتظامات اسی کے ہوتے تھے۔ اب کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ کیا کرنا ہے۔ دفتر کھلے گا تو ریکارڈ سے کچھ معلوم ہوگا" جارج اسے سمجھا رہا تھا "اس وقت تک ہمیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔"

"میں اپنے بھائی پر الزام نہیں لگا رہا۔ برادر ہڈ میں ایسا نہیں ہوتا مگر یہ حقیقت ہے کہ بلیک ڈیڈ کو چھیڑنا آئزک کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ اسی کے بعد سے سب کچھ بدلتا چلا گیا۔"

"تم یہ سمجھتے ہو تو اس سے رابطہ کرو' اسے سمجھاؤ' نہ مانے تو اسے اپنے خدا کی رضا کے حوالے کردو۔ شاید اس کے خون کی بھینٹ یہ مشکل وقت ٹال دے" جارج کی آواز نرم مگر الفاظ سفاکانہ تھے۔

"آج شام کچھ طے کرنے کے بعد ہی کچھ کریں گے۔ تم وہاں آرہے ہو؟" جیکب نے پوچھا۔

"کیا نہ آنے کی کوئی وجہ موجود ہے؟" جارج نے جوابی سوال کر ڈالا۔

"تم بے جگر آدمی ہو۔ چھوٹے سے گھر میں بے فکری سے اکیلے رہتے ہو..."

جارج نے اس کی بات کاٹ دی "اکیلا نہیں' میں ڈارلنگ کے ساتھ رہتا ہوں۔"

"اس خوفناک کتیا سے تمہیں بہت پیار ہے۔ میں یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا تم میرے ساتھ وہاں جانا چاہو گے؟" جیکب نے وہ سوال کرکے میرے وجود میں سنسنی کی ایک لہر دوڑا دی۔

اگر وہ دونوں ایک ساتھ سفر کرتے تو جارج کے ذریعے جیکب کی بھی نشاندہی ہو سکتی تھی۔ ہم بنجمن کے گھر سے باہر ہی دو ڈیوڈ اسٹارز کو اغوا کرکے اپنے منصوبے کو بہتر طور پر عملی جامہ پہنا سکتے تھے۔ میری وہ سرت آمیز سنسنی بس چند لمحوں کے لیے قائم رہی۔ جارج کے سپاٹ جواب نے میری نئی امیدوں پر ایک دم اوس سی ڈال دی۔

وہ کہہ رہا تھا "تمہاری گاڑی محافظوں سے بھری ہوتی ہے۔ میں ڈارلنگ کے ساتھ سفر کرنے کا عادی ہوں۔ تم کو زحمت ہوگی۔ ویسے بھی کسی عام مقام پر ہم چاروں میں سے کسی بھی دو کا یک جا ہو جانا فی الحال مناسب نہیں ہے۔ پتا نہیں کون کس کی نظروں میں چبھ رہا ہو۔ ایک کی وجہ سے دوسرا بھی مشکل میں پڑ سکتا ہے۔ میں تمہاری پیش کش کے لیے تمہارا شکر گزار ہوں۔"

وہ فقرے ادا کرتے ہوئے جارج شلز کو یہ علم نہیں تھا کہ اس کے تینوں ساتھی اپنے دشمنوں کی نظروں سے پوری طرح اوجھل تھے۔ وہ اکیلا ہی ہماری نگاہوں میں آیا ہوا تھا۔

"سب پریشان ہیں اور ٹیلی فون پر ایک دوسرے کا سہارا تلاش کررہے ہیں" جیکب کہہ رہا تھا "ہمارے دل اچاٹ ہیں۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس انسان دوست سرزمین پر ہم یوں اچانک بے یارومددگار رہ جائیں گے۔ سارے افسر اور اہل کار ہم

Downloaded from https://paksociety.com

سے نظریں پھیر لیں گے۔"

"اگر بنجمن کو فون کرنے والا سچا ہے تو آئزک نے گیپ کے معاملے میں چال بازی کر کے آگ سے کھیلنے کی کوشش کی اور ہم سب کے دامن داغ دار کر دیے۔ یہ ہمارے خلاف کوئی بہت بڑی سازش تھی جس کا توڑ دھیرے دھیرے ہی ہو سکے گا۔ اس اچھے وقت کے لیے ہمیں صبر کے ساتھ انتظار کرنا ہوگا۔ میں آج آگے کی منصوبہ بندی کا کوئی خاکہ لے کر آؤں گا۔ تم بھی سوچو کہ ہم کس ترکیب سے اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر کے اپنے لوگوں کے لیے کام کر سکتے ہیں۔"

"اس وقت تم ہی یہ سب سوچنے کا حوصلہ کر سکتے ہو۔ میں بہت ہراساں ہوں۔ بنجمن نے کہا ہے کہ ہم تینوں چاہیں تو کچھ روز اسی کے گھر پر رہ سکتے ہیں۔ سر جوڑ کر ہم بہت کچھ سوچ سکیں گے اور ہمیں ایک دوسرے سے ڈھارس بھی رہے گی۔ میں تھوڑی سی تیاری کے ساتھ پہنچوں گا اور فیصلہ وہیں پہنچ کر کروں گا۔ سولومن تو شاید اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر آرہا ہے۔"

"خدا ہم سب پر مہربان ہو۔ اب شام کو ملاقات ہوگی" دوسری اہم ترین گفتگو کا وہ سلسلہ بھی آخر کار وہاں ختم ہو گیا۔ بلیک ڈیڈ نے مانیٹر کی آواز گھٹا دی۔

"اب شاید سولومن اسے فون کرے گا۔ وہ اطمینان سے اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے' دوسرے بلاوجہ اسے پریشان کر رہے ہیں" ویرا نے ہنستے ہوئے تبصرہ کیا۔

"سب سے زیادہ خطرہ اسی کو ہے" بلیک ڈیڈ دانت پیس کر بولا "سؤر کا بچہ' جیکب کو میری بھینٹ دینے کی ترغیب دے رہا تھا..... جی چاہ رہا ہے کہ اسی وقت کسی کو بھیج کر اسے اور اس کی کتیا کو مروادوں۔ ان چاروں میں مجھے یہی سب سے زیادہ سفاک اور سنگ دل معلوم ہو رہا ہے۔"

"فون کی آواز پر تمہاری بات ادھوری رہ گئی تھی" بات بڑھنے سے پہلے ویرا نے مجھے یاد دلایا "تم اسی مردود کے اغوا کے بارے میں کوئی منصوبہ بتا رہے تھے۔"

"یہ بہت اچھا ہوا کہ تم پہلے ہی اس سے خار کھائے بیٹھے تھے اور اسی کو چارا بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے" بلیک ڈیڈ نے زور دے کر کہا "وہ اس قابل ہے کہ اسے ایمبولینس کے پیچھے باندھ کر سڑکوں پر دور تک گھسیٹا جائے۔ تم دیکھنا کہ میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔"

میں بے ساختہ ہنس پڑا "مجھے اس سے کوئی خار نہیں تھا۔ اس وقت وہی ہماری پہنچ اور دسترس میں ہے۔ اسے بے ہوش کر کے ہم ایمبولینس میں بنجمن کے گھر لے جائیں گے اور بتائیں گے کہ ایک دورے کے نتیجے میں بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے بنجمن کے گھر پہنچائے جانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ دیکھ بھال ہوگی۔ وہ بنجمن کے محافظوں کا جانا پہچانا چہرہ ہے۔ ایمبولینس کے لیے دروازہ کھل جائے گا..."

"اندر پہنچتے ہی کیبن میں چھپے ہوئے آدمی باہر نکل کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے" اگلا فقرہ بلیک ڈیڈ نے مکمل کر دیا "بہت شاندار' بے داغ اور قابلِ عمل طریقہ ہے۔ بس صرف ایمبولینس کی ضرورت ہے۔"

"یہ سب ہو جائے گا مگر اندر کی بھیڑ میں بنجمن اور اس کے ساتھیوں کو کون پہچانے گا؟" ویرا نے اپنی دانست میں ایک ٹیڑھا سوال دریافت کیا۔

"جارج شلز کو اسی آخری کام کے لیے زندہ رکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ملازمین کے رویے سے پہچان لیے جائیں۔ ایسا نہ ہوا تو جارج ہماری رہنمائی کرے گا۔"

"سب طے ہو گیا" بلیک ڈیڈ اپنے کیبن کو خالی کر کے اٹھ گیا "اب مجھے راستوں کا جائزہ لے کر یہ طے کرنا ہوگا کہ جارج کو کہاں اغوا کیا جائے' ایمبولینس کہاں اس کا انتظار کرے گی اور اس میں مسلح آدمیوں کو چھپانے کا کیا بندوبست ہوگا۔"

"جب تم ان چاروں کو مار لو تو بنجمن کے گھر سے فون کر کے ہمیں نتائج سے باخبر کر دینا" ویرا نے اس کی نکتہ چینیوں سے جل کر تلخی سے کہا۔

"مم..... میرا یہ مطلب نہیں تھا بے بی!" وہ سٹپٹا کر بولا "تم دونوں شروع سے آخر تک میرے ساتھ رہو گے۔ بعد میں ہم ایمبولینس میں ہوں گے۔ میں آدمیوں وغیرہ کا تعین کر کے چھ بجے سے پہلے لوٹ آؤں گا۔ یہاں سے ہم ایک ساتھ جارج شلز کی طرف روانہ ہوں گے۔"

"ایک خالی وین بھی واپسی کے لیے درکار ہوگی۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد ہم مسروقہ ایمبولینس وہیں چھوڑ دیں گے۔ وہ ہمارے فرار کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔"

بلیک ڈیڈ وہاں سے جاتے جاتے رک گیا "تمہاری نظر ہر بات پر رہتی ہے۔ میرا خیال تھا کہ ہم وہاں سے ایمبولینس پر ہی نکلیں گے۔ ہمیں کہیں کسی روک ٹوک کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ سائرن بجاتی ہوئی ایسی گاڑیوں کو پولیس والے کم ہی روکتے ہیں۔"

"اس وقت تک پولیس کو اطلاع مل چکی ہوگی کہ بنجمن کے گھر میں ایمبولینس پہنچنے کے بعد تصادم کا آغاز ہوا ہے۔ ہم پکڑے جائیں گے" میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"میں تم سے بحث نہیں کر رہا' صرف اپنے خیال سے آگاہ کر رہا تھا۔ میں نے تمہارے مشورے کی افادیت تسلیم کر لی ہے۔ ایسی ہی کوئی اور اہم بات رہ گئی ہو تو وہ بھی بتا دو۔ ایسا نہ ہو کہ عین وقت پر کوئی گڑبڑ ہو جائے اور تم ساری ذمے داری میرے سر ڈال دو۔"

"ان باتوں کو ذہن نشین کر کے تم اطمینان سے جا سکتے ہو۔ باقی باتیں واپسی پر ہوں گی۔"

شاید مائیک کے ذریعے ڈرائیور کو بلیک ڈیڈ کی روانگی کی اطلاع

PAKSOCIETY.COM
Downloaded from https://paksociety.com

مل گئی تھی۔ کالی گاڑی دروازے کے سامنے آگئی تھی۔ بلیک ڈیڈ باوقار انداز میں گاڑی میں سوار ہوا تو اس بار اس کے دو آدمی کم ہو چکے تھے جنہیں وہ پہلے ہی بھاگ دوڑ کے لیے روانہ کر چکا تھا۔

"رات سے تم بہت تھک گئے ہو' اپنے کمرے میں جاکر تھوڑی دیر آرام کرلو۔ ہو سکتا ہے کہ شام کو بھی تمہاری ضرورت پیش آجائے" میں نے مائیک کو پھسلا کر لان سے ہی اس کے کوارٹر کی طرف بھیج دیا۔

بلیک ڈیڈ عجیب بے پروا اور لاابالی طبیعت کا مالک تھا۔ اس کی موجودگی میں مائیک اپنی پوری پھرتی دکھانے کے باوجود ڈرائنگ روم کو سمیٹنے میں ناکام رہا تھا۔ ہمیں بھی ڈرائنگ روم کی صفائی کی کوئی عجلت نہیں تھی۔ بس میں وہاں سے فون نکال کر اپنے کمرے میں لے آیا۔

فون کو اپنی خواب گاہ میں سی ایس ڈی کے ذریعے لائن سے منسلک کرکے سب سے پہلے میں نے بدری کے ہوٹل فون کیا تو وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں تھا۔ دو بجنے والے تھے' میں نے میجر جنجوعہ کا نمبر ملایا۔

میری کال اس نے بہت خوشی کے ساتھ وصول کی۔ اسے یہ جان کر اطمینان ہوا کہ میرے آلے کی تحقیق کے مطابق اس کے فون پر کوئی آبزرویشن نہیں تھی۔

ڈیوڈ اسٹارز کے معاملات کو چلانے والوں کے بارے میں وہ بنیادی باتیں پہلے سے جانتا تھا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ سفارت خانے کے متعلقہ عملے سے بات کرکے مجھے ان چاروں ڈیوڈ اسٹارز کے بارے میں بتائے گا جو راس المیڈا اور آئزک بیل کے بعد اس صیہونی تنظیم کو چلانے کے ذمے دار ہو سکتے تھے۔ ان میں سے بنجمن فورٹ کا نمبر وہ مجھے پہلے ہی دے چکا تھا۔

اس نے حسب وعدہ مجھے ان چاروں کے نام' پتے اور فون نمبر لکھوا دیے۔ نام میرے پاس پہلے سے موجود تھے۔ دو پتوں کی لفظ بہ لفظ درستگی کی بنا پر مجھے یقین تھا کہ اس نے جیکب اور سولومن کے پتے بھی درست ہی لکھوائے ہوں گے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ پاکستان کے پس پردہ کام کرنے والے سفارتی اہل کاروں کی کارکردگی بہت شاندار تھی۔ برائی سرزمین پر بیٹھ کر وہ ایسی معلومات بھی حاصل کر رہے تھے جن تک ہر کس وناکس کی رسائی نہیں تھی۔ کھلی آنکھوں کے ساتھ ہر محاذ پر اسی طرح سرگرم رہ کر سرخروئی حاصل کی جاسکتی تھی۔

میرے پاس وقت کی کمی نہیں تھی لیکن ایک اہم معرکہ سامنے آجانے کی وجہ سے میں فطری اعصابی دباؤ میں مبتلا ہو رہا تھا۔ میجر جنجوعہ مجھ سے مزید گفتگو کرنے کا خواہاں تھا مگر میں نے مصروفیت کا عذر کرکے بات وہیں ختم کردی۔ اس کے پُرزور اصرار پر میں نے تین مرتبہ قونصل جنرل کا نمبر ملا کر بات کرنے کی کوشش کی۔ ہر بار لائن ملتے ہی سی ایس ڈی فعال ہوا' سرخ روشنی جلی' بزر بولا اور لائن کٹ گئی۔

وہ اہم خبر دینے کے لیے مجھے دوبارہ میجر جنجوعہ کا نمبر ملانا پڑا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے تین بار قونصل جنرل صاحب کا نمبر ملانے کی ناکام کوشش کی ہے" اس نے میری آواز سنتے ہی کہا۔ "تمہاری لائن بار بار ڈراپ کیوں ہو رہی تھی؟"

"وہ میرے آلے کی کارکردگی تھی۔ وہ نمبر آبزرویشن میں ہے اسی لیے اس پر بات نہیں ہو سکی۔ دوسرے نمبر میں پھر کسی وقت چیک کرلوں گا۔ اس وقت میں بری طرح الجھا ہوا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کل تم کچھ اچھی خبریں سن سکو۔"

وہ خود ایک فرض شناس اور ذمے دار افسر تھا' دوسروں کی مجبوریوں کو سمجھتا تھا۔ اس نے خود ہی مجھے خدا حافظ کہہ کر فون بند کردیا۔

"ہو سکتا ہے کہ ہمیں رات گئے تک باہر کسی فون بوتھ تک پہنچنے کا موقع نہ مل سکے" مجھے تذبذب میں دیکھ کر وہ یرانے لقمہ دیا۔ "اول خان یا سلطان شاہ کو یہیں سے فون کرلو۔"

"میں خود بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ یہ سمجھ لو کہ بل کے ذریعے پاکستان کا ایک اہم فون نمبر بلیک ڈیڈ کے قبضے میں چلا جائے گا۔ میں ایسی بے احتیاطیوں سے گریز ہی کرتا ہوں۔"

"حیرت ہے کہ تم ابھی تک اس پر اعتبار کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو۔"

"یہ اعتبار کا نہیں' اس کے مزاج کا مسئلہ ہے۔ اس کی بے پروائی سے یہ نمبر کہیں بھی پہنچ سکتا ہے۔ جب تک ہم یہاں ہیں' ہمارے تمام رابطوں کو راز ہی رہنا چاہیے۔ ہمارے جانے کے بعد جو ہوتا ہے' ہوتا رہے' مجھے رتی برابر فکر نہ ہوگی" میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"پھر تم بے غم ہو کر نمبر ملاؤ۔ اس کال کا بل دو تین ہفتوں سے پہلے نہیں آئے گا۔ اس وقت تک ہم یہاں نہیں بیٹھے رہیں گے" ویرا اپنی بات پر اڑی رہی۔

میرے نزدیک فرد کے مقابلے میں ایک اہم ادارے کی سالمیت کو ترجیح حاصل تھی۔ میں نے اول خان کے گھریا دفتر رابطہ کرنے کا ارادہ ترک کردیا۔ ہمارے فلیٹ کا نمبر پہلے ہی آئزک کے علم میں تھا۔ وہ کئی بار امریکا سے اس نمبر پر فون کرکے مجھے دھمکیاں دیتا رہا تھا۔ وہ نمبر کسی اور تک پہنچ جاتا تو کوئی خاص فرق نہیں پڑ سکتا تھا۔ میں نے اسپیکر فون آن کردیا۔

ادھر ویرا میرے ساتھ موجود تھی' وہاں غزالہ' سلطان شاہ کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ صورت حال نازک تھی مگر میں نے اس سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کرکے نمبر ملانا شروع کردیا۔

بین الاقوامی کال ہیپ کے ساتھ سلطان شاہ کی مسرت آمیز آواز فوراً سنائی دی "ہیلو! کیا تم امریکا سے بول رہے ہو؟"

"ہاں! کیا بات ہے۔ تم اتنے سویرے کیسے جاگ رہے ہو؟

Downloaded from https://paksociety.com

حال چال کیسے ہیں؟" اس سے بات کرتے ہوئے فرط جذبات سے میرے حلق میں ایک گولا سا پھنسنے لگا۔

"میں مزے میں ہوں۔ یہاں فجر کا وقت ہونے والا ہے۔ غزالہ نماز کی تیاری کررہی ہے۔ تمہاری آواز اس کے کانوں تک ضرور جارہی ہوگی۔ وہ وضو مکمل کرکے آتی ہی ہوگی" سلطان شاہ ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا۔ "یہ بتاؤ کہ تم کب واپس آرہے ہو....؟"

"واپسی جلد ہوگی۔ یہاں کام پر کام نکلا چلا آرہا ہے۔ اس وقت میں بھی اسپیکر فون استعمال کررہا ہوں اور روزی میرے ساتھ موجود ہے۔ یہ تمہیں بہت یاد کرتی رہتی ہے۔"

"اللہ تم پر رحم کرے..... اس کو بتادو کہ کوؤں کے کوسنے سے ڈھور نہیں مرا کرتے۔ یہ مجھے کتنا بھی یاد کرے میں پٹھان کا بچہ ہوں' ذرا بھی نہیں بدل سکتا" روزی کے نام پر سلطان شاہ کی آواز قدرے کراری ہوگئی تھی اور وہ ویرا پر طنز کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"میں تم پر ترس کھاکر تمہیں یاد کرتی ہوں" ویرا الزا کا لہجے میں بول پڑی "سنا ہے کہ انتڑہ سے ہڈیوں کی مالا بن کر اسٹریچر پر پہنچے ہو۔ جس دن تمہاری مکمل صحت یابی کی اطلاع مل گئی' بھول کر بھی تمہیں یاد نہیں کروں گی۔ میں ڈھور ڈنگروں سے ذرا دور ہی رہتی ہوں۔"

"میری ہڈیاں نہیں نکلیں' بس ذرا فالتو چربی پگھلی ہے۔ تمہیں مجھ پر ترس کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ترس کا اصلی حق دار اس وقت بھی تمہارے ساتھ موجود ہے۔ یہ یاد....."

"بس! زیادہ لڑنے کی ضرورت نہیں" غزالہ کی فصیلی آواز کے ساتھ ہی سلطان شاہ کی زبان تھم گئی۔ اسے ڈانٹ کروہ ہم سے مخاطب ہوگئی "اتنے دنوں بعد آپ کی آواز سن کر دل خوش ہوگیا۔ آپ خیریت سے تو ہیں نا؟ میں دن رات آپ دونوں کے لیے فکرمند رہتی ہوں۔"

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ الگ الگ رہ کر بھی ہم دونوں ہر وقت ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں" ویرا نے کہا "دعا کرو کہ یہاں سے جلد فارغ ہوں تو واپس لوٹیں۔"

"بس اب یہی وظیفہ رہ گیا ہے۔ تم دونوں کے بغیر زندگی روکھی پھیکی ہوکر رہ گئی ہے..... آپ ذرا اسے سمجھادیں" ویرا سے بات کرکے وہ مجھ سے مخاطب ہوگئی "ابھی تک اس پر آرام کی پابندی ہے مگر بیہ رات ہی کو گاڑی میں نکل گیا تھا اور دو کو زخمی کرکے آیا ہے۔"

"سلطان شاہ! یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے؟"

"شاید یہی ہوا تھا" سلطان شاہ کی آواز خفت آلود تھی "اول خان کے کیس کے سات ملزم پولیس کے حوالے کیے گئے ہیں۔ ان میں سے دو بارسوخ آدمی چند گھنٹوں میں ضمانت پر چھوڑ دیے گئے۔ اول خان کو اپنی محنت برباد ہونے کا بہت قلق تھا۔ میں نے دونوں کو ادھیڑ ڈالا۔"

"اس وقت تم نے احتیاط نہیں کی تو اپنی زندگی برباد کرلوگے۔ یہ حرکتیں اچھی نہیں ہیں۔ تم نے ان سے کوئی زور آزمائی تو نہیں کی تھی؟" میں نے پوچھا۔

"قسم لے لو جو انہیں ہاتھ بھی لگایا ہو۔ دونوں کے ایک ایک گھٹنے پر فائر کرکے زندگی بھر کے لیے معذور کیا ہے۔ اب دنیا کا کوئی آپریشن ان کے گھٹنوں کے جوڑوں کو اصل حالت میں نہیں لاسکے گا۔ میں مجبور ہوکر نکلا تھا۔ اب وعدہ کرتا ہوں کہ آرام کروں گا۔"

"آپ کبھی کبھی فون کرتے رہیں تو یہ سیدھا رہے گا۔ آپ کی خاموشی اسے شیر کردیتی ہے۔"

"فکر نہ کرو۔ اب یہ شرافت سے رہے گا۔ میں جلد ہی واپس آنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہوں۔"

"اب بہت لمبی غیر حاضری ہوگئی۔ آپ کو آجانا چاہیے" اسپیکر فون پر وہ بے چاری اس سے زیادہ کچھ کہنے سے معذور تھی۔ میں اسے دلاسا دیتا رہا۔ وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنی تنہائی اور بے بسی کا شکوہ کرتی رہی۔ چھ سات منٹ کی گفتگو کے بعد میں نے سلسلہ منقطع کردیا۔

"یہ سلطان شاہ تو بالکل ہی جنگلی ہے۔ دو ملزم رہا ہوگئے تھے تو کون سی قیامت آگئی تھی۔ پاکستان میں اثر ورسوخ رکھنے والوں کو ایسی رعایتیں ملتی ہی رہتی ہیں۔ اسے ان کے پیچھے جانے کی کیا ضرورت تھی" ویرا نے اپنے دل کا غبار نکالتے ہوئے تلخی سے کہا۔

"اصل بات پر تم نے غور نہیں کیا۔ اسے اول خان کے ملال سے دکھ پہنچا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس نے بہت محنت کے بعد ان دونوں پر ہاتھ ڈالا ہوگا۔ پولیس کی تحویل میں جاتے ہی وہ چند گھنٹوں میں ضمانت پر چھوٹ گئے۔ محنت یوں ضائع ہو تو قلق ہوتا ہی ہے۔"

"وہ اپنی قسم کا اکلوتا عجوبہ ہے۔ صحت مند تھا تو اغوا ہوگیا۔ لب گور تھا تو جہاز اغوا کرلیا۔ اب بستر علالت سے اٹھ کر دو آدمیوں کو معذور کر آیا۔ یقیناً اس کی کھوپڑی کی کوئی رگ اپنی جگہ سے کھسکی ہوئی ہے۔ کہیں بھی اس کا رویہ نارمل آدمیوں جیسا نہیں ہوتا۔"

"سچ بتانا کہ کیا تم واقعی صرف ترس کھاکر اس کا ذکر کرتی رہتی ہو؟"

"وہ جیسی اوٹ پٹانگ باتیں کرتا ہے' ان کا جواب یہی ہوسکتا تھا" وہ منہ بنا کے بولی "اتنی مدت تک آدمی کسی جانور کو بھی اپنے گھر میں باندھے تو اس سے انس ہوجاتا ہے۔"

میں زیر لب مسکرا کر رہ گیا۔ وہ دونوں ہی پکے منافق تھے۔ کبھی بھی اپنے حقیقی جذبات کی ہوا نہیں لگنے دیتے تھے یا شاید ان کے اظہار کو کسر شان سمجھتے تھے۔

پچھلی رات کی کم خوابی کی کسر پوری کرنے کے لیے میں نے بستر

Downloaded from https://paksociety.com

پر دراز ہو کر آنکھیں موندلیں اور غزالہ کا سحر انگیز سراپا میری چشمِ تصور کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے شگفتہ اور حسین ہونٹوں پر ایک افسردہ سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی جیسے شکوہ کر رہی ہو کہ میں نے اس سے اسپیکر فون پر کیوں بات کی تھی۔ میرے اوپر اس کا اس سے کہیں زیادہ حق تھا۔

اس نے لب کھولے' نہ میں نے اس کے خاموش شکوے کا جواب دینا ضروری سمجھا اور یوں تصور ہی تصور میں میری آنکھ لگ گئی۔

میں ٹیلی فون کی گھنٹیوں پر ہڑبڑا کر بیدار ہوا تو ویرا بھی اپنی آنکھیں مسل رہی تھی۔

"تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں" ریسیور اٹھانے پر دوسری طرف سے بلیک ڈیڈ کی تروتازہ آواز آئی "اس آپریشن میں ہم تینوں کے ساتھ دس آدمی ایمبولینس میں اندر گھسیں گے۔ گیارھواں آدمی خالی وین تیار رکھے گا۔ اس کے پیچھے ایک گاڑی میں پانچ آدمیوں کی کمک ہوگی جو ضرورت پڑنے پر اندر آئیں گے ورنہ باہر ہی رکے رہیں گے۔"

"آپس میں رابطے کا کیا بندوبست رہے گا؟" میں نے بستر چھوڑ کر پوچھا۔

"ہر شخص کے پاس ٹرانسمیٹر ہوگا۔ ہر شخص کا مقررہ کوڈ نمبر ہوگا۔ میرا ایک' تمہارا دو اور روزی کا تین مقرر کیا ہے۔ سات نمبر اس وقت جارج کے گھر کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"اسے راستے میں گھیرنے کی ذمے داری کس کی ہوگی؟" میرے ذہن میں تصویر بننے لگی تھی۔

"سات نمبر کی اطلاع پر ہم تینوں اسے روکیں گے۔ میں بے ہوش کرنے والی گیس کا اسپرے کین اور دوسرے لوازم لے کر تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔ تم اپنی تیاری کر لو۔ کپڑے سفید پہننا تاکہ پہلی نظر میں یہ معلوم ہو کہ ہم لوگ ایمبولینس کے نرسنگ اسٹاف میں سے ہیں۔"

"بس تم آجاؤ۔ ہم تیار رہیں گے" یہ کہہ کر میں فون بند کرتا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

میں تیاری کے آخری مراحل میں تھا کہ ویرا باتھ روم سے تیار ہو کر آگئی۔ سفید بلاؤز اور اسکرٹ میں وہ کوئی نرس ہی نظر آرہی تھی۔

ہتھیاروں کی فراہمی کی ذمے داری بلیک ڈیڈ کی تھی لیکن ہمیں اپنے ہتھیاروں کو بھی استعمال کرنا تھا۔ ویرا بیم گن سے دست بردار ہونے پر آمادہ نہیں تھی۔ میں نے چیمبر لوڈ کر کے ریوالور بھی اسے دے دیا۔ بھرا ہوا پستول میرے کام آسکتا تھا۔

ساڑھے پانچ بجے بلیک ڈیڈ آپہنچا۔ سر سے پیر تک سفید لباس میں وہ بہت شاندار لگ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی میں نے ویرا سے کہا "ہم تینوں یہاں سے سفید کپڑوں میں ایک ساتھ نکلے تو ہر ایک کی نظر میں آجائیں گے۔ فی الحال کوئی رنگین کوٹ ڈال لو۔ اسے گاڑی میں چھوڑ دیں گے۔"

"یہ بات پہلے بتا دی ہوتی تو میں بھی کوئی بلیزر پہن لیتا" بلیک ڈیڈ نے آئینے کے سامنے اپنی تیاری کا جائزہ لیتے ہوئے کہا "کپڑوں کی بے داغ سفید رنگت واقعی نظروں میں چبھ رہی ہے۔"

"یہ تمہیں خود سوچنا چاہیے تھا۔ قدم قدم پر میں ہر بات تو نہیں بتاتا رہوں گا۔"

"میں ہمیشہ سے لڑ بھڑ کر اپنی راہ بنانے کا عادی رہا ہوں۔ جوڑ توڑ والی ایسی سازشوں سے کبھی پالا نہیں پڑا لیکن اب میں تم سے یہ سب کچھ سیکھ رہا ہوں۔ اپنی چنتی کی وجہ سے تم کوئی پیشہ ور منصوبہ ساز معلوم ہوتے ہو۔ کوئی بات تمہاری عقابی نظروں سے نہیں بچتی۔"

اسی وقت مائیک منہ لٹکائے دروازے پر آ کھڑا ہوا "میرے لیے کیا حکم ہے باس؟"

"تم آرام کرو۔ یہ میری غلطی ہے۔ ٹیم بناتے ہوئے صرف وہ لوگ لیے جو سامنے موجود تھے۔ تمہارا دھیان نہیں آیا۔ اب کسی تبدیلی کا وقت نہیں ہے۔"

"اجازت ہو تو تمہاری غیر حاضری میں گھر اور کچن کی صفائی کر لوں؟" مائیک نے اُداس لہجے میں مجھ سے پوچھا۔

"ضرور!" اس کی مایوسی کو دیکھتے ہوئے میں نے دل پر جبر کر کے سی ایس ڈی کے تحفظ کو فراموش کر دیا۔ شاید وہ اسے دیکھ کر بھی اس کی اصلیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ وہ بلیک ڈیڈ کو لائن پر کسی مشکوک ڈبیا کی موجودگی کی اطلاع دیتا تو میں کوئی بھی الٹی سیدھی کہانی سنا کر اسے مطمئن کر سکتا تھا۔ اس آلے سے محرومی کا امکان نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔

ٹھیک چھ بجے ہم گھر سے نکل گئے۔ اس وقت بلیک ڈیڈ کی گاڑی میں خلافِ معمول صرف ڈرائیور تھا۔ تینوں کے سوار ہوتے ہی اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

راستے میں بلیک ڈیڈ نے مختلف کارروائیوں کے مقامات کے بارے میں بتانا شروع کیا تو میں قطعی لاتعلق بنا رہا۔ میں نیویارک کے پُرپیچ رہائشی علاقوں سے ناواقف تھا۔ وہ رموز و ویرا کے ہی پلے پڑ سکتے تھے۔ نقشہ دیکھ کر میں یہ اندازہ ضرور لگا چکا تھا کہ ہم نیویارک کے ایک سرے پر رہ رہے تھے' جارج شلز دوسرے سرے پر تھا جبکہ بجمن فورٹ کا مکان درمیان میں واقع تھا۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا' ایک وقت میں چار ڈیوڈ اسٹارز سے مقابلہ کرنے کے تصور سے میرے خون کی گردش تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اپنے اعصاب کو اعتدال پر رکھنے کے لیے میں نے سگریٹ سلگالی۔

شہر کے بعض حصوں میں ٹریفک خاصا بھاری تھا مگر مجموعی طور پر صورتِ حال مین ہٹن سے بہت بہتر تھی جہاں بے شمار سیاحوں

Downloaded from https://paksociety.com

کے ارتکاز کی وجہ سے ہر وقت ٹریفک کی کثرت رہتی تھی۔ بلیک ڈیڈ نے دو مرتبہ اپنے سات نمبر سے جارج کے بارے میں دریافت کیا۔ اس وقت تک وہ اپنے گھر میں ہی تھا۔

پونے سات بجے سے ذرا پہلے ہم ایک ایسی سڑک پر جا نکلے جہاں دونوں طرف میدان پھیلے ہوئے تھے اور سڑک کے کناروں پر گھنے درختوں کا سایہ تھا۔

ڈرائیور نہ جانے کن سمتوں سے وہاں تک پہنچا تھا کہ اس نے رخ گھمائے بغیر گاڑی کو سڑک سے اتار کر درختوں کے درمیان کھڑا کردیا اور اپنی سیٹ سے اتر آیا۔

بلیک ڈیڈ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی' ویرا اس کے برابر میں چلی گئی۔ ڈرائیور میرے ساتھ آبیٹھا۔ یہ تبدیلیاں طے شدہ پروگرام کے مطابق تھیں۔ ویرا مصر تھی کہ جارج کے اغوا میں پہل وہ کرے گی اس لیے اگلی نشست مجبوراً اسے دینی پڑی ورنہ وہاں مجھے بیٹھنا تھا۔

مریض اور ایمبولینس والا مرحلہ دور تھا اس لیے ہم نے اپنے کوٹ بدستور پہنے ہوئے تھے۔ گاڑی کا رخ ترچھا ہونے کی وجہ سے دونوں طرف سے آنے والا ٹریفک ہمیں صاف نظر آرہا تھا۔

ٹھیک سات بجے ہر ٹرانسمیٹر پر آواز آنے لگی "نمبر سیون رپورٹنگ ٹو نمبرون۔ کتیا کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ کالی کریسلر میں گھر سے نکل رہا ہے۔ تین چار منٹ میں وہ ٹارگٹ ایریا میں پہنچ جائے گا۔"

رپورٹ کا ابتدائی حصہ سن کر میں بے ساختہ ہنس پڑا۔ جارج کے لیے انگریزی میں کہے گئے وہ الفاظ ذرا بھی ناموزوں نہیں معلوم ہوئے تھے۔ گفتگو میں گالیوں کا فراخ دلانہ استعمال نچلے درجے کے امریکیوں کا وتیرہ تھا۔ ایسی ہی ایک گالی سن آف اے بچ بھی تھی۔

بلیک ڈیڈ نے صرف اوکے کہنے پر اکتفا کیا۔

اس سڑک پر ٹریفک بہت کم تھا۔ وقفے وقفے سے آنے جانے والی گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ جوں ہی بلیک ڈیڈ کو کریسلر کی پہلی جھلک نظر آئی' اس نے اپنی گاڑی کا انجن اسٹارٹ کردیا اور نہایت سست رفتاری سے اسے سڑک کے کنارے کنارے چلانے لگا۔

"نمبرون! ہم کسی بھی وقت تمہارے قریب سے گزرنے والے ہیں!" پیغام آیا۔

بلیک ڈیڈ کی نگاہیں عقب نما آئینے پر جم گئیں۔ اس کی گاڑی بدستور رینگتی رہی۔ جوں ہی سیاہ کریسلر برابر سے گزری' اس نے ہارن بجا کر اپنی رفتار یک لخت بڑھادی۔ لمحہ بھر میں وہ کریسلر کے برابر میں جا پہنچا۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود معمر' باریش اور نیم گنجے شخص نے ہراساں نظروں سے اس گاڑی کی طرف دیکھا جو آگے نکلنے کے بجائے اس کی کار کے ساتھ دوڑ رہی تھی۔

ویرا نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر درشت آواز میں کہا۔ "پولیس۔ گاڑی روکو!"

بلیک ڈیڈ نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی اور بتدریج اسے سڑک سے داہنی طرف اتار کر روک لیا۔ کریسلر اس کے پیچھے رک گئی۔ ویرا رومال میں لپٹا ہوا اسپرے کین ہاتھ میں دبا کر نیچے اتری اور کریسلر کی طرف بڑھی۔ چند سیکنڈ کا وقفہ دے کر میں بھی اتر گیا۔

"کتے کا لائسنس دکھائیں سر!" ویرا کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ ہلکی سی اسپرے کی آواز آئی اور میں نے ونڈ شیلڈ کے پیچھے بڑھے ہوئے جارج کو اپنی نشست میں ڈھلک کر بے جان ہوتے دیکھا۔

جارج شلز کی ڈارلنگ کے لیے وہ صورت حال تشویش ناک تھی۔ وہ غرا کر اپنے مالک پر سے ہوتی ہوئی کھڑکی پر لپکی جس کے باہر ویرا موجود تھی۔ غراتی اور جھپٹتی ہوئی ایک جسیم جرمن شیفرڈ کتیا کے مقابلے میں اپنی جگہ پر جمے رہنا دل گردے کا کام تھا۔ ویرا نے زمین چھوڑے بغیر انتظار کیا' جوں ہی کتیا کا چہرہ کھڑکی کے قریب پہنچا' ویرا نے اس پر تیز اسپرے کی دھار ماری۔ کتیا کی غراہٹ کسی چوہیا کی آواز میں معدوم ہوئی اور وہ اپنے مالک کی گود میں گر گئی۔

بلیک ڈیڈ کا ڈرائیور مجھ سے پہلے ویرا تک پہنچا تھا۔ ویرا کین اسے تھما کر لوٹ آئی۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر کتیا کی ناک پر مزید اسپرے کیا پھر اسے بے رحمی سے گھسیٹ کر عقبی پائیدان میں ڈال دیا۔ وہ چند ثانیوں تک سڑک صاف ہونے کا انتظار کرتا رہا پھر پھرتی کے ساتھ چار میں سے ایک ڈیوڈ اسٹار کو اپنے کندھے پر لاد کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

میں تیزی سے گھوم کر بائیں طرف کے عقبی دروازے سے گاڑی میں گھسا' ڈرائیور نے اپنی طرف سے جارج شلز کو اندر پھینکا اور خود بھی نشست پر بیٹھ گیا۔ بلیک ڈیڈ نے گاڑی تیزی سے آگے بڑھادی۔ جھٹکے سے راہنما دروازہ خود بہ خود بند ہوگیا۔

گاڑی حرکت میں آتے ہی ہم دونوں نے جارج کو اپنے درمیان سہارکر یوں سیدھا بٹھادیا جیسے وہ دوران سفر اونگھ رہا ہو۔

"شاندار!" بلیک ڈیڈ نے بھرائی ہوئی پُرجوش آواز میں کہا "ہم نے اپنے منصوبے کے پہلے حصے میں زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ اب باقی مرحلے بھی اسی طرح کامیابی سے طے ہوتے چلے جائیں گے۔"

"اس کی کتیا بہت خوں خوار اور قد آور تھی۔" ویرا ایک گہری سانس لے کر بولی "جب وہ غراتی ہوئی میری طرف لپکی تو بے اختیار میرا دل چاہا کہ سب کچھ وہیں پھینک کر ایک طرف دوڑ لگا دوں۔ پتا نہیں کیا ہوا کہ میرے پیر زمین پر جم کر رہ گئے اور میں ہل بھی نہ سکی۔ اس کے قریب آتے ہی مشینی انداز میں میرا ہاتھ چلا اور وہ کتیا بھی بے سدھ ہو کر گر گئی۔"

میں نے چاہا کہ ویرا کو بتاؤں کہ اس کی ان غیر ارادی بلکہ اضطراری حرکات کو میں اس کی حوصلہ مندی سمجھ کر دل ہی دل میں داد دے رہا تھا لیکن گاڑی میں ڈرائیور کی موجودگی کے باعث میں

Downloaded from https://paksociety.com

نے کام کی سنجیدہ فضا میں کوئی شوشا چھوڑنے کا ارادہ ترک کردیا۔

سڑک کا وہ ویران حصہ گاڑی نے پلک جھپکتے میں طے کرلیا۔ آبادیوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہم بے خوف وخطر اپنی اگلی منزل کی طرف بڑھے چلے جارہے تھے۔ فضا میں دھند لکا گہرا ہونے سے پہلے بلیک ڈیڈ نے ایک کثیر منزلہ عمارت کے گراؤنڈ فلور پر اونچے شٹرز کے سامنے گاڑی روکی۔ کسی نادیدہ نگراں نے بلیک ڈیڈ کی گاڑی پہچان کر وہ مشینی شٹرز بے آواز اور خود کار طریقے سے اوپر اٹھادیے۔

مناسب خلا پیدا ہوتے ہی بلیک ڈیڈ گاڑی کو اندر لے گیا اور شٹرز دوبارہ نیچے آگئے۔

وہ تقریباً پندرہ فٹ اونچا اور تقریباً سو فٹ گہرا وسیع ہال تھا جس میں راستے کے دونوں طرف جا بجا مختلف اقسام کے سامان کے انبار لگے ہوئے تھے۔ ان میں کاغذی ریلیں' چھوٹے بڑے ڈرم' تختوں پر کسے ہوئے پیکٹ اور چوبی کریٹ تک شامل تھے۔

اس ہال کی بند فضا میں گاڑیوں کے دھوئیں اور جلے ہوئے تیل کی ناگوار بُو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ غالباً کوئی گودام تھا جسے بلیک ڈیڈ اپنے مقصد کے لیے استعمال کررہا تھا۔

دونوں طرف جمے ہوئے سامان کے انباروں کے وسطی راستے پر سب سے آگے ایک بند وین اور آخر میں ہماری دو گاڑیاں موجود تھیں۔ ان کے درمیان چھوٹے ٹرک کے سائز کی اونچی' سفید ایمبولینس کھڑی ہوئی تھی۔ ایمبولینس واقعی کافی بڑی تھی۔ اس میں ایک چھوٹا موٹا مسلح دستہ آسانی سے پناہ لے سکتا تھا۔

گودام میں موجود ناکافی روشنی میں بھی بلیک ڈیڈ کے آدمیوں کی بھیڑ نظر آرہی تھی۔ کل نفری کی تعداد شاید بیس سے متجاوز تھی لیکن ان میں سے افراتفری کا شائبہ تک نہیں تھا۔

بلیک ڈیڈ کے ڈرائیور نے جارج شلز کو اپنے کندھے پر لاد کر ایمبولینس کے عقبی کیبن کے فرش پر ڈال دیا۔ وہاں موجود دو افراد نے اسے گھسیٹ کر اسٹریچر پر ڈالا۔ ہاتھ پیر اسٹریچر پر مہیا کیے ہوئے ان چرمی تسموں سے باندھ دیے جو ذہنی مریضوں کو قابو میں رکھنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

بے ہوش جارج کو اسٹریچر پر تیار کرنے کے بعد پورا اسٹریچر سفید چادر میں لپیٹ دیا گیا۔ صرف جارج کا چہرہ چادر سے باہر نظر آرہا تھا۔

چھت میں لگی ہوئی ریلنگ کے سہارے اسٹریچر کے گرد بھاری پردے لٹکے ہوئے تھے جن کے پیچھے میڈیکل' طبی سہولیات اور دیگر چیزیں پوشیدہ تھیں۔ اسٹریچر سے نمٹنے کے بعد مسلح آدمی ایک ایک کرکے ان پردوں کے پیچھے غائب ہونے لگے۔ جب دسواں آدمی بھی اندر پہنچ گیا تو بلیک ڈیڈ نے باہر کھڑے کھڑے انہیں آخری بریفنگ دی "میرے آؤٹ کہنے سے پہلے کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا اور سگنل ملنے کے بعد لمحہ بھر اندر نہیں رکے گا۔ جو شخص حکم کی تعمیل نہ کرے' اسے بے دریغ شوٹ کرنا ہے۔"

جارج کو مناسب مدت تک بے ہوش رکھنے کے لیے میری دانست میں مزید گیس اسپرے کی ضرورت تھی مگر میں اس وقت اپنی زبان کھول کر بلیک ڈیڈ کی قائدانہ پوزیشن کو مشکوک نہیں بنانا چاہتا تھا۔ اپنی ان ضروریات کا اسے پہلے سے ادراک ہونا چاہیے تھا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ اس گیس اسپرے کے اثرات کے بارے میں پوری طرح معلومات حاصل کرنے کے بعد مطمئن ہوچکا ہو۔

دس آدمیوں کے ایمبولینس میں سمانے کے بعد بھیڑ چھٹ گئی تھی۔ عقبی دروازہ بند کردیا گیا۔ کچھ لوگ پیچھے کھڑی ہوئی گاڑیوں کی طرف بڑھے۔ بلیک ڈیڈ ایمبولینس کی ڈرائیونگ سیٹ پر چڑھ گیا۔ میں نے اپنا اور ویرا کا کوٹ اتار کر ڈرائیور کے حوالے کیا اور ہم دونوں بھی ایمبولینس کے ڈرائیونگ کیبن میں بیٹھ گئے۔ پائیدان میں دو ہلکی خود کار رائفلیں پورے میگزین سمیت موجود تھیں۔

بلیک ڈیڈ شاید پہلے ہی پوری طرح اس ایمبولینس کا مشاہدہ کرچکا تھا۔ اس نے کسی دقت کے بغیر انجن اسٹارٹ کیا اور دروازوں پر لگے ہوئے بڑے بڑے عقب نما آئینوں کی مدد سے ایمبولینس کو ریورس کرکے گودام سے باہر نکالنے لگا۔ پیچھے والی دو گاڑیاں پہلے ہی باہر جاچکی تھیں۔

ایمبولینس باہر نکالنے کے بعد بلیک ڈیڈ سائرن یا چھت پر لگی ہوئی تیز گردشی روشنی آن کیے بغیر فورًا وہاں سے روانہ ہوگیا۔ کام بانٹے جاچکے تھے۔ ہر شخص کا کردار متعین تھا۔ مزید باتوں میں وقت برباد کرنا بے سود تھا۔ میں نے جھک کر پائیدان سے دونوں رائفلیں اٹھالیں۔

دورانِ سفر کئی مرتبہ ٹریفک کی رکاوٹوں کا سامنا بھی ہوا لیکن اگلی گاڑیاں محض ایمبولینس کو پہچان کر خود ہی ہمیں راستہ دیتی رہیں اور سفر جاری رہا۔

بلیک ڈیڈ کے لیے ٹرانسمیٹر پر پیغامات آنے لگے تھے۔ کمک فراہم کرنے والی نفری ایمبولینس سے کچھ پیچھے تھی۔ خالی وین روانہ ہوچکی تھی۔ سات نمبر نے جارج شلز کی کریسلر کا بانٹ کھول کر گاڑی مقفل کردی تھی اور چابی کے علاوہ ڈیوڈ اسٹار کے دو نمونے بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس کا ڈرائیور خالی گاڑی لے کر پیچھے پیچھے آرہا تھا۔

سب کچھ اسی طرح ہورہا تھا جس طرح طے کیا گیا تھا مگر بلیک ڈیڈ کے بشرے سے تناؤ اور فکرمندی کی علامات ظاہر ہورہی تھیں۔ خلافِ عادت وہ ضرورت سے زیادہ خاموش تھا۔

"تم کچھ پریشان نظر آرہے ہو" میں نے اسے چھیڑا "کیا کہیں کوئی چوک ہوگئی ہے؟"

"نہیں۔ آج سارے راستے کچھ لمبے ہوگئے ہیں۔ انتظار سے میرے اعصاب کشیدہ ہونے لگتے ہیں۔ جو ہونا ہے' جھٹ پٹ

Downloaded from https://paksociety.com

ہوجانا چاہیے۔ پتا نہیں بنجمن کا گھر کتنی دیر میں آئے گا۔" وہ بولا۔

"تم نے مجھے سب کچھ بتادیا تھا لیکن اس گھر کے محاصرے کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا۔"

"اس کا مکان بہت اچھی جگہ واقع ہے۔ اس کی پشت پر ایک پارک ہے جو میرے آدمیوں کے لیے بہترین کمین گاہ ثابت ہوگا۔ اب سے کافی دیر پہلے سات آدمی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ وہ الگ فری کوئنسی پر کام کررہے ہیں۔ ایک سسٹم پر زیادہ بھیڑ بھاڑ ہونے سے شدید غلط فہمیاں بھی ہوسکتی تھیں۔"

"آج کے آپریشن کے بارے میں تمہارا دل کیا کہتا ہے؟" ویرا نے اس سے پوچھا۔

اس نے فوراً جواب نہیں دیا' قدرے توقف کے بعد بولا "بظاہر کامیابی یقینی ہے لیکن دشمن کو دفن کرنے سے پہلے فتح پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ شی کو یہ لوگ اپنی سازشوں سے تباہ کرچکے ہیں۔ آج ان کے بہترین دماغ جہنم واصل ہوگئے تو ڈیوڈ اسٹارز کا شیرازہ بکھر جائے گا۔"

"اور نیویارک میں تمہارا طوطی بولنے لگے گا" میں نے اس کی دیرینہ آرزو کا ذکر کیا۔

"یہ آپریشن میرا ضرور کہا جاسکتا ہے لیکن منصوبہ تمہارا ہے۔ آج کامیابی حاصل ہوگئی تو میں تم دونوں کا یہ احسان زندگی بھر نہیں اتار سکوں گا۔"

پھر ہم تینوں ہی خاموش ہوگئے۔ ایمبولینس نیویارک کی سڑکوں پر رواں تھی۔

"بس' اگلے موڑ پر دوسرا مکان بنجمن کا ہے" کچھ دیر بعد بلیک ڈیڈ نے بتایا۔ میں اپنی نشست میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔ رائفل میرے ہاتھوں میں تیار تھی۔

بنجمن کے مکان کے سرے پر بھی ایک سڑک تھی اور اس کا داخلی پھاٹک وہیں واقع تھا۔ بلیک ڈیڈ نے ہونٹ بھینچ کر ایمبولینس کا اسٹیئرنگ کاٹا اور رفتار کم کرتے ہوئے اسے پھاٹک پر روک دیا۔

ہیڈ لیمپس کی روشنی پڑتے ہی مضبوط چوبی پھاٹک کے پیچھے کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی' پھاٹک کا ذیلی دروازہ کھلا اور ایک تنومند محافظ ہاتھ میں رائفل لئے باہر آگیا۔

اس نے چندھیائی ہوئی تحیر زدہ نظروں سے ایمبولینس کو دیکھا اور کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ اسی دوران میں اندر سے اس کا ایک اور مسلح ساتھی اس سے آملا۔

"ہے.... گیٹ کھولو" بلیک ڈیڈ نے جھلائی ہوئی آواز میں ہانک لگائی۔

دونوں محافظوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا پھر وہ بڑھ کر بلیک ڈیڈ کے قریب آگئے "تم کس لیے آئے ہو۔ یہاں ایمبولینس کی کوئی ضرورت نہیں ہے" بعد میں آنے والے نے اشتباہ آمیز لہجے میں کہا۔

"میں مریض لایا ہوں۔ جارج شلز اسٹریچر پر پڑا ہوا ہے" بلیک ڈیڈ نے جھلا کر کہا۔

"جارج شلز!" دونوں کے منہ سے بیک وقت تحیر زدہ آوازیں نکلیں "کیا ہوا اسے؟"

بلیک ڈیڈ مشتعل ہوکر نیچے اترا' میں نے بھی خالی ہاتھ اس کا ساتھ دیا۔

پیچھے جاکر اس نے بولٹ ہٹا کر ایمبولینس کا دروازہ کھول دیا "ایک دورے میں بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے کہا تھا کہ اسے یہاں پہنچا دیا جائے۔ اس کی رپورٹیں بھی موجود ہیں۔ دروازہ کھولو اور اپنے مریض کی وصولی کی رسید پر دستخط کرکے ہمیں فارغ کرو۔"

ان دونوں نے جھک کر جارج شلز کو دیکھا۔ نتھنوں پر ہاتھ لگا کر سانس کی آمد و رفت کا اندازہ لگایا' اس کے دل کی دھڑکن دیکھی پھر بولھا کر تقریباً دوڑتے ہوئے اندر لوٹ گئے۔

ایمبولینس کا عقبی دروازہ بند تھا۔ ہم دونوں دوبارہ اپنی جگہ پر آگئے۔ اس بار دانستہ بولٹ نہیں لگایا گیا تھا۔ جارج شلز کی بے

زندگی بدل ڈالیے

خواتین اور مردوں کو ہمیشہ فٹ اور اسمارٹ رکھنے والی، گھریلو ورزش کی مشینیں، موٹاپا ختم کرنے والی جاگنگ سائیکل، جمنازیم مشینیں، بنچ، بار بیل، ویٹ بار، ٹیبل ٹینس۔ نیز ٹی وی پر دکھائے جانے والے تمام فٹنس آئٹم مفت ٹریننگ وڈیو اور بعد از فروخت گارنٹی کیساتھ

بلال برادرس

119-A سندھی مسلم سوسائٹی نزد طارق روڈ۔ کراچی

فون: 62 - 4531961

Downloaded From https://paksociety.com

ہوشی کی خبر نے اندر کھلبلی مچادی تھی۔ وہ لوگ اس کی آمد کے منتظر تھے مگر اس حالت میں نہیں۔ فوراً ہی شہتیروں سے بنا ہوا چوبی پھاٹک کھول دیا گیا۔ پھاٹک سے ایک پختہ روش کافی فاصلے پر واقع عمارت تک چلی گئی تھی۔ بلیک ڈیڈ نے ایمبولینس آگے بڑھادی۔

اس غیر متوقع صورتِ حال پر وہاں کے محافظوں کے ہتھیار شانوں پر لوٹ چکے تھے۔ وہ سب فکرمند اور پریشان نظر آرہے تھے۔ بلیک ڈیڈ نے عمارت کا رخ کرنے کے بجائے ایمبولینس گیٹ کے اندر لاکر روک دی۔ اس نے لمحہ بھر کے لیے عقب نما آئینے میں پیچھے کا منظر دیکھا۔ سب محافظ ایمبولینس کے پیچھے جمع ہوچکے تھے۔

"آؤٹ!" دونوں کیبنوں کے درمیان موجود جالی دار خلا کی طرف منہ کرکے بلیک ڈیڈ دبی دبی آواز میں غرایا اور ہم تینوں اپنی اپنی رائفلیں لے کر نیچے اتر پڑے۔

"حرکت مت کرنا۔" بلیک ڈیڈ ایک ہوائی فائر کرکے غرایا "جو ہلا، مارا جائے گا۔"

اس کی ہدایت پر عمل نہیں ہوسکا۔ عقبی دروازہ کھول کر ایمبولینس میں چھپے ہوئے مسلح افراد ایک غول کی صورت میں بجمن کے محافظوں پر وحشیانہ انداز میں ٹوٹ پڑے تھے۔ فائرنگ کرنے کے بجائے وہ اپنی رائفلوں سے دشمنوں کو مار رہے تھے۔

میری نگاہ ایک محافظ پر پڑی جو ایک گملے کی اوٹ سے کسی کا نشانہ لے رہا تھا۔ میں نے شست لے کر پہلا مہلک فائر کیا اور وہ ایک بھیانک چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

وہ مرنے والے کی آخری دلدوز چیخ تھی۔ اس کے ساتھ عمارت کی طرف سے وحشیانہ نسوانی چیخوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ رونگٹے کھڑے کردینے والی ان آوازوں سے ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے کچھ لوگ زبردستی اس عورت کو ذبح کرنے کی کوشش کررہے ہوں۔ اگر ہمیں جارج اور بجمن کی گفتگو سے اس عمارت میں ایک پاگل عورت کی موجودگی کا علم نہ ہوچکا ہوتا تو وہ چیخیں ہمیں بُری طرح گمراہ کردیتیں۔

اس مکان کے سارے محافظ غالباً اسی داخلی راستے پر مرکوز تھے کیونکہ وہاں ہونے والی گڑبڑ کے نتیجے میں دوسرے حصوں سے کسی ردِعمل کا اظہار نہیں ہوا تھا۔

وہ سب بالکل بے خبری میں مارے گئے تھے اس لیے وہاں آتشیں اسلحے کے استعمال کی نوبت نہیں آسکی۔ وہ سب خوں خوار درندوں کی طرح دست بدست ایک دوسرے سے لڑرہے تھے۔ میرے اور بلیک ڈیڈ کے دو فائروں کے سوا وہاں تیسرا فائر نہیں ہوا تھا۔

"گاڑی میں چلو۔" اچانک بلیک ڈیڈ نے ہذیانی سرگوشی میں کہا۔ اور ہم دوڑ پڑے۔

ایمبولینس حرکت میں آتے ہی اس کے کھلے ہوئے عقبی پٹ پُرشور آوازوں کے ساتھ اپنے آہنی قبضوں پر جھولنے لگے لیکن بلیک ڈیڈ کی اس حرکت کا سبب نظر آتے ہی میری توجہ صرف اس طرف مرکوز ہوگئی۔

چند افراد کا جلوس پُرشکوہ عمارت سے برآمد ہوکر پھاٹک کی طرف آرہا تھا۔ میں نے پہلی نظر میں دیکھ لیا کہ ان میں تین باریش افراد آگے تھے۔ بقیہ چار مؤدب انداز میں ان کے پیچھے چل رہے تھے۔

ہمیں اس مکان کے احاطے میں پہنچے مشکل سے ڈیڑھ منٹ ہوئے ہوں گے مگر وہاں واقعات اتنے تواتر اور تیزی کے ساتھ رونما ہورہے تھے کہ وہ وقفہ بہت طویل محسوس ہورہا تھا۔

ایمبولینس کے ہیڈلیمپس کی روشنی میں، میں نے دیکھ لیا کہ آگے آنے والے تینوں افراد مسلح تھے۔ ان کے ہتھیاروں کا رخ زمین کی طرف جھکا ہوا تھا مگر وہ نالیں کسی بھی لمحے ہماری طرف اٹھ سکتی تھیں۔

مجھے فوری طور پر یہ اندازہ ہوگیا کہ جارج شلز کی ایمبولینس کے ذریعے آمد کی خبر اندر کام پر پہنچادی گئی تھی اور اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تینوں ڈیوڈ اسٹارز اسے دیکھنے کے لیے گھر سے نکل آئے تھے۔ وہ بُرے دنوں سے گزر رہے تھے، اس لیے انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر ہتھیار ساتھ لے لیے تھے۔ بجمن کے غیر مسلح گھریلو ملازم ان کے پیچھے تھے۔

"ان تینوں کو روند ڈالو۔" میں نے بلیک ڈیڈ کو جھنجوڑ کر کہا۔ "ان کی حلق تک بڑھی ہوئی داڑھیاں بتارہی ہیں کہ یہی ڈیوڈ اسٹارز ہیں۔"

بلیک ڈیڈ نے رفتار بڑھا کر اسٹیئرنگ کاٹا مگر اس سے ذرا سی لغزش ہوگئی۔ وہ سب اچھل کر بچ گئے اور ایمبولینس آگے نکل گئی۔ اس نے ایمبولینس خوب صورت لان پر چڑھا کر واپس گھمائی۔ وہ سب افراتفری کے عالم میں اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔

"وہ تینوں۔" ویرا انگلی اٹھا کر چیخی "وہ اب بھی ایک ساتھ ہیں۔"

بلیک ڈیڈ نے ایمبولینس ان ہی کے پیچھے لگادی۔

غراتے ہوئے انجن کی آوازوں کو اپنے قریب آتا محسوس کرکے یکایک وہ تینوں ہی پلٹ کر اپنے قدموں پر جم گئے اور انہوں نے ایمبولینس پر بیک وقت فائر کردیا۔

اسی لمحے فضا میں سائرن کی دل اڑانے والی آواز گونج اٹھی اور میرا دماغ اچانک سن ہونے لگا۔ وہ آواز بہت قریب کی تھی۔ پولیس اتنے قریب پہنچ چکی تھی تو ہم مرکر بھی وہاں سے نہیں نکل سکتے تھے۔

انسانیت کے دشمنوں کی اس داستانِ عبرت کے باقی واقعات آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجیے

Downloaded from https://paksociety.com

[illegible] کے نام فراہم کیے۔ میری پاکستانی سفارت کار سے بات ہوئی تو اس نے ایک ایڈورڈ اسٹار کا فون نمبر لکھوا دیا جو اسے اتفاقاً مل گیا تھا۔ میں نے بنجمن فورٹ نامی [illegible] کے گھر فون کر کے پیغام چھوڑ دیا کہ میں رات کے نو بجے اس سے گیپ کے حوالے سے گفتگو کروں گا۔ بنجمن سے میری بات چیت بے نتیجہ رہی۔ وہ میری توقع سے زیادہ [illegible] ثابت ہوا۔ ایڈورڈ اسٹارز کے ناموں کی مدد سے ہم نے جینی کے کمپیوٹر ریکارڈ سے جارج شلز نامی ایک ایڈورڈ اسٹار کا پتا اور فون نمبر معلوم کر لیا۔ بلیک ڈیڈ سے تبادلۂ خیال ہوا تو [illegible] نمبر پر جارج شلز کو دو دو ڈی ستاروں میں طاقت ور مائیکرو فون چھپا کے بطور تحفہ بھیج دیے گئے۔ مائیکرو فون کے ذریعے پتا چلا کہ وہ چاروں موجودہ صورتِ حال پر گفتگو [illegible] کے لیے بنجمن فورٹ کے گھر اکٹھا ہونے والے ہیں۔ بلیک ڈیڈ نے ان چاروں کو جہنم واصل کرنے کے لیے ایک بے داغ پلان بنایا۔ ہم جارج شلز کو اغوا کر کے ایک [illegible] بس میں ڈال کر بنجمن کے گھر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ دست بدست لڑائی کے نتیجے میں اس کے محافظ مارے گئے۔ ابھی ہم مکان کے احاطے ہی میں تھے کہ تینوں ایڈورڈ اسٹارز [illegible] ہاتھوں کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھے اور ایمبولینس پر فائر کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی فضا میں سائرن کی آواز گونجنے لگی۔ پولیس اتنے قریب پہنچ چکی تھی کہ ہم مر کر بھی وہاں [illegible] نہیں نکل سکتے تھے۔

اب آپ مزید واقعات مطالعہ کیجیے

اپنے تینوں حریفوں کو ایمبولینس کے نیچے کچل کر ہلاک کرنے کی کوشش میں بلیک ڈیڈ نے پختہ روش چھوڑ کر ایمبولینس [illegible] کے وسیع قطعات میں اتار دی تھی۔ وہ قطعات نہ صرف [illegible] نیچے تھے بلکہ ان میں خوب صورت پھولوں کے لیے جابجا [illegible] مستطیل اور گول کیاریاں بھی کھدی ہوئی تھیں جن میں [illegible] ایمبولینس بری طرح اچھلتی تھی۔

بلیک ڈیڈ نے ان تمام نامساعد دشواریوں پر قابو پاتے ہوئے [illegible] کو تقریباً جا ہی لیا تھا کہ انہوں نے دردناک موت کو [illegible] کر پلٹ پڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

[illegible] کی طرف سے بیک وقت چلنے والی تین میں سے دو گولیاں [illegible] کی ونڈ شیلڈ سے گزرتی ہوئی ڈرائیونگ کیبن کی چھت [illegible] ہو گئی تھیں۔ اپنی خصوصی ساخت کی وجہ سے ونڈ شیلڈ [illegible] چور نہیں ہوا تھا لیکن اس پر مکڑی کے مہین جالے کی طرح چٹخنے کی بے شمار لکیریں اس طرح نمودار ہو گئی تھیں کہ شیشہ دھندلا کر رہ گیا تھا۔ ایسی حالت میں ونڈ شیلڈ سے آگے دیکھنا ناممکن ہو کر رہ گیا تھا۔

وہ بالکل غیر متوقع صورتِ حال تھی۔ بلیک ڈیڈ نے اچھلتی ہوئی ایمبولینس کو اچانک ہی بریک لگا دیے تھے اور پھر ساتھ ہی فضا میں ایک روح فرسا سائرن کی آواز گونجنے لگی تھی۔ سائرن کی دل اڑا دینے والی آسیبی آواز نے میرے اوسان خطا کر دیے تھے۔

بلیک ڈیڈ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کئی وزنی گالیاں دیتے ہوئے اسٹیئرنگ پر دونوں ہتھیلیاں مار کر کسی لیور کو چھیڑا اور سائرن کی آواز جس طرح اچانک نمودار ہوئی تھی' اسی طرح یک لخت معدوم ہو گئی اور فضا پر چند لمحوں کے لیے سکوت چھا گیا۔

اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ وہ سائرن باہر سے آنے والی کسی پولیس کار کا نہیں تھا۔ ایمبولینس کو اچانک روکنے اور ونڈ شیلڈ

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

دھندلانے کے نتیجے میں جو جھٹکے لگے تھے ان کے سبب بدحواسی میں بلیک ڈیڈ کا ہاتھ ایمبولینس کے سائرن پر پڑ گیا۔ اپنی حماقت کا احساس ہوتے ہی اس نے وقت ضائع کیے بغیر سوئچ آف کر دیا تھا۔

میں نے خودکار رائفل کا آہنی دستہ دیوانہ وار ونڈ اسکرین پر برسانا شروع کر دیا۔ چٹخے مگر اپنی جگہ پر قائم ٹکڑے چھناکوں کی آواز سے باہر کی طرف گرنے لگے۔

ونڈ شیلڈ کے اس بڑھتے ہوئے خلا میں سے وہ تینوں اس بار الگ الگ سمتوں میں بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ بلیک ڈیڈ نے جوں ہی ایمبولینس کو دوبارہ حرکت میں لانا چاہا' میں اپنی طرف کا دروازہ کھول کر رائفل سمیت باہر کود گیا۔ ویرا نے بھی میری تقلید کی۔

گھاس کے گہرے سبز اور مخملیں قالین پر ہمارے سنبھلنے سے پہلے ہی ایمبولینس کسی خون آشام مشینی درندے کی طرح غراتی اور اچھلتی ہوئی اس حریف کی طرف ہولی جو ان تینوں میں زیادہ پھرتیلا تھا اور شاید سب سے زیادہ دور جا چکا تھا۔

میری اور ویرا کی نظریں چار ہوئیں۔ ہم دونوں نے بقیہ دو ڈیوڈ اسٹارز کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

میں نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی نوجوان نہیں تھا۔ وہ تینوں پختہ عمروں والے باریش نجومِ داؤدی تھے اور آتشیں ہتھیاروں سے مسلح تھے۔

"رکو! ورنہ گولی مار دوں گا۔" میں نے چیخ کر کہا۔ کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

ویرا نے بھاگتے بھاگتے رک کر ان میں سے ایک کی پشت پر نال سیدھی کی' لمحہ بھر کے لیے زاویہ درست کیا اور فائر کر دیا۔ ایک ہولناک بارودی دھماکے کے ساتھ اس کا دوڑتا ہوا شکار فضا میں قلابازی کھا کر گھاس پر گرا مگر فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی فرار کی کوشش بدستور جاری تھی لیکن وہ بری طرح لنگڑا رہا تھا۔

پھر فضا ایک اور لرزہ خیز انسانی چیخ سے گونج اٹھی۔ اس بار بلیک ڈیڈ نے ایک شکار کو ایمبولینس کے پہیوں تلے روند دیا تھا۔

بلیک ڈیڈ کے سر پر خون سوار تھا۔ اس نے ایک ڈیوڈ اسٹار کو کچلنے کے بعد لمحہ بھر کے لیے بھی رکنے یا یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ اس کا کیا حشر ہوا تھا۔ وہ گاڑی کو آگے لیتا چلا گیا اور پھر احاطے کی دیوار کے قریب سے رخ گھما کر میری طرف آنے لگا۔

ایمبولینس کے روپ میں بھیانک آہنی عفریت کو اپنی طرف آتا دیکھ کر میرا شکار حواس باختہ ہو کر پلٹا۔ اس طرف سے میں اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خود کو موت کے حصار میں گھرا دیکھ کر اس نے بائیں طرف دوڑ لگا دی۔ میں نے رک کر اس کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔

وہ فضا میں کئی فٹ تک اچھل کر ایسا گرا کہ اسے دوبارہ اٹھنا نصیب نہ ہوا۔ وہ گھاس پر پڑا بری طرح تڑپ رہا تھا۔ ایمبولینس بدستور اس کی طرف اچھلتی چلی آ رہی تھی۔ ایمبولینس کے اگلے پہیے کو اس کے بدن پر ایک جھٹکے کے ساتھ گزرتے دیکھ کر میں نے سختی سے اپنی آنکھیں بھینچ لیں۔

بلیک ڈیڈ نے ایمبولینس میرے قریب روک دی۔ ونڈ شیلڈ کے فریم میں پھنسے ہوئے ریزہ ریزہ ٹکڑوں کے درمیان اس کا چہرہ اس وقت بھیانک نظر آ رہا تھا۔

"جلدی اوپر آ جاؤ... کھیل ختم ہو گیا۔ اب یہاں سے نکلنے کی فکر کرو۔" انجن کے شور میں اس کی وحشت زدہ آواز میرے کانوں میں آئی۔

میں نے سر گھما کر دیکھا تو ویرا اپنے زخمی شکار کے قریب کھڑی ہوئی تھی اور تیسرا ڈیوڈ اسٹار زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ ویرا کی طرف سے مزید کسی فائر کی آواز نہیں آئی تھی۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ ویرا نے اپنے لنگڑے حریف کو مارنے کے لیے ہم گن استعمال کی ہو گی۔

"تین مارے گئے ہیں۔ اب جارج شلز باقی ہے..." میں نے بلیک ڈیڈ کو جواب دیا۔

"اس کی کھوپڑی میں گولی مار کر جلدی آؤ۔ پولیس کسی بھی وقت پہنچ سکتی ہے۔" اس نے میری بات کاٹ کر تیز ہذیانی انداز میں کہا اور میں ایمبولینس کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

ایمبولینس کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے تھے لیکن وہاں جارج شلز یا اسٹریچر کا دور دور تک نام و نشان نہیں تھا۔ چند ثانیوں کے لیے میرا دماغ چکرا کر رہ گیا۔

بلیک ڈیڈ کے آدمیوں کا مسیحائی کے پیشے سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ انہوں نے سفید کپڑے پہن کر ایمبولینس پر قبضہ ضرور کر لیا تھا مگر اس کے استعمال کے صحیح طریقوں سے بالکل بے خبر تھے۔ انہوں نے اپنے قیدی کو چرمی تسموں کے ذریعے اسٹریچر سے ضرور باندھ دیا تھا لیکن اسٹریچر کو ایمبولینس کے فرش میں لگے ہوئے کلپس میں نہیں پھنسایا گیا تھا۔ دورانِ سفر میں جب تک ایمبولینس کے دروازے بولٹ رہے' وہ اسٹریچر اندر ہی ہلتا جلتا رہا۔ فورٹ کے مکان میں گھسنے اور مسلح افراد کے ایمبولینس سے نکلنے کے بعد دروازوں کو دوبارہ بولٹ کرنے کی نوبت نہیں آ سکی تھی اور بلیک ڈیڈ نے ایمبولینس کو وحشیانہ انداز میں لان پر' کیاریوں میں اور جھاڑیوں میں دوڑانا شروع کر دیا تھا۔ شاید اسی افراتفری میں بے ہوش جارج شلز اسٹریچر سمیت کہیں گر گیا تھا۔

اس معرکے میں ہماری طرف سے شامل ہر فرد کو وقت کی اہمیت کا پورا احساس دلا دیا گیا تھا۔ پھاٹک کے قریب دست بہ دست لڑائی میں حصہ لینے والوں کی طرف سے حوصلہ افزا پیغام آ چکا تھا۔ وہ لوگ کسی بھی لمحے عمارت کے محافظوں کا مکمل صفایا کرنے والے تھے۔

ویرا اپنے حریف کو ختم کر کے دوڑتی ہوئی واپس آئی تھی۔ میری زبان سے جارج شلز کی گمشدگی کی خبر سن کر وہ بھی پریشان

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ہوئی اور اِدھر اُدھر نظر دوڑانے لگی۔

"کیا بات ہے؟ تم کہاں رکے ہوئے ہو؟" میری طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر بلیک ڈیڈ نے چلا کر پوچھا "کیا ایک بے ہوش دوست بھی تمہارے قابو میں نہیں آرہا؟"

"وہ لاپتا ہے۔۔۔ بدحواسی میں تم اسے کہیں پھینک آئے ہو۔" میں نے اس کی سمت میں پہنچ کر اسے تاخیر کے سبب سے آگاہ کیا تو اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"جلدی بیٹھو۔۔۔ ہم زیادہ دیر یہاں نہیں رک سکتے۔ ایمبولینس ہی میں وہ کہیں پڑا ہوا نظر آجائے گا۔" وہ الفاظ کے انتخاب میں غلطی کر گیا تھا لیکن اس کی بات قابلِ فہم تھی۔ ایمبولینس میں سوار ہو کر ہم چند منٹ میں پورا احاطہ چھان سکتے تھے۔

ایک مرتبہ پھر ہم تینوں ایمبولینس کے ڈرائیونگ کیبن میں ٹھنس جا ہوئے۔

تینوں ڈیوڈ اسٹارز کے ساتھ عمارت سے نمودار ہونے والے چار مسلح ملازمین اپنی جانوں کو لاحق خطرات بھانپ کر ایسے مرعوب ہوئے تھے کہ ان کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔ پھاٹک سے مار دھاڑ کی آوازوں کے درمیان اکّا دُکّا فائروں کی آواز آرہی تھی۔ پتا نہیں وہ ان حالات کا ردِعمل تھا یا بنجمن فورٹ کی بیوی گولڈا پر جنون کا کوئی دورہ پڑا ہوا تھا۔ پُرشکوہ عمارت کے در و دیوار سے وقفے وقفے سے اس کی خوفناک ہذیانی چیخوں اور قہقہوں کی آواز آرہی تھی۔

بلیک ڈیڈ نے ایمبولینس اسی طرف موڑ لی جہاں سے اس نے اپنے حریفوں کے تعاقب کا آغاز کیا تھا۔ ایمبولینس کے ٹائروں سے کچلی ہوئی ایک باڑھ کے قریب اسٹریچر الٹا پڑا ہوا نظر آگیا۔ جارج اسٹریچر کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی باڑھ کی پتھریلی منڈیر سے ٹکرا کر زخمی ہو چکی تھی۔ زخم سے بہنے والا خون گھاس کے ایک بڑے حصے میں پھیلا ہوا تھا۔

بلیک ڈیڈ اسے بھی ایمبولینس سے ہی روند ڈالنا چاہتا تھا مگر میں نے اسے روک دیا۔ بے ہوش جارج کا جائزہ لینے کے بعد ویرا نے اس کی نبض ٹٹولی۔ جارج کی کنپٹی کی ہڈی اس کی کھوپڑی پر نکا کر ٹریگر دبایا۔ بس لمحہ بھر کے لیے اس نے آخری جھرجھری لی، اس کے جسم سے بندھا ہوا اسٹریچر بھی ساکن ہو گیا اور پھر نیویارک کا چوتھا نام ور داؤدی ستارہ بھی ہمیشہ کے لیے موت کی اتھاہ اور بے رحم وادیوں میں غروب ہو گیا۔

ایمبولینس دوبارہ سوار ہوتے ہی ایمبولینس پھاٹک کی طرف دوڑ پڑی۔

اس وقت تک پھاٹک پر مزاحمت دم توڑ چکی تھی۔ بلیک ڈیڈ کے مسلح ساتھی وہاں قابض تھے۔ ان میں سے کئی ایک بوکھلاہٹ کے عالم میں اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے جیسے کسی کی تلاش ہو۔

"سارا پیس پر اس کے نمبر ایچ کا پیغام آرہا تھا "دشمن کے سات تو ہمارے یا بے ہوش کیے جا چکے ہیں۔ ساتویں نمبر کا پتا نہیں چل سکا۔ اس کی تلاش جاری ہے۔ تو نمبر بہت بری طرح زخمی ہے۔ اوور۔"

"کھیل ختم ہو چکا۔ پولیس کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتی ہے۔ ہر شخص یہاں سے نکل کر فوراً وین میں پہنچے۔ تو نمبر کی دیکھ بھال وین میں کرتے رہنا۔" بلیک ڈیڈ نے افتتاحی ہدایات جاری کرنی شروع کر دیں اور ایمبولینس پھاٹک سے ذرا دور روک دی۔

ہمارے اترنے تک بلیک ڈیڈ کے مسلح ساتھی پھاٹک سے باہر نکلنے لگے۔ وین وہیں آگئی تھی۔ اس کے پیچھے بیک ڈیڈ کا ڈرائیور اس کی گاڑی لیے موجود تھا۔

کمک کے طور پر ساتھ آنے والی پانچ گاڑیوں کا کسی کو پتا نہیں تھا۔ مہم میں شمولیت کی ضرورت پیش نہ آنے کے بعد شاید وہ واپس روانہ ہو چکے تھے۔

ہمارے باہر نکلنے تک وین حرکت میں آچکی تھی۔ بنجمن فورٹ کے گھریلو محافظ اِدھر اُدھر بے جان لاشوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ ان پر بے خبری میں شب خون مارا گیا تھا اس لیے وہ اپنی مدافعت کے لیے کوئی بھرپور یا منظم کارروائی نہیں کر سکے تھے۔

پھاٹک سے نکلتے ہوئے مجھے بلیک ڈیڈ کے گیارہ نمبر تومی کے بارے میں ملال محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ پتا نہیں تھا کہ ہم اسے کس حال میں وہاں چھوڑ کر واپس جا رہے تھے۔

واپسی کے سفر میں ہر گاڑی کا راستہ مختلف تھا۔ بلیک ڈیڈ کے ڈرائیور کی تیز رفتاری کے باوجود ہمیں دور دور تک وین کا نام و نشان تک نظر نہیں آسکا۔

"یہ مہم تو ہماری توقع سے کچھ زیادہ ہی آسان ثابت ہوئی۔" راستے میں ویرا نے سکوت توڑا۔

"سارا کمال صرف ایمبولینس کا تھا۔ اگر جارج کو ایمبولینس میں ڈال کر نہ لے جایا گیا ہوتا تو ابھی تک ہم وہیں کھڑے اندر گھسنے کی کوشش کر رہے ہوتے۔" بلیک ڈیڈ نے کسی توقف کے بغیر کہا۔

"اندر گھسنے کے بعد تم نے ایمبولینس کو نیک بلکہ بکتر بند گاڑی بنا لیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"ان تینوں کے جلوس کو دیکھتے ہی میرے دماغ میں اس ترکیب نے سر ابھارا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں ایک جلوس کی

شہد چور بنک ویلوٹ جو بے قیمت چیزیں گرانقدر معاوضے پر چراتا ہے

بنک ویلوٹ کی چوریاں

ان چوریوں کی دلچسپ کہانیاں

قیمت ۴۰ روپے

کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۲۳ کراچی ۱

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

صورت میں یک جا کر ہو کر باہر آنے کی کیا ضرورت تھی!"

"یہ نہ بھولو کہ جارج شلزان کا قریبی ساتھی اور مجرم داؤدی تھا۔ اس کے ایمبولینس کے ذریعے پہنچنے کی خبر نے انہیں مضطرب کر دیا ہوگا۔" ویرا نے جواب دیا "وہ تمہارا مقابلہ کرنے نہیں' اپنی نظروں سے جارج شلز کی حالت دیکھنے کے لیے آئے تھے۔"

"اور اب خود وہاں تماشائے عبرت بنے پڑے ہیں۔" بلیک ڈیڈ کی آواز استہزائیہ تھی۔

"مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ اس مقابلے میں تمہارا ایک آدمی غائب ہوگیا۔ اگر سارے محافظ زیر کر لیے گئے تھے تو پھر وہ کہاں ہو سکتا ہے؟" میں نے کہا۔

"اس ایک آدمی کی وجہ سے میں بارہ زندگیوں کو داؤ پر نہیں لگا سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کونے کھدرے میں جا کر بے ہوش ہوگیا ہو۔ اگر وہ زندہ ہے تو میں ہر قیمت پر اسے رہا کرالوں گا۔ وہ اس مقابلے میں کام آچکا ہے تو میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکوں گا۔"

"ایسے واقعات سے تمہارے دوسرے کارکنوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا نہیں ہوتا؟"

"یہ واقعات ان کا حوصلہ بڑھاتے ہیں۔ ہر شخص اس بات کا اعتراف کرے گا کہ میں نے گیارہ نمبر کے لیے اسے زیادہ مہلک خطرات میں نہیں جھونکا۔ ویسے بھی گیارہ نمبر کے وہاں رہ جانے سے مجھے اور میرے آدمیوں کو بھاری فائدہ پہنچے گا۔" بات کرتے کرتے اس نے چونک کر کہا۔

"ایک آدمی سے ہاتھ دھو کر تم کس فائدے کی توقع کر رہے ہو؟"

"یہ میرا پروگرام یا ارادہ نہیں تھا۔" ڈرائیور کی موجودگی کی وجہ سے اس نے مدافعانہ انداز میں بات شروع کی "میں ہمیشہ خوش فہمیوں میں گھرے رہنے والا آدمی ہوں۔ گیارہ نمبر جس حالت میں بھی پولیس وغیرہ کو ملا' یہ بات سامنے آجائے گی کہ وہ میرا آدمی ہے۔ اس بار مجھے کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ داؤدی ستاروں کو میں نے جنم واصل کیا ہے۔"

"اور اس بارے میں پولیس تم سے کوئی تعرض نہیں کرے گی؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"کرتی رہے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ میرے خلاف ثبوت کہاں سے لائیں گے؟ اخباروں میں الزام تراشی کرنا بہت آسان ہے۔ ان الزامات کو عدالت میں ثابت کرنے میں دانتوں پسینہ آجاتا ہے۔ نیویارک کے دو بہترین وکیل میرے مشیر ہیں۔ یہاں کی عدالتوں میں وکیلوں کی شہرت اور نیک نامی بھی عدالتی فیصلوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جب معاملہ صرف شک و شبے کا ہو تو امریکی قانون اس کا سارا فائدہ ملزم کو دیتا ہے۔ مدعی منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔"

"جائے واردات سے تمہارے آدمی کی گرفتاری بھی تمہارے لیے مسئلہ نہیں بنے گی۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ شاید اپنی خوش فہمی کے بارے میں تمہارا قول درست ہی ہے۔"

"اس کی شناخت اور شہرت میری نشان دہی کرے گی۔ اخبارات اس نکتے کو اچھالیں گے لیکن وہ ایک جیتا جاگتا آدمی ہے' روبوٹ نہیں ہے جو صرف میرا تابع ہو۔ میں کسی دوسرے کے قول و فعل کا ذمے دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تمہیں اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"وہ اپنی وہاں موجودگی کا کیا جواز پیش کرے گا؟" میں نے حیرت سے احتجاج کیا۔

"وہ اپنے وکیل سے مشورہ کر کے بیان دے گا۔ وہ جو کچھ بھی کہے' میرے خلاف زبان نہیں کھولے گا۔ وہ جانتا ہے کہ آخر کار اسے رہا کرانا میرا فرض ہوگا۔"

"اگر گیارہ نمبر وہاں نہ رہا ہوتا تو تم اس واقعے میں اپنی شمولیت کی خبریں یا افواہیں کیسے پھیلاتے؟" اس کی کج بحثی پر چڑ کر میں نے ایک ناخوش گوار سوال کر ڈالا۔

بلیک ڈیڈ نے پلٹ کر مجھے گھورا اور سخت لہجے میں کہا "میں ایمبولینس کے ڈیش بورڈ میں ایک لفافہ ملے گا جس میں ایک کمپیوٹر سلپ موجود ہے۔ "ہارلم کے خون کا حساب" اس پر لکھی ہوئی یہ سطر بہت کافی ثابت ہوگی۔ سب جانتے ہیں کہ ہارلم کس کا علاقہ ہے۔ میری اور آئزک بیل کی آویزش کے قصے ابھی بھی گردش میں ہیں۔"

"تمہاری ان باتوں سے یہ معلوم ہو رہا ہے جیسے نیویارک بھی کولمبیا کا کوئی شہر ہے جہاں قانون کی عمل داری بہت کمزور ہے۔ سارا اختیار تمہارے اور تم جیسے لوگوں کے ہاتھوں میں مرکوز ہے۔"

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔" بلیک ڈیڈ نے سنجیدگی سے کہا "میں اپنے معاملات کو نمٹانا جانتا ہوں۔ تمہارے لیے فخر اور خوشی کی بات یہ ہے کہ تمہارا بتایا ہوا منصوبہ سو فیصد کامیاب رہا ہے۔ اس کامیابی کے ذریعے میرے ساتھ تم دونوں نے بھی اپنے مقاصد حاصل کر لیے ہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" ویرا نے ایک گہرا سانس لے کر کہا "آج دو ڈیوڈ اسٹارز کو اپنے ہاتھوں سے جنم واصل کر کے میرے دل میں ٹھنڈک پڑی ہے کہ میں نے آخر کار جمی لائیڈ کا بدلہ لے لیا۔ آئزک بیل کے انجام سے مجھے ذرا بھی خوشی نہیں ہوئی تھی۔ خون کا بدلہ صرف اور صرف خون ہوتا ہے جب کہ وہ مکار اپنی ساری ذلتوں کے باوجود اب تک زندہ ہے۔"

"یہ کل کے اخباروں سے ہی پتا چلے گا کہ کس نے کس کو مارا ہے۔ جارج شلز کے سوا ہمارے لیے وہ تینوں ہی اجنبی تھے۔" میں نے قدرے توقف کے بعد کہا۔

"ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد ریڈیو اور ٹیلی وژن سے سب کچھ معلوم

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ہو جائے گا۔ بنیادی خبر ان ہی ذرائع سے ملتی ہے۔ اخبارات کی ضرورت تفصیل اور کہانیوں کے لیے پیش آتی ہے۔"

گاڑی میں بقیہ سفر خاموشی سے طے ہوا۔ ہم تینوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ ہم تینوں کو اتارتے ہی ڈرائیور گاڑی کو فوراً آگے بڑھا لے گیا۔

مائیک شاید اندر کسی کھڑکی سے لگا' اپنے آقا کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ ڈور بیل بجانے یا دستک دینے کی نوبت آنے سے پہلے' اس نے ہمارے استقبال کے لیے دروازہ کھول دیا۔

"ہم لوگ مکمل اور شاندار کامیابی حاصل کر کے آئے ہیں۔" اندر پہنچنے کے بعد بلیک ڈیڈ نے مائیک کو اپنی خوشی میں شریک کرتے ہوئے کہا "ٹونی ہمارے ساتھ نہیں لوٹ سکا۔"

"اوہ!" مائیک کے ہونٹوں سے بے ساختہ متاسفانہ آواز نکلی۔ "کیا وہ مارا گیا؟"

"فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" بلیک ڈیڈ نے مبہم سا جواب دیا "وہ واپسی پر ہمارے ساتھ نہیں تھا۔"

مائیک اس کی پشت پر تھا۔ بلیک ڈیڈ کی زبان سے اپنے ساتھی کے بارے میں بری خبر سن کر اس نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے انگلیوں سے اپنے سینے پر کراس بنایا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بدبدا کر رہ گیا۔

ہماری غیر حاضری میں مائیک نے کچن سے کمروں تک صفائی کر دی تھی۔ بکھرا ہوا ڈرائنگ روم سمٹنے کے بعد دوبارہ نکھر آیا تھا۔ بلیک ڈیڈ سیدھا وہیں جا بیٹھا۔

"میں کپڑے بدل کر ابھی آتا ہوں۔" میں نے اس سے معذرت کی "کام مکمل ہو جانے کے بعد یہ سفید کپڑے مجھے کفن کی طرح ناگوار محسوس ہو رہے ہیں۔"

بلیک ڈیڈ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا "مجھے بھی سفید لباس بدل لینا چاہیے۔" یہ کہہ کر وہ دوسری خواب گاہ کی طرف چل دیا جہاں اس کی ضرورت کا کچھ سامان شاید موجود تھا۔

ویرا کے لیے وہاں رکنا بے سود تھا۔ وہ میرے ساتھ ہولی۔

کچھ دیر بعد ہم دونوں ڈرائنگ روم میں واپس پہنچے تو میں یہ اطمینان کر چکا تھا کہ ہماری غیر حاضری میں سی ایس ڈی کو نہیں چھیڑا گیا تھا۔ وہ ڈیوائس اسی طرح موجود تھی جس طرح میں نے اسے چھوڑا تھا۔

بلیک ڈیڈ اس وقت تک واپس نہیں آیا تھا۔ ویرا سرگوشیانہ لہجے میں بولی "معلوم ہوتا ہے کہ یہ آج بھی ہمارے سروں پر مسلط رہے گا۔ اس کا جانے کا کوئی ارادہ نظر نہیں آ رہا۔"

"ہو سکتا ہے کہ تھوڑی دیر میں چلا ہی جائے۔ بات کر کے ہی کچھ اندازہ ہو سکے گا۔"

بلیک ڈیڈ واپس آیا تو اس کے بدن پر لباس سے جوتوں تک' کہیں بھی سفید رنگ نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا "تم نے تو ہر سفید چیز بدل ڈالی۔"

"تمہاری باتیں گہری اور دل کو لگنے والی ہوتی ہیں۔" اپنے معمول کے مطابق اس نے میری بات کاٹ کر کہا "تم نے اس انداز میں کفن کا ذکر کیا تھا کہ مجھے خواہ مخواہ اپنے کپڑوں سے کافور کی بو آنے لگی تھی۔ یہ بو آدمی تابوت میں پہنچنے کے بعد ہی برداشت کر سکتا ہے۔"

"اب پتا چلا کہ تم ضعیف الاعتقاد بھی ہو۔" ویرا نے ہلکا سا قہقہہ لگا کے کہا۔

"یہ ضعیف الاعتقادی نہیں' فطرت ہے۔ ہر جواری ٹونے ٹوٹکوں اور شگون پر یقین رکھتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میری آمدنی کے بیشتر ذرائع ایسے ہی ہیں۔ میرے تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ ان باتوں میں وزن ہوتا ہے۔ سیاہ بلیاں اور سنہرے بالوں والی لڑکیاں میرے لیے ہمیشہ خوش نصیبی اپنے ساتھ لے کر آتی ہیں۔"

"ویرا کے بال سنہرے ہیں۔" میں نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔ "اس سے دوستانہ مراسم ہونے کے بعد تم اپنے پانچ حریفوں یا ڈیوڈ اسٹارز سے کسی نہ کسی طرح نجات حاصل کر چکے ہو۔"

"یہ باتیں تمہیں لے ڈوبیں گی۔" ویرا نے میری بات پوری ہوتے ہی بے اعتنائی سے کہا "بازار میں ملنے والے خضابوں کی مدد سے ستر سالہ بوڑھیاں بھی اپنے سفید بالوں کو سنہرا کیے پھرتی ہیں۔"

بلیک ڈیڈ اپنے ایک مشن میں بڑی کامیابی حاصل کر کے آیا تھا۔ اس موقع کی مناسبت سے مائیک ایک ٹرے میں شیمپین کی تین یخ بوتلیں گلاسوں کے ساتھ لے آیا۔

"یہ تین کیوں ہیں؟" بلیک ڈیڈ نے خشک لہجے میں غرا کر مائیک سے پوچھا۔

مائیک سٹپٹا گیا "کیا... کیا تم اس موقع پر شیمپین نہیں پیو گے؟"

"تم... سن آف اے گن...! جاؤ اور اپنے لیے چوتھی بوتل بھی لے آؤ۔" بلیک ڈیڈ نے اسے پھٹکارا۔ اس کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ اپنے باس کے شکریے کی تکرار کرتا ہوا کچن کی طرف دوڑ گیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم اپنے آدمیوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہو۔ تمہاری ان ہمدردیوں اور خوش کلامیوں کے نتیجے میں یہ سب تمہارے پسینے پر اپنا خون بہانے کے لیے تیار رہتے ہوں گے۔" مائیک کے چلے جانے کے بعد میں نے قدرے دھیمی آواز میں بلیک ڈیڈ کی تعریف کی۔

"اکیلا آدمی تیس مار خاں بھی ہو تو حقیر مکھی سے زیادہ بساط کا مالک نہیں ہوتا۔ کوئی بھی بڑا حریف آسانی سے اس کی گردن مروڑ دیتا ہے۔ یہی سب میرے دست و بازو ہیں' میری ساری شہرت اور بالادستی ان ہی کے دم قدم سے ہے پھر میں ان کی عزت کیوں نہ کروں؟"

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

اسی وقت مائیک اپنے حصے کی شپین لے آیا۔ اس شام کی کامیابی کے نام پر بوتلوں کے کاگ اڑائے گئے۔ پہلے گھونٹ کے بعد بوتلیں گلاسوں میں انڈیل لی گئیں۔

"آج رات تم ہمارے ساتھ ہی بسر کرو گے؟" مختصر سے جشن کے بعد میں نے سگریٹ سلگا کر بلیک ڈیڈ سے پوچھا۔ میز کے نیچے ویرا نے پیر دبا کر احساس دلایا کہ میرا سوال بہت زیادہ براہِ راست ہو گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں اپنی خلوت میں میری مداخلت پسند نہیں کرو گے مگر..." بلیک ڈیڈ نے میرے فقروں میں پنہاں مفہوم کو بھانپ کر کہنا شروع کیا مگر میں نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ یہاں ایک ساتھ رہ کر ہم بہتر طور پر نئے مسائل کے خلاف کوئی منصوبہ بندی کر سکیں گے۔ میں تم سے اس تجویز کی تائید چاہ رہا تھا۔"

اس نے غور سے میری طرف دیکھا۔ شاید وہ میری آنکھوں میں جھانک کر میرے الفاظ کا وزن پرکھنا چاہ رہا تھا۔ مطمئن ہونے کے بعد وہ بولا "تھوڑی دیر میں ٹیلی وژن سے خبریں آنی شروع ہو جائیں گی۔ میں بھی یہیں رکنا چاہ رہا ہوں۔ تمہارے مشورے مجھے بہت کار آمد محسوس ہوتے ہیں۔ دقت یہ ہے کہ مجھے اب جائے واردات سے اپنی غیر حاضری کے چند معزز گواہ بھی پیدا کرنے ہوں گے اس کے لیے مجھے جانا ہی ہو گا۔"

وہ اپنے معتبر وکیلوں کے ذریعے قانون کی کمزوریوں سے کھیلنے کا عادی تھا لیکن اس کے لیے بھی کچھ نہ کچھ ہوم ورک کرنا اور تیاریں فراہم کرنا ضروری تھا۔ میں نے کہا "اگر یہ درست ہے تو تم یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کر رہے ہو۔ وقت کا فرق بڑھنے سے تمہارے لیے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔"

وہ شپین کا گلاس پانی کی طرف غٹاغٹ خالی کر کے اٹھ کھڑا ہوا "میں جا رہا ہوں۔ کوئی نئی بات ذہن میں آئی تو فون پر تم سے رابطہ کروں گا۔"

میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ وہاں سے رخصت ہونے پر آمادہ تھا۔

مائیک اس کا پروگرام سنتے ہی گلاس سمیت ڈرائنگ روم سے غائب ہو گیا۔ بلیک ڈیڈ کو اسے کوئی ہدایت دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

چند منٹ بعد مائیک نے آکر اطلاع دی کہ اس کا ڈرائیور کار لے آیا تھا۔ ہم نے بھی مختصر سے ڈرائیوے پر سیاہ گاڑی کی جھلک دیکھ لی تھی۔ بلیک ڈیڈ فوراً ہی دروازے کی طرف چل پڑا۔

اس بار گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ بلیک ڈیڈ کا گن مین بھی تھا۔ اس کے آدمیوں کی اس پُراسرار آمد اور روپوشی بظاہر ہوٹل کے مستقل لاسلکی روابط کی مرہونِ منت معلوم ہوتی

"تم نے بہت محنت سے پورے گھر کو چمکایا ہے۔" بلیک ڈیڈ کی روانگی کے بعد میں نے مائیک کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دوستانہ لہجے میں کہا "اب تم کچن سے اپنی ضرورت کی اشیا لے کر اپنے کمرے میں آرام کر سکتے ہو۔ ہم تمہاری معصومیات میں مخل نہیں ہوں گے۔"

"اور تم دونوں کا ڈنر؟" مائیک ضرورت سے زیادہ فرض شناس ثابت ہو رہا تھا۔

"ابھی گپ شپ کا موڈ ہے۔" میں نے اسے آنکھ مار کر کہا۔ "ضرورت ہوئی تو ہم خود ہی بندوبست کر لیں گے۔"

اتنی وضاحت کے بعد مائیک لمحہ بھر کے لیے بھی وہاں نہیں رکا۔ سیدھا کچن میں چلا گیا۔

"مائیک کو تم نے کہاں بھگا دیا؟ اب کھانا کون لگائے گا؟" میرے ڈرائنگ روم میں پہنچنے پر ویرا نے خفگی سے پوچھا۔ وہ میرے اور مائیک کے مذاکرات کو دور سے دیکھتی رہی تھی۔

"آج تمہارے ہاتھ کا کھانا کھانے کو دل چاہ رہا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا "تم انکار کرو گی تو آج پھر چینی کے گھر کا رخ کرنا پڑے گا۔ وہ خاصے لذیذ کھانے بناتی ہے۔"

"خاک بناتی ہے۔" ویرا نے ہونٹ سکیڑ کر حقارت سے کہا۔ "چٹ پٹے پاکستانی کھانوں کی عادت پڑ جانے کے بعد روکھے پھیکے امریکی کھانے مجھے صابن کا شوربہ معلوم ہوتے ہیں۔"

جاسوسی ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
ایک کیمیاگر کی داستانِ شوق
جو مقصد کی تلاش میں دربدر پھرتا رہا
پرفیوم
دادی
صفدر علی
مصنف
اقلیم علیم
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہمیں خط لکھیں
کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس کراچی

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

"بیکسٹر کے بعد مائیک بھی صابن کے شوربے کھلا رہا ہے۔ آج تم ہی کچھ بنا ڈالو۔"

"شہر میں سیکڑوں ریستوران کھلے ہیں' جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ مجھے چولھا جھونکنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان بے تکی باتوں میں وقت برباد کرنے کے بجائے یہ بتاؤ کہ تمہارے ارادے کیا ہیں۔"

"ارادے نیک ہیں' آؤ بیڈ روم میں چلتے ہیں۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کہا۔

وہ مچل کر مجھ سے دور جا کھڑی ہوئی "تمہارے ایک ایک لفظ سے منافقت کی بو آ رہی ہے۔"

"آج کا دن ہی کچھ خراب ہے۔" میں نے گہرا سانس لے کر کہا "بلیک ڈیڈ کو کافور کی بو آ رہی تھی' تم کو منافقت کی بو آ رہی ہے۔ آج شاید میری ناک بند ہو گئی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ کمر پر باندھے مجھے اشتباہ آمیز نظروں سے گھورتی رہی۔ میں اسے اس کے حال پر چھوڑ کر اپنا سر جھٹک کر خواب گاہ کی طرف چل دیا۔

نیویارک میں رات ڈھل رہی تھی' پاکستان میں دن نکل چکا تھا۔ میں اول خان سے کچھ دیر بعد بھی بات کر سکتا تھا۔ مقاموں سے فوری مذاکرات ضروری تھے۔

پہلے میں نے مین ہٹن کے گورہام ہوٹل کا نمبر ملایا۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ عباس کرمانی کی تلاش میں آیا ہوا بدری ناتھ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ آپریٹر نے فوراً لائن اسے منتقل کر دی۔

"تم اس وقت بھی سی ایس ڈی استعمال کر رہے ہو نا؟" میری آواز پہچانتے ہی بدری ناتھ نے متجسس لہجے میں سوال کیا۔ شاید وہ اس وقت کوئی اہم بات کرنے کے موڈ میں تھا۔

"اس کے بغیر میں تم سے رابطے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔" میں نے پورے خلوص سے کہا۔

"تھوڑی دیر پہلے تم کہاں تھے؟" بدری ناتھ کی آواز میں تجسس بڑھتا جا رہا تھا۔

"میں یہیں بیٹھا آرام کر رہا تھا۔ آج تم اتنے زیادہ سوالات کیوں کر رہے ہو؟"

"برا مان گئے۔" دوسری طرف سے ہلکی سی ہنسی کی آواز ابھری "میں حیران ہوں کہ تم جس کسی کا نام لیتے ہو' وہ بہت جلد کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے یا مارا جاتا ہے۔"

"کیا پھر کوئی مارا گیا؟" میں نے تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"میں اس وقت خود کو بالکل چغد محسوس کر رہا ہوں۔ میں مان ہی نہیں سکتا کہ....."

میں نے اس کی بات کاٹ کر مزاحیہ انداز میں کہا "اپنے بارے میں اس قدر کسرِ نفسی سے کام نہ لو۔ سی آئی اے کی ایک بڑی مہم کا سربراہ خود کو چغد محسوس کرنے لگے تو اس کی کرسی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔"

"تم نے چار ڈیوڈ اسٹارز کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور میں کچھ نہیں کر سکا تھا۔ ذرا سی پہلے خبر ملی ہے کہ ان میں سے بنجمن فورٹ نامی داؤدی ستارے کے گھر میں خاصا شت و خون ہوا ہے۔ میں کیسے مان لوں کہ اس واقعے سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہو گا؟"

"تو کیا بنجمن فورٹ مارا گیا؟" اس بار میرا سوال بے ساختہ تھا۔ ہم لوگ صرف جارج شلز کی موت کے بارے میں پُر یقین تھے۔ دوسرے داؤدی ستاروں کو اندازے سے ٹھکانے لگایا گیا تھا۔ جب تک کسی اور ذریعے سے اس اندازے کی تصدیق نہ ہو جاتی' یقین مشکل تھا۔

"ابھی صرف ابتدائی اطلاعات ملی ہیں۔ وہاں متعدد لاشیں ملی ہیں۔ مرنے والوں کے نام ابھی آنے باقی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مرنے والوں میں وہ بھی شامل ہو۔"

"یہ میرے لیے ایک اچھی خبر ہے۔ پتا نہیں وہ کون محسن ہے جو میرے کام کا بوجھ ہلکا کر رہا ہے۔"

"وہ کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے؟ تم مجھے کیوں سسکا رہے ہو؟ بتا کیوں نہیں دیتے کہ اس کے گھر پر تم ہی نے کوئی انتقامی کارروائی کی ہے؟ میں تمہارا دشمن نہیں گہرا دوست ہوں۔"

"تمہیں یہ سب باتیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر میں نے کچھ کیا ہوتا تو میں فخر کے ساتھ تمہیں اپنے کارنامے کی خبر دیتا۔ تم سے کوئی بات چھپا کر مجھے کوئی فیض حاصل ہو سکتا ہے؟"

"یہی بات مجھے حیران کر رہی ہے۔ کیا یہ ایک عجیب اتفاق نہیں کہ تمہارے چار مطلوبہ آدمیوں میں سے ایک کے گھر پر کسی اور نے حملہ کر کے تباہی مچا دی۔"

"یہ اتفاق ضرور ہے لیکن تم اسے عجیب نہیں کہہ سکتے۔ ایسے لوگوں کے بے شمار دشمن ہوتے ہیں اور ان پر برا وقت آتے ہی وہ سب ان کے خلاف میدانِ عمل میں اتر آتے ہیں۔ پتا نہیں وہاں کن دل جلوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ تم بلاوجہ مجھ پر شبہ مت کرو۔"

"ذرا ایک منٹ ہولڈ کرو۔ میں دوسری لائن پر بات کر لوں۔" اس نے جلدی سے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں اپنے ریسیور میں پہلے ہی فون کی ٹھنٹی کی آواز سن چکا تھا۔

مجھے کئی منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔ وہ فون پر واپس آیا تو ہیجان میں مبتلا ہو چکا تھا۔ اس نے تقریباً چڑھے ہوئے سانسوں کے درمیان کہا "بنجمن فورٹ' جارج شلز' ایان جیکب اور سولومن ویل.... یہ چاروں وہی نام ہیں جن کے بارے میں تم کو معلومات مطلوب تھیں۔ مجھے ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ بنجمن فورٹ کے مکان کے احاطے میں ان چاروں کو بڑی بے رحمی سے مار ڈالا گیا ہے۔"

"چاروں؟ بقیہ تین اس کے گھر میں کیا کر رہے تھے؟" میں نے

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

نے پوچھا۔
"جارج شلز کی لاش اسٹریچر سے بندھی ہوئی ہے' دو کو کسی آرنی کے پہیوں تلے کچل کر مارا گیا ہے۔ ایان جیکب کی ٹانگ اور پہیوں میں زخم ہیں۔ ہو سکتا ہے ان کو زبردستی وہاں جمع کر کے مارنے کا پلان کیا گیا ہو۔ یہ بہت منظم اور سفاکانہ واردات معلوم ہوتی ہے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ مجھ جیسا تنہا اور بے سروسامان آدمی اتنا بڑا اہتمام کر سکتا ہے؟ نہیں بدری' میری طرف سے اپنا دل صاف رکھو۔ میں نے تم سے کوئی بات نہیں چھپائی ہے۔"

"ہر مہم کی ابتدا تم کرتے ہو لیکن کارروائی کوئی اور کر جاتا ہے۔ یہ بات کیسے مانی جا سکتی ہے؟ آئزک بیل کا پیچھا تم نے لیا ہوا تھا لیکن اس کا تباہ کن تصادم عباس کرمانی سے ہو گیا۔ اب ان چاروں داؤدی ستاروں کی ناقابل فہم کہانی سامنے آئی ہے۔"

"وہ یقیناً وہاں کسی سازشی منصوبے کی تیاری کے لیے جمع ہوئے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں یہاں کی کسی ایجنسی نے ہی اڑا دیا ہو۔" میں اپنے مدافعانہ موقف پر اڑا رہا۔

"ناممکن... یہاں ایجنسیوں کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ قانون کی سخت عمل داری اور مسلسل مواخذے کی وجہ سے ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اگر تمہارے ہاتھ صاف ہیں تو زیر زمین دنیا کے کچھ لوگوں نے اپنی مخاصمت کا کوئی حساب چکایا ہو گا۔ میرے لیے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ تمہارے ایما پر میں نے اپنے ایک آدمی کو ان چاروں کے بارے میں معلومات جمع کرنے پر لگایا تھا۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" پوری بات سمجھتے ہوئے بھی میں انجان بن گیا۔

"دوسرے فون پر اسی شخص نے مجھے اطلاع دی ہے۔ جانتے ہو اس کے کیا الفاظ تھے؟"

میں خاموش رہا۔ لائن پر ایک طویل سکوت کے بعد وہ دوبارہ بولنے لگا "وہ کہہ رہا تھا کہ میں جن چار داؤدی ستاروں کے بارے میں تجسس تھا' وہ سب ہی فورٹ ہاؤس کے سبزہ زار پر مارے جا چکے ہیں۔ دوسری لاشوں کی شناخت ابھی باقی ہے۔ یہ بات چھپنے والی نہیں ہے' پھیلے گی تو میری پوزیشن بہت مخدوش ہو جائے گی۔ پیشہ ورانہ حسد اور رقابت میں مبتلا لوگ چاروں مقتولین میں میری دلچسپی کو خوب ہوا دیں گے۔ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔"

"یہ ابتدائی خبریں ہیں۔ ان پر یوں ہلکان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تفصیلات ملنے پر یہ بات خود ہی صاف ہو جائے کہ قاتل کون تھے۔ ان میں تمہاری چیستانی دلچسپی بھی کوئی ناقابل معافی جرم نہیں ہے۔ تم کہہ سکتے ہو کہ تمہیں ان چاروں کے خوف کارروائی کا خدشہ تھا۔"

"یہ خدشہ کیوں تھا؟ ان چاروں کے نام مجھے کس نے دیے؟ کاملاً تو ایسی محتاط زندگی بسر کر رہے تھے کہ معززین شہر ہونے کے باوجود کہیں ان کا پتا یا فون نمبر تک موجود نہیں تھا۔"

"تم اپنے شعبے کے ایک سینئر اور ذہین افسر ہو۔ خود بھی کچھ سوچنے کی کوشش کرو۔ تم شیام ناتھ کے ہوٹل جاتے رہے ہو۔ وہاں کوئی تمہیں کچھ بتا سکتا ہے' کچھ اجنبیوں کی باہمی گفتگو کے ذریعے وہ نام تمہارے کانوں میں پڑ سکتے ہیں۔ کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"یعنی میں یہ یقین کر لوں کہ تمہارے ہاتھ صاف ہیں؟" بدری کی آواز سے بے اعتباری مترشح تھی۔

"مت یقین کرو اور مجھے سزائے موت دلوا دو۔" میں نے برہمی سے جواب دے کر فون بند کر دیا۔ اس کی تکرار نے واقعی میرا پارہ چڑھا دیا تھا۔

"تم نے برا کیا۔" ویرا نے فوراً ہی تنقید کا سلسلہ شروع کر دیا۔ "وہ دودھ پیتا بچہ نہیں ہے جو تمہاری ہر من گھڑت کہانی کو درست مان لے۔ اس کی چھٹی حس اس کی صحیح رہنمائی کر رہی ہے تو تم کو اس طرح مشتعل ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس حرکت سے شاید تم نے اسے کھو دیا ہے۔"

"اس کے دماغ سے شکوک و شبہات کا خناس نکالنے کے لیے سخت جواب دینا ناگزیر ہو گیا تھا۔ اگر وہ میرے جواب پر ناراض ہوا ہے تو صبح تک اس کا دماغ ٹھکانے آ جائے گا۔ جائے واردات سے ایک زخمی یا مردہ حملہ آور کی گرفتاری اور ایمبولینس سے ملنے والی تحریر کے بعد میرا دامن خود بہ خود صاف ہو جائے گا اور وہ اپنے اصرار پر خود ہی شرمندگی محسوس کرنے لگے گا۔"

"اس کے پاس تمہارا فون نمبر نہیں ہے جو وہ رابطہ کر کے اپنے رویے پر معذرت کر سکے۔"

"نہ ہو۔ صبح کے اخبارات آنے کے بعد میں فون کر کے خود ہی اس کا دماغ درست کر دوں گا۔ میں لوگوں سے لڑنا جانتا ہوں تو ان سے دوستی استوار کرنے کے گروں سے بھی واقف ہوں۔"

"کمال ہے کہ فورٹ ہاؤس میں اتنی بڑی واردات ہو گئی اور وہ ہوٹل ہی میں بیٹھا ہوا ہے۔"

"بعض اوقات تمہاری عقل پر پتھر پڑ جاتے ہیں۔" میں نے چڑ کر کہا "وہ نیویارک کا پولیس چیف یا سی آئی اے کا ڈائریکٹر نہیں ہے جو ہر معاملے میں اپنی ٹانگ اڑاتا پھرے۔ اسے عباس کرمانی کی تلاش کی ٹاسک دے کر یہاں بھیجا گیا ہے اور بس۔ وہ ان لوگوں میں رہ رہا ہے اس لیے اسے اِدھر اُدھر سے خبریں ملتی رہتی ہیں۔ اس کو یہ اہمیت بھی ہماری وجہ سے ملی ہے ورنہ وہ فیئر فیکس میں ایک معمولی ٹرینی کی طرح پڑا ہوا تھا۔"

"خود ہی اسے عزت دلوائی اور اب اس سے جل رہے ہو۔" ویرا نے اپنے مکارانہ معمول کے مطابق اصل موضوع کو چھوڑ کر میرے آخری فقرے پکڑ لیے "وہ چاہے تو اب بھی تمہیں بند کرا سکتا ہے۔"

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

"تم اس سے کوئی ناپاک گٹھ جوڑ کرلو تو دوسری بات ہے۔ وہ مر کر بھی میرا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ جس لمحے بھی اس نے مجھے آنکھیں دکھانے کی کوشش کی' اس کی جان وبال میں آجائے گی۔"

"وہ بے چارہ آنکھیں دکھانے کے بجائے تمہیں اس ٹھوس خلائی ایندھن کے ذخیرے کی راہ دکھانے کی کوشش کررہا ہے جس کی تباہی پر یہاں والوں پر وقت پڑجائے گا۔"

"اس وقت میں اس سے اسی بارے میں بات کرنی چاہ رہا تھا لیکن اس نے میرا موڈ تباہ کردیا۔ اب اس سے کل صبح ہی کوئی بات ہوسکے گی۔" میں نے کہا۔

"اصولی طور پر یہاں ہمارا کام پورا ہوچکا ہے۔ جمی لائیڈ کے قتل کا انتقام پورا ہوگیا۔ رنگس تباہ ہوگئی اور ڈیوڈ اسٹارز بھی اپنے کیفرکردار کو پہنچ گئے۔ کسی نئے چکر میں پھنسنے سے پہلے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آئزک بیل اپنی سرتوڑ کوششوں کے باوجود امریکی حکومت کو یہ باور نہیں کرا سکا کہ ہم دونوں امریکا میں موجود ہیں۔"

میں نے ویرا کی بات کاٹ دی "یہ انتقامی کارروائیاں تھیں۔ ہمارے نشانوں میں سے ایک' نک موڈلے جو یہاں آگیا ہے' ابھی تک بچا ہوا ہے۔ اس کے بعد کچھ جوابی حملے بھی ضروری ہیں۔ انہیں پتا چلنا چاہیے کہ ان کی سرزمین بھی دوسروں کی سازشوں کا نشانہ بن سکتی ہے۔"

"پہلے دن سے تم جوابی کارروائیاں ہی کررہے ہو۔ یہاں انسانی جانوں کا بھاری اتلاف معمول میں شامل نہیں ہے۔ ہمارے آنے کے بعد یہاں بہت خون بہا ہے۔"

"وہ سب دوسروں کے کھاتوں میں گیا ہے۔ ایک ولسن ہی ایسا ہے جو اپنی کہانی سمیت نیوجرسی کے ایک کنوئیں میں مدفون ہے۔ انہیں پتا چلنا چاہیے کہ یہ سب ڈینی اور ویرا نے ان کے سینے پر مونگ دل کر کیا ہے۔ انتقام اسی وقت پورا ہوتا ہے جب انتقام لینے والوں اور ان کا نشانہ بننے والوں کی کھلی کھلی شناخت ہوچکی ہو۔ اس کے بغیر سب کچھ محض ایک حادثہ' اتفاقی واقعہ یا واردات بن کررہ جاتا ہے۔"

"یہاں رہتے ہوئے یہ سب نہیں کیا جاسکتا۔ جس راز کو ہم ہفتوں سے چھپاتے چلے آرہے ہیں' اسے اپنی زبان سے فاش کرکے ہم مصائب میں مبتلا ہوجائیں گے۔ ہماری واپسی کے بعد جس دن پاکستان کے دفتر خارجہ نے امریکی سفیر کو طلب کرکے گیپ کے کاغذات اس کے سامنے رکھے' اسی لمحے یہ کام ہوجائے گا۔ سب کو پتا چل جائے گا کہ عباس کمانی وغیرہ کا کوئی وجود نہیں تھا' وہ ہماری اختراع تھی۔"

"جب تک ہم یہاں ہیں' کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔ میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ سکتا۔"

"دن میں نیویارک کی جدید عمارات' عجائب خانے اور لائبریریاں دیکھو' رات کو تھیٹر' ڈسکوٹیک اور نائٹ کلب آباد کرو۔ تمہارا وقت بہت اچھا گزر جائے گا۔"

"مجھے امریکا جیسے موذی ملک کی تاریخ اور تہذیب سے ذرا بھی دلچسپی نہیں۔" میں نے حقارت سے کہا "میرے پیر موذن ہڑپا اور نیلسلا کی سیر زیادہ آسودگی کا باعث ہوگی۔"

"میں تمہیں یہی تو سمجھانے کی کوشش کررہی ہوں کہ جلد از جلد پاکستان واپسی کی فکر کرو۔"

"میرا دماغ مت چاٹو!" میں نے بے زاری کے عالم میں کہا۔ "مجھے کچھ کام کرنے دو۔"

میں اس کے ردعمل پر دھیان دیے بغیر دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہوگیا۔

نمبر ملنے پر میری آواز پہچان کر میجر جنجوعہ کی آواز میں دوستانہ گرمجوشی عود کر آئی "میرے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ نیویارک میں تمہارے پاس ایک ایسا محفوظ فون ہے جس پر میں کھل کر بات کرسکتا ہوں۔ فون پر ہم ہمیشہ بہت زیادہ محتاط رہتے ہیں۔"

میں نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا "ابھی تک تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی جس کے لیے ایک محفوظ فون نمبر کی ضرورت ثابت ہوتی ہو۔"

"میں نے کل دوپہر میں تمہیں ان چاروں کے نام پتے بتائے تھے اور ابھی چند منٹ پہلے ٹیلی فون پر بتایا گیا ہے کہ ان چاروں کو فورٹ ہاؤس میں قتل کردیا گیا۔" وہ پُرجوش لہجے میں کہہ رہا تھا۔

اس بارے میں میجر جنجوعہ کی تحیرزدہ باتیں من وعن وہی تھیں جو میں کچھ دیر پہلے بدری کی زبان سے سن چکا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ بدری پر مجھے سو فیصد اعتماد نہیں تھا۔ میں نے ان واقعات میں اپنے کسی بھی کردار سے صاف انکار کردیا تھا۔ میجر جنجوعہ نے اکلوتی ملاقات میں میرا دل جیت لیا تھا۔ اسے میں نے حقیقت سے مطلع کردیا اور فخر سے اس کی آواز بھرانے لگی۔

اس منصوبہ بندی میں' میں نے کسی ایک فرد یا ذریعے پر انحصار نہیں کیا تھا۔ معلومات کے جلد از جلد حصول کے لیے ہر اس فرد سے رابطہ کیا تھا جو میرا مددگار ثابت ہوسکتا تھا۔

بلیک ڈیڈ نے کسی پتے یا نشان کے بغیر وہ چار نام میرے حوالے کیے تھے' بدری ناتھ نے صرف یہ بتایا تھا کہ وہ چاروں معززین شہر میں شامل تھے لیکن ریکارڈ میں ان چاروں کے پتے ڈیوڈ اسٹارز کے دفتر کی معرفت تھے اور وہ دفتر ان دنوں مقفل تھا' ملی برنارڈ عرف جینی نے رنگس کے کمپیوٹر ریکارڈ کی چھان بین کرکے جارج شلز کے گھر کا پتا بتایا تھا اور میجر جنجوعہ نے سب سے پہلے جمن فورٹ کا نمبر دے کر مجھے ان چاروں میں خوف وہراس پھیلانے کا اولین موقع دیا تھا اور پھر چاروں کے پتے بھی فراہم کردیے تھے۔

وہ چاروں اپنے کیفرکردار کو پہنچ چکے تھے۔ ان کے انجام کے بارے میں خبریں سامنے آنے کے بعد میری معلومات کا ذریعہ

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

میں اس واقعے میں اپنے کردار پر فخر محسوس
[illegible]
[illegible] واقعہ ہمارے خاندان میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مجھے یقین تھا کہ ان
[illegible] یقین کو بھی وہ بھولا ہوگا۔ وہ صحت یاب ہونے اور اٹھنے والی
[illegible] زم دل عورتی تھی جو کشت و خون سے نفرت کرتی تھی لیکن ایک
[illegible] میجر جنجوعہ کا معاملہ مختلف تھا۔

ایک ایٹمی طاقت کی زیر زمین دنیا میں اپنے اقتدار اور
[illegible] کی فکر تھی۔ اسے یقین تھا کہ ان چاروں کی موت کے بعد
[illegible] خاموشی کے ساتھ لیوارک کا جانشین یا سربراہ تسلیم کرلیا
[illegible] گا۔ میجر جنجوعہ کی خوشی کے اسباب ایک سے زائد تھے۔

اسے چاروں ڈیوڈ اسٹارز کے پتے فراہم کرنے والے پاکستانی
[illegible] نے جنجوعہ کو بتایا تھا کہ امریکا میں دہشت گرد اور متعصب
[illegible] یہودیوں کی سازشی بالادستی کا خاتمہ کرنے کے لیے وہ لوگ برسوں
[illegible] ڈیوڈ اسٹارز کی گھات میں تھے لیکن اپنی ساری معلومات کے
[illegible] لانے کے باوجود ان میں سے کسی کا بال بھی بیکا نہیں کرسکے تھے مگر
[illegible] جنجوعہ کے ایک گمنام دوست نے ایک ہی وار میں چار کا صفایا کردیا
[illegible] آئزک بیل اس سے پہلے ہی ذلیل و خوار ہو کر قیدی بن چکا
[illegible] اس کا پیش رو اور داؤدی ستاروں کا بانی' راس المیذا پہلے ہی
[illegible] ملے میں پاکستانی سرزمین پر موت کے گھاٹ اتر چکا تھا۔

"چھ نمایاں اور ممتاز یہودی دہشت گرد ضرور مارے گئے ہیں
[illegible] ان کی جگہ لینے والے جلد ہی سامنے آجائیں گے۔" میں نے
میجر جنجوعہ کی باتیں سن کر کہا "میرے لیے یہ ایک عارضی کامیابی
[illegible]"

"تم یہاں کی کہانیوں سے باخبر نہیں ہو اس لیے ایسا سمجھ رہے
[illegible] یہ لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ ان کی سپریم کونسل کے چھ
اہم ترین داؤدی ستارے کم و بیش ایک ساتھ مارے جائیں گے۔
اس قیادت کا متبادل دس بیس برس میں بھی پیدا نہیں ہوسکے گا۔"

"امریکا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں یہودی آباد
[illegible]" میں نے کہا "ان میں سے کوئی بھی ساتواں داؤدی ستارہ
ثابت ہوسکتا ہے۔"

"یہ سسٹم کی بات ہے۔ اس برادرہڈ پر صرف چھ افراد کی
گرفت تھی۔ وہی اس کے تمام اندرونی اور بیرونی رازوں سے
واقف تھے۔ ساتواں آدمی باہر کا ہوگا۔ اس کے لیے ہر چیز مشکل
اور نئی ثابت ہوگی۔ اپنی کوششوں سے وہ کچھ بھی بنا سکتا ہے لیکن
اس برادرہڈ کو زندہ نہیں کرسکتا۔"

"کیا پورے امریکا میں آباد یہودیوں کی صرف یہی ایک تنظیم
[illegible]؟" میں نے ہلکے سے استہزائیہ انداز میں سوال کرکے اپنی
معلومات میں اضافہ کرنا چاہا۔

"امریکا کے ہر شہر اور قصبے میں معاشی اور معاشرتی بہبود کے
[illegible] یہودیوں کی مقامی یا علاقائی تنظیمیں ہیں جو مقامی معاملات اپنی
مرضی سے طے کرتی ہیں لیکن قومی یا عالمی سطح پر یہ تمام
[illegible] اسی ایک تنظیم سے رہنمائی لیتی ہیں۔ یہ کہنا تو
[illegible] اسٹار کے ان سب کو ایک حکم نامے میں لکھا ہوا تھا۔ تاہم یہ
[illegible] قومی لوٹ گئی تو یہ ساری چھوٹی چھوٹی تنظیمیں فطرتاً چاہیں گی۔"
اس مرحلے پر میجر جنجوعہ ان لوگوں کے بارے میں میری توقع سے زیادہ
باخبر ثابت ہو رہا تھا۔

"اس سے انہیں کیا نقصان پہنچے گا؟ امریکا میں وہ اب بھی
[illegible] ہی اقلیت ہیں۔"

"ان کے مفادات کو تو نقصان پہنچے گا۔ حکومتی سطح پر ان
کے مفادات کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ صدارتی انتخاب کے
امیدواروں سے خفیہ مراعات کے معاہدے کون کرے گا؟"

"ان کے نمائندے کانگریس اور سینیٹ میں بھی ہوتے ہیں
اور اہم کردار ادا کرتے ہیں۔"

"وہ سب ظاہری تماشا ہوتا ہے۔ ان کٹھ پتلیوں کو گائیڈ لائن
ڈیوڈ اسٹارز ہی دیتے تھے۔"

"بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ یہاں کوئی ایسی سیاسی مافیا بھی
[illegible] ہے۔"

"اسے یوں سمجھ لو کہ صدارتی انتخاب میں مدمقابل آنے
والے امیدوار ہر یہودی یا ہر یہودی تنظیم کو اعتماد میں نہیں لے
سکتے لیکن ڈیوڈ اسٹارز کے سربراہ سے مذاکرات میں یہودیوں کے
لیے خفیہ مراعات سمیت ہر موضوع پر کھل کر بات کرتے ہیں۔
جس امیدوار سے بات بن جاتی ہے' ڈیوڈ اسٹارز کا سربراہ اس کی
حمایت میں بیان جاری کردیتا ہے۔ سب اسی پر عمل کرتے ہیں۔"

بدمعاش' دہشت گرد' جرائم پیشہ اور نسل پرست یہودیوں کی
ڈیوڈ اسٹارز نامی وہ تنظیم ان کی یک جہتی میں واقعی ایک مرکزی مافیا
کا کردار ادا کررہی تھی۔ ان کی صفوں میں ڈیوڈ اسٹارز کا کوئی دوسرا
متبادل نہیں تھا۔ اسی وجہ سے آئزک بیل کو قانون کے بے رحم
شکنجے سے نکالنے کے لیے کوئی آواز بلند نہیں ہوئی تھی۔ وہی واقعہ
امریکا میں آباد کسی اور یہودی کے ساتھ پیش آیا ہوتا تو آئزک بیل
گیپ کے سارے خم ٹھونک کر اس کی مدد کے لیے میدان میں اتر
آیا ہوتا۔

"یہ امریکا میں بسے ہوئے نسل پرستوں کے لیے شاید سب
سے بڑا صدمہ ہے۔ ڈیوڈ اسٹارز کی مکمل ترین تباہی کے بعد وہ خود کو
یتیم محسوس کررہے ہوں گے۔" میجر جنجوعہ کہہ رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب شی کو بھی عملی طور پر ختم ہی سمجھنا
چاہیے؟"

"وہ امریکا کے سرکاری مقاصد کے لیے بنائی ہوئی این جی او یا
غیر سرکاری تنظیم تھی جس کی باگ ڈور سازشوں کے تحت ڈیوڈ
اسٹارز کے ہاتھوں میں چلی گئی تھی۔ اگر پیداواری علاقوں میں
ہیروئن کی کھپت کے سرکاری ہدف پورے ہوچکے ہیں تو شاید اب

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

اسے زندہ نہیں کیا جائے گا۔"

میجر جنجوعہ کی وہ بات حرف بہ حرف درست تھی۔ شی اور اس کے مقامی مددگاروں کے ذریعے اس وقت تک لاگت سے بھی کم داموں پر ہیروئن فروخت کرکے پاکستان میں اکتیس لاکھ افراد کو اس کا عادی بنایا جاچکا تھا۔ شی کی وہ کامیابی بہت مہیب اور لرزہ خیز تھی۔

"پھر جو کچھ باقی رہ جاتا ہے وہ سیاسی اور سفارتی کھیل ہے۔ اس میں ہونے والی دھاندلیوں اور بدمعاشیوں کا اسی زبان میں جواب دینا ہوگا۔" میں نے میجر جنجوعہ کی پُرخیال باتوں پر غور کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوتا.... میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ ہم لوگ یہاں ہر قدم پر محتاط رہتے ہیں۔ فون پر مذاق میں بھی کوئی نامناسب لفظ استعمال نہیں کرتے لیکن ان کے سفارت کار ہمارے ملک میں من مانیاں کرتے ہیں' رنگے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں پھر بھی بات خفیہ احتجاجی مراسلوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ ہمارے ساتھ ہی نہیں' ساری دنیا میں یہ ہو رہا ہے۔ کمزور کو پیس دیا جاتا ہے' شہ زور کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔"

"فکر مت کرو۔ آج کل نک موڈلے نامی ایک سفارت کار کراچی سے یہاں آیا ہوا ہے۔" میں نے تلخی سے کہا "ہوسکتا ہے کہ نیویارک کے کسی تابوت پر اس کا نام لکھا ہوا ہو۔"

"تم عظیم ہو' میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ وہ زمانے لد گئے جب برائی کو نیکی کی قوت سے تباہ و برباد کرکے ختم کیا جاتا تھا۔ اب بدی کو بدی ہی سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تم ان کو ان ہی کی زبان میں جواب دے رہے ہو۔ ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔"

"بس میں ان ہی دعاؤں کے سہارے چل رہا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا "ورنہ موت کے جبڑوں سے بار بار بچ نکلنا ممکن نہیں تھا۔"

وہ میجر جنجوعہ سے میری اختتامی گفتگو کی ابتدا تھی جو کئی منٹ تک چلتی رہی اور پھر ختم ہوگئی۔

"اب سمجھ میں آیا کہ آج کیا ہوا ہے۔" اسپیکر فون بند ہوتے ہی ویرا بول پڑی "ایک ہی وار میں ڈیوڈ اسٹارز کی صفِ اوّل کی پوری قیادت فنا ہوگئی ہے۔ یہ خلا برسوں پُر نہیں ہوسکے گا۔"

"اب ان کی نوحہ گری بے سود ہے۔ سب مردود مرگئے۔ جانے سے پہلے نک موڈلے بھی ہاتھ آجائے تو مزہ آجائے گا۔" میں نے دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

ویرا نے جھٹ ٹیلی وژن آن کردیا "یہ سلسلہ ختم کرو۔ ذرا دیکھا جائے کہ ٹیلی وژن والے کیا خبریں سنا رہے ہیں۔ ہم ابھی تک تازہ ترین خبریں نہیں سن سکے ہیں۔"

ٹیلی وژن کے خبروں کے چینل پر اشتہارات چل رہے تھے۔ نیویارک میں رہتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہاں خبروں کے چینل پر عام طور سے سب سے کم اشتہارات دکھائے جاتے تھے لیکن کوئی اہم خبر آتے ہی ان اشتہارات کا تناسب یک بیک بڑھ جاتا تھا۔

کونٹز ڈسٹرکٹ کے فورٹ ہاؤس میں متعدد داؤدی ستاروں کے قتل کی اہمیت کا اندازہ مجھے یکے بعد دیگرے نمودار ہونے والے اشتہاروں سے ہو رہا تھا۔ وہ دورانیہ معمول سے زیادہ طویل تھا۔ خبروں کی سرخیاں شاید اس اشتہاری وقفے سے پہلے سنا کر ناظرین کو تجسس میں مبتلا کردیا گیا تھا اور ان کے صبر کا امتحان لینے کے لیے سکون سے اشتہار دکھائے جارہے تھے۔ وقفہ ختم ہوتے ہی خبر شروع ہوگئی۔

نیوز کاسٹر نے سب سے پہلے اس روز کی افسوس ناک خوں ریزی کی خبر شروع کی اور کیمرا فوراً ہی اس کے چہرے سے فورٹ ہاؤس کے اجڑے ہوئے احاطے میں منتقل ہوگیا۔

وہ خبر بہت تفصیلی اور طویل تھی جس میں وقفے وقفے سے زندہ بچ جانے والے محافظوں' پولیس افسران اور بنجمن فورٹ کے پڑوسیوں کے مختصر انٹرویو دکھائے جارہے تھے۔ شاید نیویارک کے مقامی باشندوں کے لئے وہ سب اہم اور ضروری رہا ہو' ہم دونوں کے لیے وہ ڈرامائی منظر کشی بے مقصد تھی۔

یہ طے ہوچکا تھا کہ کچلی ہوئی باڑھ میں اسٹریچر کے نیچے دبے ہوئے جارج شلز کو ویرا نے بیم گن کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کے سر کے جھلسے ہوئے ننھے سے زخم کی نوعیت کا تعین نہیں کیا جاسکا تھا لیکن گولی کے زخم سے یکسر مختلف ہونے کی وجہ سے اسے کسی پراسرار اور نامعلوم ہتھیار کا شکار قرار دیا گیا تھا۔

ویرا کا دوسرا شکار ایان جیکب تھا۔ اس کی داہنی ران گولی سے زخمی ہوئی تھی۔ بائیں جانب کی پسلیوں میں اسی پراسرار ہتھیار کا جھلسا ہوا قدرے بڑا سوراخ تھا۔ دونوں لاشوں میں پائے جانے والے سوراخوں کا یہ فرق بیم گن کے قریب اور قدرے دور سے استعمال کا فطری نتیجہ تھا۔

کسی مہلک زخم کے بغیر ایمبولینس کے نیچے کچل کر مرنے والا سولومن ویل واضح طور پر بلیک ڈیڈ کا براہِ راست شکار تھا۔ بنجمن فورٹ کی پشت میں لگنے والی گولی اس کے دل کو چیرتی ہوئی سینے کے پار نکل گئی تھی۔ وہ لاش بھی پہیوں کے نیچے کچل دی گئی تھی۔ یقینی طور پر بنجمن فورٹ ہی میری گولی کا نشانہ بنا تھا۔ بلیک ڈیڈ نے محض انتقاماً اسے ایمبولینس کے نیچے روند ڈالا تھا۔

ان چار داؤدی ستاروں کے علاوہ تین محافظ بھی مارے گئے تھے۔ بقیہ چار بری طرح زخمی اور بے ہوش پائے گئے تھے۔ انہیں قریبی اسپتال میں طبی امداد دی جارہی تھی۔ ان چار میں سے دو کے انٹرویو اسپتال میں ہی ریکارڈ کیے گئے تھے۔

خبریں سننے کے ساتھ ساتھ میں دشمن کے جانی نقصان کا

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

حساب بھی رکھتا جارہا تھا۔ ان سات لاشوں کے عوض بلیک ڈیڈ کو اپنے اس قوی سے محروم ہونا پڑا تھا جسے اس کے قومی ہیرو تلاش نہیں کرپائے تھے۔ فونی ٹائی اس شخص کی لاش گارڈ روم کے پیچھے واقع تالاب میں سے برآمد ہوئی تھی۔ اس تالاب کا پانی موٹر کے ذریعے لان اور پودوں کی آبیاری کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

اس کی شناخت نہیں ہوسکی تھی۔ خبر میں اسے نامعلوم ڈاکوؤں کا ساتھی قرار دیا گیا تھا۔ اس کے سر کے عقبی حصے پر کسی کند ہتھیار کا گہرا اور کاری زخم تھا۔ شاید وہ دست بدست مقابلے میں سر پر ضرب پڑتے ہی تالاب میں جا گرا تھا اور پھر اسی کی = میں دم توڑ گیا۔

فورٹ ہاؤس کے اونچے چوبی دروازوں کے قریب کھڑی ہوئی بڑی ایمبولینس اسکرین پر ایک آسیب کی طرح نظر آرہی تھی۔ پولیس افسران نے کیبن کی تلاشی لے کر وہ تحریر برآمد کرلی تھی جو بلیک ڈیڈ نے دانستہ چھوڑی تھی۔ کمپیوٹر پر بڑے حروف میں چھاپی گئی ان دو سطروں کی ٹیلی وژن پر نمائش کے ساتھ نیوز کاسٹر بتا رہا تھا کہ بعض ماہرین کے اندازوں کے مطابق ہارلم کے فسادات بظاہر دم توڑ گئے تھے لیکن متعدد انسانی جانوں اور لاکھوں ڈالر کے مالی نقصانات کی بھینٹ لینے والے ان ہنگاموں کی تلخیاں زیر زمین دنیا میں پروان چڑھتی رہی تھیں جنہوں نے فورٹ ہاؤس کے المیے کی صورت میں رنگ دکھایا تھا۔

بنجمن فورٹ اپنے گھر میں تین معزز مہمانوں اور تین محافظوں کے ساتھ مارا گیا تھا۔ خبر میں ان مقتولین کے ساتھ ہمدردانہ رویے کی موجودگی فطری تھی۔ بلیک ڈیڈ کی تحریر کے باوجود ٹیلی وژن پر اس واردات کی ذمے داری کسی پر نہیں ڈالی گئی۔ بس نامعلوم اور شقی القلب قاتلوں کے خلاف غم و غصے کے اظہار پر اکتفا کیا گیا اور پھر مبصرین کی رائے زنی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

"دیکھو، سیون بہت قابل رشک اسکور ہے۔" ویرا نے مسکرا کر کہا "ہوسکتا ہے بلیک ڈیڈ کا شدید زخمی ہونے والا دوسرا آدمی بھی نہ بچ سکے۔ ان دو عام کارکنوں کی قربانی دے کر چار داؤدی ستاروں کو مار لینا بہت بڑی کامیابی ہے۔ ان کے محافظ مفت میں مارے گئے۔"

"یہ بس مقدر کی یاوری تھی۔ گھیر لیے جاتے تو وہاں سے ہم بھی زندہ نہیں لوٹ سکتے تھے۔"

"اب یوں چبا چبا کر باتیں نہ کرو۔ وہاں دور دور تک ایسا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ جتنی اصطلاح میں اسے شاید پھل کرنے کا قائدہ کہتے ہیں جو ہم نے اٹھالیا۔ وہ بائیکل بے خبری میں مارے گئے۔ یہ محض اتفاق تھا یا ان چاروں کی بدنصیبی کہ تمہارا بنایا ہوا منصوبہ بے داغ ثابت ہوا۔"

"حملے میں، میں بھی شریک تھا لیکن میرے جذبات تم سے مختلف ہیں۔ تم دشمنوں کو مار کر اس طرح خوش ہوتی ہو جیسے وہ انسان نہیں، کتے بلے مار رہے ہوں۔"

"بس بس، اپنی یہ اخلاقیات اپنے ہی پاس رکھو۔" ویرا نے برا سا منہ بنا کر میری بات کاٹ دی "دشمن کو مار کر رونے سے بہتر ہے کہ اس کے ہتھیار ہی نہ اٹھایا جائے۔ جنگ جیت کر خوش ہونا انسان کا فطری حق ہے۔ دشمن کی کھوپڑی کو نیزے پر اچھالنے اور فتح کے نشان لہرانے کی روایت تہذیب سے بھی زیادہ پرانی ہے اور آج تک ہر جگہ دہرائی جاتی ہے۔"

"تم جیسی خوب صورت عورت کی ایسی شقی القلبی اور سفاکی اچھی نہیں لگتی۔"

"یہ عورت تم نے مجھے کیسے بنادیا؟ کیا تمہیں علم نہیں کہ میں ابھی تک مس ہوں اور ہر مس مسز ہونے سے پہلے تک صرف وہی کہلاتی ہے؟" اس نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"تم جو کچھ بھی ہو، تمہیں قدرت نے اپنے دست خاص سے بنایا ہے۔ میں تمہیں مزید بنانے کی صلاحیت سے محروم ہوں۔" میں نے اس بحث کے تلخ پہلو سے گریز کرتے ہوئے کہا "تم نے تازہ ترین خبریں سن لی ہیں۔ اب مجھے اول خان سے بات کرلینے دو۔"

"ضرور بات کرو۔ اب تم اس کی زبان سے اپنی تعریفیں سننے کے لیے بے چین ہورہے ہوگے۔" اس نے محض مجھے چڑانے کے لیے بے پروائی سے کہا "اسے بتا دینا کہ آج کا منصوبہ تم نے بنایا تھا۔"

میں بے بسی سے اس پر دانت پیس کر رہ گیا۔ اس کے منہ لگنا بے سود تھا۔

پچھلی بار میں نے کراچی والوں کی خیریت دریافت کرنے کے لیے دانستہ اول خان کے بجائے اپنے فلیٹ فون کیا تھا۔ میں اول خان کے نمبر کو بلیک ڈیڈ کے فون بل پر ریکارڈ ہونے سے بچانا چاہتا تھا مگر اس بار مجبوری تھی۔ امریکا میں ہمارا کام نمٹ رہا تھا۔ مجھے اس سے کچھ اہم باتیں کرنی تھیں۔

"تمہارا ڈاک سے بھیجا ہوا لفافہ مجھے اب تک نہیں ملا لیکن سفارتی تھیلے والا لفافہ مل چکا ہے۔ اگر تم نے مجھے طریقہ نہ بتایا ہوتا تو کوئی بھی یہ تحریر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ گیپ کا ایک ایک لفظ ہمارے لیے بغض و عناد سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ امریکی ہمارے اتنے بدخواہ ہوں گے۔"

"وہ ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ برسوں پہلے، کراچی میں پھنسے ہوئے ایک رہنما نے پنڈی کے راجا بازار میں چند کاغذ دکھا کر مجمع کو بتایا تھا کہ خون آشام کتے میرے خون کی بو پر لگے ہوئے ہیں تو بہت سے لوگوں نے اس پر اعتبار نہیں کیا تھا۔ اس فقرے کو سیاسی ڈرامے بازی قرار دیا تھا۔ آج گیپ کے پانچ کاغذ بتاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں ہمارے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ وہ ہماری آزادی اور ایٹمی ترقی کو ہر قیمت پر غصب کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔"

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

"ہماری آزادی خداداد نعمت ہے۔ جب تک ہم اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں ماریں گے، کوئی اسے غصب نہیں کرسکے گا۔ رہا ایٹمی پروگرام تو اب تم اس کی فکر مت کرو۔ مجھے کل ہی کچھ حیرت انگیز انکشاف کا علم ہوا ہے۔ یہ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔"

"لیکن کینوپ کو بھیجے جانے والے پرزوں میں تخریب کاری کا خطرہ بہت سنگین ہوسکتا تھا۔"

"تم نے بہت بڑا کام کیا کہ جوابی کارروائی کرکے وہیں معاملہ ختم کردیا۔ یہاں کوئی ان پر اعتبار نہیں کرتا۔ ان سے حاصل ہونے والی ایک کیل کو بھی پوری جانچ پڑتال کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سارے کام خاموشی اور مکمل رازداری سے ہوتے ہیں اس لیے ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ ہمارے مخالف عالمی فتنہ انگیزیوں سے بے خبر ہیں۔"

"آئے دن ہمارے اس پروگرام کے خلاف غلغلہ کیوں اٹھتا رہتا ہے؟"

میرے سوال پر اول خان خوش ہوگیا "یہی ساری کامیابی کی کنجی ہے۔ ہر سال چھ مہینے میں ہمارے ماہرین پورے ہوم ورک کے بعد حکومت کے ایما سے کوئی گمراہ کن خبر لیک کردیتے ہیں۔ ہمارے دشمن اس راہ پر سر کھپاتے رہتے ہیں جب کہ اصل کام کہیں اور ہی ہو رہا ہوتا ہے۔ آج تک سب کچھ ٹھیک ٹھاک اور پروگرام کے مطابق چل رہا ہے۔"

"یعنی گمراہ کن خبر ہم خود لیک کرتے ہیں، دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کاوشوں سے ہمارا کوئی قیمتی راز حاصل کرلیا ہے اور وہ اس کے خلاف جٹ جاتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"بالکل.... بالکل یہی ہو رہا ہے۔ ہم جدھر سرخ کپڑا لہراتے ہیں، بپھرا ہوا سانڈ اسی طرف دوڑ پڑتا ہے، ہم اسی لمحے کہیں اور جا کھڑے ہوتے ہیں۔"

"میرے لیے یہ بہت بڑی خبر ہے۔ میرے سر سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہے۔ میں ایٹم اور ایٹمی توانائی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن میرا رواں رواں ان کامیابیوں کے لیے دعاگو رہتا ہے۔"

"میرا اور کروڑوں پاکستانیوں کا یہی حال ہے۔ بس چند لوگ ہیں جو اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ سنا ہے کہ پچھلے سال تجربہ گاہ میں ایٹمی تجربے کیے جاچکے ہیں۔ وہاں سب کچھ تھا، بس ایٹم بم نہیں تھا۔ یہ تجربے کامیاب ترین رہے ہیں۔ اتنے کامیاب کہ پاکستان پورے اعتماد کے ساتھ کہیں بھی اصلی ایٹمی دھماکا کرسکتا ہے۔ وقت آئے گا تو دنیا دیکھ لے گی کہ اول خان کا یہ دعویٰ غلط نہیں تھا۔"

اول خان ایک سچا اور درد مند پاکستانی تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی آنکھوں میں اپنے ملک کے لیے سنہرے خواب اور دل میں نیک تمنائیں سجائے رہتا تھا۔ اپنی خوش فہمیوں کے اظہار میں وہ کبھی کبھی حد سے تجاوز بھی کرجاتا تھا۔ ایسے مواقع پر میں عموماً خاموش ہوجاتا تھا۔

میرا خیال تھا کہ وہ اس وقت بھی پاکستان کی ایٹمی صلاحیتوں کے بارے میں خاراشگاف خوش فہمیوں میں مبتلا تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ پاکستان اس میدان میں اتنا آگے بڑھ چکا ہو اور خلا میں شب و روز گردش کرنے والے سیکڑوں سراغ رساں سیاروں کی آنکھوں سے کرۂ ارض کے چپے چپے کی نگرانی کرنے والے ان تبدیلیوں سے بے خبر رہیں۔

ریگستانوں کی دھول، سمندر کی گہرائیوں اور زمینی سرنگوں میں ہونے والی سرگرمیوں کی کڑی جانچ پڑتال کرنے والے ایسے جامع نظام کی موجودگی میں اگر پاکستان نے وہ کچھ حاصل کرلیا تھا جس کے اشارے اول خان دے رہا تھا تو یہ واقعات میرے لیے حیرت انگیز تھے۔

"آج تم بہت اچھی اور امید افزا باتیں کررہے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سب ٹھیک ہے۔"

"سب ٹھیک ہے.... تم نے کیپ کے اصلی کاغذوں کی صورت میں بارود میرے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ بس تم دونوں اس جہنم سے نکل آؤ تو میں اس بارود کو دیا سلائی دکھادوں گا۔ یہ پانچ کاغذ ہمارے بعض مصلحت گزیدہ اور کمزور دوستوں کی حمایت میں انقلابی تبدیلیاں لاسکتے ہیں۔"

"تم چاہو تو ہم کل ہی یہاں سے نکل سکتے ہیں۔" میں نے کن انکھیوں سے ویرا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ وہ میرے قریب بیٹھی انتظار کررہی تھی کہ میں اول خان کو کب واپسی ستاروں کی کہانی سنا کر مرعوب کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

محفوظ ترین گاڑی

نئی اور برق رفتار گاڑیوں میں جاپانی کے ایروڈائنامک ڈیزائن کے ساتھ ٹیکنالوجی کے کچھ اور شاہکار بھی سجا کے جارہے ہیں۔ ان میں نہ ٹوٹنے والی ونڈ شیلڈ اور ائربیگ سسٹم کی خوب تشہیر کی جاتی ہے۔ ونڈ شیلڈ بدترین تصادم میں بھی چکنا چور نہیں ہوتی اور ائربیگ کے سہارے گاڑی کو دوڑتے دوڑتے کہیں بھی منجمد کیا جاسکتا ہے۔ یہی بینگ مین نے فرمایا کہ آپ بے خطر ہوکر ڈیڑھ سو میل فی گھنٹا کی رفتار سے جدید گاڑی دوڑائیں اور پھر ائربیگ لگاکر اچانک گاڑی روک دیں۔ ونڈ شیلڈ مضبوط ہے، نتیجہ....؟ ظاہر ہے کہ آپ نے سیٹ بیلٹ استعمال نہ کی تو ونڈ شیلڈ کی اندرونی سطح پر آپ کی ایک گندی پرت کی طرح چپک کر رہ جائیں گے جسے کسی اسکریپر سے ہی ہٹایا جاسکے گا۔

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

اول خان کی ہلکی سی ہنسی کی آواز آئی "میرے بھائی یہ کام ہوتا ہے..... کام پورا ہو گیا ہے تو آئی خان کو اس دنیا سے رخصت کرنا تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

"یہ فون محفوظ ہے۔ اول اصل کر کام کی زبان ہی کرو۔ ہم دونوں یہاں دن رات ہی کچھ نہ کچھ کر گزرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔"

"روزی کا انتقام۔ اس کے بعد فی اور داؤدی ستاروں کی تباہی۔" اس نے بے ساختہ کہا پھر پند ثانیوں کے توقف کے بعد بات جاری رکھتے ہوئے بولا "ان کی تباہی شاید تم دونوں کے لیے ممکن نہ ہو ان کو اتنا نقصان ضرور پہنچانا چاہیے کہ وہ پند برسوں تک پاکستان کے بارے میں نہ سوچ سکیں۔ انہیں اندازہ ہو جانا چاہیے کہ یہاں ان کی قبریں کھودی جائیں گی۔"

"تمہاری بھی یہی کوششیں ہیں۔ ابھی تک ہم اپنے ہدف حاصل کر رہے ہیں۔ قسمت یوں ہی ساتھ دیتی رہی تو آخری اہداف بھی ضرور پورے ہو جائیں گے..... یہ....."

اس بار ویرا خاموش نہ رہ سکی اور میری بات کاٹ کر برس پڑی "تم اسے چکر میں کیوں ڈال رہے ہو؟ اصل کر کیوں نہیں بتاتے کہ تم نے کیا تیر مارا ہے؟"

"اوہو..... یہ کیا ہو رہا ہے؟ بین الاقوامی کال پر تم دونوں کیوں لڑ رہے ہو؟" اسپیکر فون پر اول خان کی پُرتشویش آواز ابھری۔

میں نے مسکرا کر ویرا کو پچکارنے کے لیے آنکھ ماری اور کہا "تم نے دو مارے تھے۔ یہ تمہارا ہی کارنامہ ہے۔ بہتر ہو گا کہ تم اپنی زبان سے وہ سب دہرا دو۔"

اسپیکر فون بہت عمدہ اور حساس تھا جو قدرے دور کی آوازیں بھی دوسری طرف پہنچا دیتا تھا مگر ویرا غیر ارادی طور پر اس کی طرف جھک کر اضطراری آواز میں بولی "تمہارے سوچے ہوئے دونوں مقاصد اب سے تھوڑی دیر پہلے حاصل کیے جا چکے ہیں۔ پتا نہیں سلم یہ بات تم سے کیوں چھپا رہا ہے۔"

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" اول خان کی بے ساختہ آواز تشکر کے جذبات سے لبریز تھی "مجھے امید تھی کہ تم دونوں کا ہزاروں میل کا سفر رائگاں نہیں جائے گا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم دونوں نے اتنی مختصر سی مدت میں داؤدی ستاروں کو نیست و نابود کر دیا ہو گا۔"

"وہ کل چھ تھے جو اپنی تنظیم کے روح رواں تھے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ ان میں سے پانچ جہنم واصل ہو چکے ہیں' چھٹا قید کی ذلتیں اور صعوبتیں سہہ رہا ہے۔"

"تم دونوں کمالات دکھانے کی صلاحیتیں رکھتے ہو۔ دشمن کے جبڑوں میں گھس کر اس کی آنتیں باہر کھینچ نکالتے ہو۔ تم دونوں وہ گمنام سپاہی ہو جن کی ناقابل فراموش کارکردگی اور قربانیاں یاد رکھی جاتی ہیں لیکن ان کا نام کسی کو معلوم نہیں ہوتا....."

"اول! اصل تم سے یہی سب سننا چاہ رہا تھا۔" ویرا نے درمیان میں دخل اندازی کرتے ہوئے کہا "میں نے اسے ادراک ٹوک دیا اور اس نے اپنی زبان سے کالا کال بتا دیا۔"

"تم دونوں کی اس نوک جھونک سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمہارے حوالے سے ابھی تک تازہ ہیں۔" ہلکی سی ہنسی کے ساتھ اول خان کی آواز آئی "یہ اصل اچانک کہاں غائب ہو گیا؟"

"میں یہیں ہوں اور تمہاری ہر بات سن رہا ہوں۔" میں نے ایک گہرا سانس لے کر کہا "اب مجھے اپنی ایک بڑی غلطی کا احساس ہوا ہے اور میں مسلسل اس کی سزا بھگت رہا ہوں۔"

"تمہاری غلطی؟" اول خان کی آواز متحیرانہ تھی "روزی کامیابیوں کی کہانی سنا رہی ہے اور تم اپنی کسی غلطی کا ذکر کر رہے ہو۔ آخر یہ سب کیا ہے؟"

"غلطی یہ ہے کہ میں روزی کو اپنے ساتھ لے آیا۔ میں بولتا ہوں تو یہ مجھے زبان بندی کے مشورے دیتی ہے۔ چپ رہتا ہوں تو بولنے پر مجبور کرتی ہے..... فلیٹ والوں کو میری طرف سے دعا پیار پہنچا دینا۔ انہیں بھی بتا دینا کہ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔"

"آپس کے ان جھگڑوں کو تم خود ہی نمٹاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ ان میں دخل دینے والا آخر میں تم دونوں کا مشترکہ نشانہ بن جاتا ہے۔" اول خان نے ہنستے ہوئے جواب دیا تھا۔

"ہم کڑے وقت سے بچ کر ان خرافات میں صرف اس وجہ سے الجھ جاتے ہیں کہ ابھی تک کسی کو یقین نہیں آ سکا کہ ہم یہاں موجود ہیں۔ جس لمحے یہ راز فاش ہو گیا' ہمارے لیے سکھ چین حرام ہو جائے گا۔" اس بار ویرا نے سنجیدگی سے دخل اندازی کی "آپس کی یہ لڑائیاں نہ ہوں تو تم یقین کرو کہ یہاں کی زندگی بہت پھیکی اور بے کیف ہے۔"

"اب تم لوگ واپسی کی راہ لو۔ کسی بھی فیصلے کے لیے وقت بہت اہم عنصر ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے بعد کیا جانے والا بہترین فیصلہ بھی بدترین نتائج کا سبب بن جاتا ہے۔"

"کل ہم کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں آ سکیں گے۔ فی الحال کچھ کہنا ممکن نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"میں تمہارے پیغام کا منتظر رہوں گا۔ گڈ لک اور اللہ حافظ۔"

"کل کون سی تبدیلی آ جائے گی کہ تم فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں آ جاؤ گے؟" فون بند ہوتے ہی ویرا نے چیخ کر سوال کیا۔

"دھیرج سے کام لو۔" میں نے پیکٹ سے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا "تمہیں معلوم ہے کہ آج فون پر بدری ناتھ سے ذرا سی تلخ کلامی ہو گئی تھی۔ صبح اخبارات آ جانے کے بعد اسے میرے دعوے کی صداقت کا یقین آ جانا چاہیے۔ اگر اس نے ڈھنگ سے بات کی تو ایندھن کے ذخیرے کے ساتھ ہی اس سے بک موڈلے کے بارے میں کچھ کریدنے کی کوشش کروں گا۔ حیرت ہے کہ یہاں

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

زرا سی عزت افزائی ہوتے ہی نمک کے خلاف ان ساری تلخیوں کو بھلا دیا ہے جن کے نتیجے میں اس نے میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔"

"داؤدی ستاروں کے دلوں میں چور تھا۔ وہ تم سے اور ہر ایک سے چھپتے پھر رہے تھے۔ تم نے انہیں آسانی سے مار لیا اور ان کا فون بلیک ڈیڈ کے سر منڈھ دیا۔ وہ لوگ سرکاری ہمدردیاں کھو کر اس وقت معتوب بنے ہوئے تھے کیونکہ ان کا بڑا گیپ کی حفاظت نہیں کر سکا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں ہمارے لیے کوئی دشواری پیدا نہ ہو مگر نک کا معاملہ یکسر مختلف ہے۔"

"کیا تم اس سے کسی قسم کا خوف محسوس کر رہی ہو؟" میں نے پوچھا۔

"خوف میں کسی سے محسوس نہیں کرتی۔ وہ ایک پرانا سفارت کار ہے، پاکستان سے کسی اہم مشن پر آیا ہے۔ اس کا صفایا ہوتے ہی واقعات کی بہت سی کڑیاں خود بہ خود مل جائیں گی۔"

"تم کن کڑیوں کا ذکر کر رہی ہو؟" میں نے الجھن آمیز لہجے میں سوال کرتے ہوئے اسے گھورا۔

"ابھی تک قصہ زمین بر سرِ زمین ہے۔ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اسے مقامی حالات کے تناظر میں دیکھا اور نمٹایا جا رہا ہے۔ کسی کو بھول کر بھی یہ خیال نہیں آیا کہ آئزک بیل اور دوسرے چار داؤدی ستاروں پر پاکستان کے واقعات کا سایہ پڑ رہا ہے۔ سی آئی اے والے یہ سوچ کر نہال ہو رہے ہیں کہ انہوں نے آئزک بیل کو بے دست و پا کر کے اس سے سی ون تھرٹی والی بے عزتی کا بدلہ لے لیا ہے۔ نک موڈلے کو نقصان پہنچا تو یہاں سب چونک پڑیں گے۔ اس کے لیے ہم بلیک ڈیڈ، عباس کرمانی یا ہارلم کا نام استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ پاکستان سے تعلق رکھنے والا ہر امریکی کیوں مارا جا رہا ہے۔"

"تم بہت دور کی کوڑی لائی ہو۔" میں نے تعریفی لہجے میں کہا۔ "اے جے ولسن کے علاوہ یہ سب نیویارک میں گھیرے جائیں گے۔ یہ شہر ان کی بھرپور توجہ کا مرکز بن جائے گا۔"

"بس تم میری بات سمجھ گئے۔ اس مرحلے پر ہم کو ایسا خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔"

"بدری سے بات کرنے کے بعد کچھ سوچا جائے گا۔ میں خود بھی خودکشی کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ دوسری طرف بلیک ڈیڈ موجود تھا۔

"تم نے خبریں تو سن ہی لی ہوں گی!" میری آواز پہچانتے ہی اس نے سوال داغ دیا۔

"گیارہ نمبر کے بارے میں بری خبر سن کر دلی افسوس ہوا۔ وہ تمہارے ہاتھ سے نہیں، شاید تالاب میں ڈوبنے کی وجہ سے ضائع ہوا ہے۔ دوسرے زخمی کا کیا حال ہے؟"

"وہ بھی گزر گیا۔ مزید کسی اور کے مرنے کا امکان نہیں۔" اس کی سپاٹ اور مشینی آواز آئی "سب دو چار روز میں لوٹ پوٹ کر تندرست ہو جائیں گے۔ سات جگاری شکاروں کے مقابلے میں یہ زرا سا نقصان کچھ بھی نہیں ہے۔ زرا مائیک کو ان دونوں کے بارے میں بتا دینا۔"

"بے فکر رہو۔ یہ کام فون بند کرتے ہی پورا کر دوں گا۔ اب تم کو ہوشیار رہنا ہوگا۔ تمہاری خواہش کے مطابق یہ واقعہ تمہارے ہی کھاتے میں جاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔"

"میری عمر اسی شہر میں خطرات سے کھیلتے ہوئے گزری ہے۔ پانی میں رہنے والے مگرمچھوں کے ساتھ گزارہ کرنا جانتے ہیں۔ بس روزی سے یہ کہہ دینا کہ وہ میرے دیے ہوئے تحفے کو احتیاط سے رکھے۔ اس کا راز کسی بھی قیمت پر فاش نہیں ہونا چاہیے۔"

بلیک ڈیڈ کو سی ایس ڈی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا اسی لیے وہ اشاروں کنایوں میں بات کر رہا تھا۔ مجھے خوشی تھی کہ اس وقت تک بلیک ڈیڈ کے فون کی نگرانی کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا کیونکہ اس پوری گفتگو کے دوران میں سی ایس ڈی فعال نہیں ہوئی تھی۔

○☆○

نیویارک جیسے گنجان آباد اور بین الاقوامی شہر میں بیک وقت آٹھ لاشوں کا ملنا کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ سونے پہ سہاگا یہ تھا کہ مرنے والوں میں سے چار کا شمار معززینِ شہر میں ہوتا تھا اور وہ اپنے مذہبی گروہ کے ممتاز قائدین میں شمار کیے جاتے تھے۔

شہر کے ہر اخبار نے اس واقعے پر اپنے انداز میں شہ سرخیاں اور ذیلی خبریں جمائی تھیں۔ ایک بات سب اخباروں میں مشترک تھی کہ کسی نے بھی اس واقعے میں غیر ملکی ہاتھ کے ملوث ہونے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ ایک نامہ نگار کو آئزک بیل کے بارے میں سی آئی اے کے سربراہ کے معاندانہ رویے کی بھنک مل گئی تھی اور اس نے دل کھول کر اسے رگید ڈالا تھا۔

اس کا کہنا تھا کہ آئزک بیل کو رگیدنے کے چکر میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر نے ایسی بھونڈی کارروائیاں کی تھیں جن سے یہ تاثر پیدا ہوا تھا کہ امریکی انتظامیہ نے یہودیوں کی حفاظت سے بالکل ہی ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اس کے نتیجے میں شہر کے چھوٹے بڑے بدمعاش ڈیوڈ اسٹارز سے اپنے پرانے حساب چکانے کے لیے میدان میں کود پڑے تھے۔ فورٹ ہاؤس کا المیہ اسی غلط پالیسی کا منطقی نتیجہ تھا۔

ہر خبر میں اس بات کو اچھالا گیا تھا کہ فورٹ ہاؤس کی واردات اگر ہارلم کے فسادات کا شاخسانہ تھی تو ہارلم کا سب سے بڑا غیر سرکاری سرپرست بلیک ڈیڈ تھا جو اس منظم خوں ریزی کے پس منظر پر روشنی ڈال سکتا تھا۔ کسی نے اسے براہِ راست موردِ الزام نہیں ٹھہرایا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ان ساری چونکانے والی اور سنسنی خیز خبروں سے ہٹ کر میرے لیے وہ چھوٹی سی خبر زیادہ اہم تھی جو آتشیں ہتھیاروں کے ایک ماہر کے بیان کے حوالے سے شائع ہوئی تھی۔

اس نے جارج شلز اور ایان ڈیک کے جسموں پر پائے جانے والے دو زخموں کو لیزر گنز کے استعمال کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ وہ بیم گن کی ٹھیک ٹھیک نشان دہی نہیں کر سکا تھا لیکن اس نے فورٹ ہاؤس کی خوں ریزی میں غیر روایتی ہتھیاروں کے استعمال کی نشاندہی کر دی تھی۔

وہ خبر شاید بلیک ڈیڈ اپنے ذرائع سے پہلے ہی حاصل کر چکا تھا۔ صرف ایک اخباری نمائندہ اس سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ اس نے اس واقعے پر ہارلم کے دادا کی رائے جاننی چاہی تو اس نے کہہ دیا کہ ہارلم کے مظلوم لڑکے ابھی اتنے وسائل کے مالک نہیں ہوئے کہ لڑائی جھگڑوں میں اپنی بالادستی قائم رکھنے کے لیے لیزر گنوں جیسے بیش قیمت ہتھیار خرید سکیں۔ واردات سے کئی گھنٹوں پہلے اور اس کے بعد تک اس نے ڈریم لینڈ میں اپنی موجودگی کے متعدد گواہ پیدا کر لیے تھے۔

اس کا صرف ایک ہی کمزور نکتہ تھا کہ فورٹ ہاؤس کے بھرے ہوئے حوض سے اس کے ایک زخمی آدمی کی لاش برآمد ہوئی تھی۔ ٹونی برسوں سے ڈریم لینڈ میں محافظ کی ڈیوٹی پر مامور تھا لیکن بلیک ڈیڈ کے بیان کے مطابق چار دن پہلے اسے ملازمت سے جواب دیا جا چکا تھا۔

متوفی ٹونی کے کسی بھی غیر قانونی فعل سے خود کو بری الذمہ قرار دینے کے ساتھ بلیک ڈیڈ نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان بھی کر دیا تھا کہ ٹونی نے برسوں اس کے لئے کام کیا تھا۔ ان خدمات کے اعتراف میں وہ اس کی تدفین اور اس کے پس ماندگان کی کفالت کے جملہ اخراجات اٹھائے گا۔

مجموعی طور پر اخباروں نے وہی تاثر پیدا کیا جو بلیک ڈیڈ چاہتا تھا۔ اس پر براہِ راست الزام تراشی کئے بغیر ہر نامہ نگار نے یہ رائے دی تھی کہ فورٹ ہاؤس پر بھرپور اور کامیاب ترین منصوبہ بندی کے ساتھ کیا جانے والا خوں ریز حملہ ہارلم کے کسی بڑے ہمدرد کی حمایت اور اعانت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات اتنے سخت تھے کہ عام حالات میں وہاں پرندہ بھی پَر نہیں مار سکتا تھا۔

سات لاشوں اور چار زخمیوں کے نوحوں میں یہ ذکر بھی موجود تھا کہ چاروں ڈیوڈ اسٹارز کے ساتھ فورٹ ہاؤس کا سارا عملہ بھی یہودی ملازمین پر مشتمل تھا۔ ٹونی کے سوا اس حملے کے تمام متاثرین مذہبی اعتبار سے یہودی تھے لیکن نیویارک میں ان کے مقابل کوئی بھی ایسی تنظیم نہیں تھی جس کے بارے میں یہ سوچا جا سکے کہ اس نے یہودیوں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا ہوگا۔

ڈیوڈ اسٹارز کے بارے میں وہ نکتہ خیال انگیز تھا۔ بنجمن فورٹ نے اپنے گھر میں خدمات انجام دینے کے لیے صرف یہودیوں کا تقرر کیا تھا۔ اس حقیقت سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بنیادی طور پر وہ انتہائی متعصب اور نسل پرست تھا۔ شاید دوسرے داؤدی ستارے بھی اسی ذہنیت کے مالک رہے ہوں گے۔

پورے اخبار چاٹ لینے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان خبروں کے مطالعے کے بعد میری طرف سے بدری ناتھ کا ذہن صاف ہو جانا چاہیے تھا۔

ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے اسے فون کیا تو وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرتے ہوئے وہ شرمندگی کا اظہار کرے گا لیکن اس نے پچھلی رات کی گفتگو کا کوئی ذکر کئے بغیر خشک لہجے میں مزاج پرسی کی تو میں چونک پڑا۔

"کیا بات ہے؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" میں نے متجسس لہجے میں پوچھا۔

"فورٹ ہاؤس کے واقعات نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں ساری رات ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سو سکا۔ میرے ذہن میں رہ رہ کر تمہارا ہی خیال آتا رہا۔" اس کی طرف سے جواب آیا۔

"تم ابھی تک ان ہی بدگمانیوں میں پھنسے ہوئے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ابھی تک اخباروں پر نظر نہیں ڈالی ورنہ تمہارے سارے وسوسے جھاگ کی طرح بیٹھ چکے ہوتے۔"

"میں اخبار بلکہ کئی اخبار دیکھ چکا ہوں۔ خبریں اپنی جگہ ہیں لیکن میرے دل میں جو احساسِ جرم جاگ چکا ہے' اسے لوری دے کر سلانا میرے بس سے باہر ہو رہا ہے۔"

"اس وقت تم کچھ اکھڑی اکھڑی باتیں کر رہے ہو۔" میں نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔ اس کی گفتگو سن کر ویرا کی آنکھیں فرطِ حیرت سے کشادہ ہو گئی تھیں۔

"شیر علی! تم بہت اچھے دوست ہو۔ ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ خوش گوار وقت گزارا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہماری دوستی کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ سی ایس ڈی لوٹا دو اور جلد از جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ اب میں تمہارا مزید ساتھ نہیں دے سکوں گا۔"

"مگر کیوں؟ ہم برے اور بھلے وقت کے ساتھی رہے ہیں۔ مجھے تمہارے خیالات میں تبدیلی کا سبب جاننے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔" میں نے احتجاج کیا "میں نے تمہارے ایما پر اپنا ملک چھوڑ کر یہاں کا سفر کیا تھا۔"

"اسے تم میری چھٹی حس بھی کہہ سکتے ہو۔ پچھلی رات سے مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں نے کہیں کوئی سنگین غلطی کی ہے۔ جتنا سوچتا ہوں' تمہارا ہی نام میرے ذہن میں گھومتا رہتا ہے۔"

"کیا تم مجھ پر بے وفائی کا الزام لگا رہے ہو؟" میں نے تلخی سے پوچھا۔

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

"یہ اوہام تراشی نہیں ہے۔ مجھے اپنے ہر سوال کا جواب مل رہا ہے لیکن تمہارے بارے میں میرے ذہن کے سارے دریچے بند ہیں۔ ابھی تک میں تمہاری کہی ہوئی ہر بات پر اعتبار کرتا چلا آیا ہوں۔ میں نے اپنے طور پر اس میں سے کسی بات کی تصدیق نہیں کی۔"

"میں بھی تمہارے بارے میں یہی سب شبہات ظاہر کر سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"کہنے والے کی زبان نہیں پکڑی جا سکتی مگر تم برا نہ مانو۔ احتیاط میرے پیشے کا تقاضا ہے۔ میرے بارے میں شروع سے ہر بات کی تصدیق ہوتی رہی ہے۔ کراچی میں تم خود میرے اور بنک کے درمیان پیغام رساں کا کردار ادا کرتے رہے۔ یہاں میں سی آئی اے میں زیر تربیت ہوں....."

"ابھی کل کی سی بات ہے۔" میں نے اس کا فقرہ اچک لیا "تم اپنے دل کی گہرائیوں سے میرے احسان مند تھے کہ میری وجہ سے عباس کمپانی کی کمانی تمہارے ہاتھ لگی اور اپنے محکمے میں تم کو یکایک عزت اور احترام کا وہ رتبہ مل گیا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔"

"یہی باتیں شبے میں ڈالنے والی ہیں۔ تم معاوضے پر چھوٹے موٹے کام کرنے والے جرائم پیشہ کے طور پر مجھ سے ٹکرائے تھے۔ وہاں سے نکلتے ہی اچانک تمہارے جوہر کھلنے لگے۔ تم نے مجھے اکسا کر رمیش اگروال کا پتا صاف کروایا۔ میں اکیلا رہ گیا تو یہاں تم نے مکڑی کی طرح میرے گرد اپنی صلاحیتوں کا جال بننا شروع کر دیا۔ آخر یہ سب کیا ہے' کیا ہو رہا ہے؟ رات سے میں یہی سب سوچ رہا ہوں۔"

"تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ میری کارکردگی تم کو کھٹکنے لگی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں شیر علی!" اس کی آواز دھیمی اور مصالحانہ ہو گئی "تم جو کہتے ہو' وہ ہو جاتا ہے۔ جس کا نام لیتے ہو' وہ مارا جاتا ہے یا مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ تمہاری کارگزاریوں کے سحر میں گرفتار ہو کر میں نے پہلے ان باتوں پر غور کیوں نہیں کیا۔"

"اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اب تمہارا دھیان اس طرف کیوں گیا ہے؟"

وہ گفتگو بہت سنگین اور اعصاب شکن تھی۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ بدری ناتھ مجھے یوں بیچ منجدھار میں دھکیل کر خود الگ ہو جائے گا۔

اسپیکر پر بدری کے ایک گہرے سانس کی آواز آئی پھر وہ بولا۔ "کل شام مجھے نئی دہلی سے ایک جنرل بریفنگ ملی ہے۔ اسے پڑھ کر میرا دل بجھ گیا۔ پچھلے ہفتے پاکستانی فوجیوں نے کشمیری باغیوں کا روپ دھار کر پونچھ' راجوڑی' پلوامہ اور بڈگرام میں ہماری چھاؤنیوں اور آبادیوں پر شب خون مارے۔ اس ایک ہفتے کی مار دھاڑ میں چھ شہری اور سترہ فوجی افسر اور جوان مارے گئے۔ تخریب کار اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر فرار ہو گئے۔ ان کی تلاش کی مہم میں تیس بھارتی سرکاٹ ہو گئے۔ اس میں میرا بچپن کا دوست کیپٹن بھی تھا۔ کل سہیل مجھ سے بڑے بھائی کی طرح محبت کرتا تھا۔ وہیں سے میرا ذہن بھٹکنے لگا۔ پھر اوہام کی ستاروں سے باتیں ہونے لگی۔ جب میں تم سے بات کر رہا تھا تو میرا ذہن کھویا ہوا تھا۔ میں بھارتی ہوں' تم پاکستانی ہو۔ ہماری دنیا میں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ مگر ہماری مٹی بھی ایک نہیں ہوتی تو پھر ہم ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟"

"اپنے بہنوئی کی موت کی خبر پر تم نے محبت' امن اور بھائی چارے کی ہر سوچ کو آگ لگا دی؟"

"آگ تو پہلے سے لگی ہوئی ہے۔ برسوں سے سلگ اور بھڑک رہی ہے۔ یہ میری بھول تھی کہ میں نے اپنی زندگی کے بدترین حادثے سے نکلنے کے لیے تمہارا سہارا لیا..... پتا نہیں تم کون ہو' یہاں کس لیے آئے ہو اور مجھے اپنے کن مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہو؟"

"بدری ناتھ! تم اتنے بھولے نہیں ہو کہ میں تمہیں اشتیاق کے ڈھیلے کی طرح بار بار استعمال کرتا رہوں اور تم کو میری نیت کا اندازہ نہ ہو سکے۔ آج تک جو کچھ ہوا ہے' اس میں تمہاری مرضی بھی شامل تھی۔"

"تمہارے الفاظ سے نفرت کی بُو آ رہی ہے۔" بدری ناتھ کی آواز میں ذرا بھی ترشی یا تیزی نہیں آئی۔ وہ کہہ رہا تھا "میں کسی لاٹ صاحب کے اشتیاق کا ڈھیلا نہیں بن سکتا' تم تو بے چارے شیر علی ہو۔ مجھے کھلے دل سے اور سچ سچ بتا دو کہ تم کون ہو اور یہاں تمہارے کتنے آدمی ہیں پھر شاید میں کچھ سوچ سکوں۔"

"میں شیر علی ہوں اور تمہاری طرح یہاں بالکل اکیلا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔ میری سی ایس ڈی لوٹا دو اور خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تمہاری مخبری کروں گا نہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا۔" اس نے پیش کش کی۔

"یہ یاد رکھنا کہ شیر علی نفع نقصان کی پروا کیے بغیر قدم آگے بڑھاتا ہے۔ تم نے کوئی اوچھی حرکت کی تو میں اس کا پورا پورا بدلہ لوں گا۔ سی آئی اے میں ملی ہوئی عزت و عظمت والی کرسی تمہارے لیے بجلی کی کرسی میں بدل جائے گی۔ ساری عزت خاک میں مل جائے گی۔"

"مجھے معلوم ہے۔ ہم دونوں کی گردنیں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہیں۔ میں نے تمہیں رنگس کے دفتر اور پرنس کے گودام کے بارے میں اندر کی خبریں دیں تو یہ نہ بھولو کہ تمہارے پاسپورٹ کا نمبر اور اس پر لکھا ہوا نام مجھے یاد ہے۔ میری زبان کھل گئی تو

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ہے۔ زندہ نہیں نکل سکو گے۔"

دھیمے اور خبر سنانے والے لہجے میں سنگین دھمکیوں کے تبادلے کی توقع نہیں تھی۔ بحث کی محبوبہ' ریشم جان کے چھوٹے سے گھر میں ہونے والی شناسائی نے گہری دوستی سے گزر کر اس وقت خون آشام شکل کا روپ دھار لیا تھا۔ موسم خوش گوار ہونے کے باوجود میری پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے۔

"بدری! تم واپسی کے سب راستے بند کر رہے ہو۔" میں نے تنبیہہ کی۔

"غنیمت ہے کہ بروقت میری آنکھیں کھل گئیں۔ مجھ سے پہلے تم یہ سب باتیں سوچنے لگتے تو نہ جانے مجھے کہاں لے جا کر مارتے۔ تمہاری سفاکی اور سنگ دلی کی جھلک فورٹ ہاؤس کی راہوں میں نقش ہو چکی ہے۔ میں ایسے کسی انجام سے دوچار نہیں ہونا چاہتا۔"

"بدری! تم حد سے بڑھ رہے ہو۔ میں کہہ چکا ہوں کہ اس معاملے میں میرے ہاتھ صاف ہیں۔"

"تم کہہ رہے ہو پر میں اپنے اندر کی آواز کو کہاں دفن کروں؟" اس نے پوچھا۔

"اب تم سے بات کرنی بے سود ہے۔" میں نے ایک گہرا سانس لے کر کہا "اپنی سی ایس ڈی لینے کے لیے تم کہاں مل رہے ہو؟ اس وقت ہم آخری اور دو ٹوک باتیں بھی کر لیں گے۔"

اس بار وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا تھا "کیا تم مجھے عقل سے بالکل ہی کورا سمجھتے ہو؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب مجھے تمہارے تصور ہی سے خوف آ رہا ہے۔ میں باہر تم سے کہیں نہیں مل سکتا۔ چاہو تو گارہام میں میرے پاس آ جاؤ۔ یہاں میں خود کو محفوظ تصور کرتا ہوں۔"

"اور میں یقین کر لوں کہ تم گارہام سے مجھے صحیح سلامت لوٹنے دو گے؟ تمہارے اشارے پر سی آئی اے کے کارندے مجھے ٹھکانے کا پکرا نہیں بنائیں گے؟" میں نے تلخی سے پوچھا۔

"یہ میرا وعدہ ہے۔ تم نے اتنے دنوں میں یہ اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔"

"وعدہ خلافی ہوئی تو میں تمہارا کیا بگاڑ لوں گا؟ تم میری بے بسی پر ہنسنے لگو گے۔"

"پھر سی ایس ڈی سی کو لوٹا دو جس سے تم نے لی تھی۔ شیام سندر مجھ تک پہنچ جائے گی۔"

"ہمیں کالین ڈین ہمیں مل بیٹھ کر طے کرنا ہو گا۔ میں کسی پر بھروسا نہیں جانتا۔ بھیڑیے کا رشتے دار بھی بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔ وہ بھروسے کے لائق نہیں ہو سکتا۔"

"صاف کیوں نہیں کہتے کہ اس پر تمہاری نیت خراب ہو چکی ہے۔" وہ بولا۔

"تمہاری نیت صاف ہے۔ میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اپنے عزیز جنوئی کی موت کی خبر سن کر تم پر قنوطیت اور مایوسی کا دورہ پڑا ہوا ہے۔ کل تک تم مجھے خوں خلائی ایڈھن کے ذخیرے اور ملک موڈلے کی خبریں سنا رہے تھے' آج مجھ سے یکایک بالکل منحرف ہو گئے ہو۔ مجھے تمہارے دکھ کا احساس ہے مگر لڑائیوں میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ تمہارے جنوئی کی موت میں میرا ہاتھ نہیں تھا۔ چاہو تو میں تمہیں سوچنے سمجھنے کے لیے ایک دو دن کا وقت دے سکتا ہوں۔ شاید تمہارے ذہن سے صدمے کے اثرات زائل ہو جائیں۔"

"مجھے کوئی صدمہ نہیں ہے۔ جو لوگ فوج میں جاتے ہیں' ملک کے لیے گردن کٹانے کا عہد کر کے ہی جاتے ہیں۔ وہ زندہ رہ کر مدت پوری کر لیں تو یہ ان کی خوش قسمتی ہوتی ہے۔ میرے دماغ پر تم نے اپنے کرتوتوں سے ایک دیز پردہ ڈالا ہوا تھا جو کل رات اچانک سرک گیا۔ اب میں اپنے فیصلے خود کر سکتا ہوں۔"

"تمہیں میری اصلیت پر شک ہے تو تم کراچی میں اپنے ایجنٹوں سے تصدیق کرا سکتے ہو؟"

"یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ تمہارے لندن پہنچنے کے بعد سے ہی کراچی میں ان پر قیامت ٹوٹ پڑی اور ہمارے بیشتر آدمی پکڑے گئے۔ جو بچ سکے وہ روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں.... مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارے دو بااثر پاکستانی مخبروں نے اپنی خدمتیں کرائی تھیں۔ دوسرے ہی دن کسی سفاک جنوئی نے ان دونوں کے گھٹنوں پر فائر کر کے انہیں زندگی بھر کے لیے معذور کر دیا۔ ایسے خونی ماحول میں کون تمہاری اٹلوائری کرے گا؟"

"تمہارے پاس میرے ہر سوال کا جواب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنا راستہ بدلنے کا آخری فیصلہ کر چکے ہو۔ اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شاید تمہارے مخبروں کے گھٹنے بھی میں نے تڑوائے ہیں۔"

دھیمی سی ہنسی کے بعد اس کی آواز آئی "میں تمہاری بے چینی کو خوب سمجھ رہا ہوں۔ بھارتیوں کی طرح تم امریکیوں کے خون کے بھی پیاسے ہو۔ میرے ذریعے تم انہیں بھاری نقصان پہنچانے کے جو خواب دیکھ رہے تھے' اب انہیں بھول جاؤ۔ امریکا ایک عظیم ملک ہے۔ تم ایک ذخیرہ اڑا کر بھی کچھ نہیں کر سکو گے۔ چوتھی پوری قوت سے ہاتھی کی کھال پر کاٹ لے تو اس مشقت سے ہفتوں نڈھال رہتی ہے' ہاتھی کو پتا بھی نہیں چلتا۔ میں یہاں بیٹھ کر اپنے دیش کے لیے کام کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔" وہ بس لمحہ بھر کے لیے خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا "تم سے میری مفاہمت بس ایک شرط پر ہو سکتی ہے۔"

میرا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔ میں نے بے پروائی سے کہا۔ "میرا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔ میں نے بے پروائی سے کہا۔

"تمہاری وہ شرط بھی اچھوتی ہی ہو گی۔"

"تم بہت اہیٹ اور پکے ہو۔" اچانک بدری کا لہجہ حیرت ناک حد تک خوش گوار ہو گیا "کان کھول کر سن لو کہ میں جب تک

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

تمہاری عقل سے سوچتا رہا' تمہاری بنائی ہوئی بھول بھلیوں میں بھٹکتا رہا۔ اب میں اپنا کھیل خود کھیل رہا ہوں۔ تمہیں یہ نکتہ ذہن نشین کرلینا چاہیے۔"

"کیا میں یہ سمجھوں کہ اب تک تم جو خاصا مانہ باتیں کررہے تھے' وہ بے سروپا تھیں۔"

"ان میں ایک لفظ بھی حقیقت سے دور نہیں تھا۔ میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا تھا کہ تم کون ہو۔ تمہارا ایک اعتراف سارے گلے شکوے دور کرسکتا تھا مگر تم بہت پکے ہو۔ ان باتوں سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ ہم نے ایک دوسرے کو اچھی طرح پرکھ لیا۔ مجھے تمہاری مار کا اندازہ ہے' تم میری حیثیت کو سمجھ چکے ہو۔ ہم میں سے جس کو پہل کرنے کا موقع مل گیا وہ دوسرے کو فنا کرکے رکھ دے گا۔"

"یہ پہیلی میری سمجھ میں نہیں آسکی۔" میں نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔ اس کی نئی قلابازی نے مجھے شدید حیرت اور بے یقینی میں مبتلا کرکے رکھ دیا تھا۔

"میں اس نتیجے پر پہنچ چکا ہوں کہ آئزک بیل بالکل سچ بول رہا ہے۔"

اس کے الفاظ مجھے دور کسی گہرے کنوئیں سے آتے ہوئے محسوس ہوئے۔ میں نے خود پر قابو رکھتے ہوئے مضبوط آواز میں پوچھا "وہ جب سے عتاب میں آیا ہے' مسلسل بول رہا ہے۔ تم اس کی کس سچائی کی توثیق کرنی چاہ رہے ہو؟"

"اس کے دفتر سے کیپ کی فائل عباس کرمانی نے نہیں' ڈینی نے اڑائی تھی۔" بدری ناتھ کے ان پُرسکون فقروں نے بھک سے میرا دماغ اڑا دیا۔ وہ خبیث آخر کار حقیقت کی تہ تک پہنچ ہی گیا تھا۔

"میرے لیے یہ نئی اطلاع ہے۔ اس کی تصدیق ڈینی ہی کرسکتا ہے۔" میں نے کہا۔

"اسی لیے میں تم سے بات کررہا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ عباس کرمانی کا روئے زمین پر کوئی وجود نہیں۔ وہ تمہارے دماغ کی پیداوار ہے۔ آئزک بیل بلاوجہ تشدد کا نشانہ بن رہا ہے۔"

"اس مردود سے ہمدردی مت جتاؤ۔ وہ اس سے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔"

"کیا تم یہ تسلیم کررہے ہو کہ تمہارے بارے میں میرا اندازہ درست ہے؟" اس نے اصرار کیا۔

"تم ایک فیصلہ کرچکے ہو تو میری تصدیق یا تردید سے کیا فرق پڑتا ہے؟" میں نے اپنے رگ و پے میں سنسنی کی لہریں محسوس کرتے ہوئے سرسری لہجے میں کہا "اپنے ڈائریکٹر کو بتاؤ کہ تمہاری پہلی اطلاع غلط تھی' آئزک بیل سچا ہے۔ وہ اپنی ساری فورس کو میری تلاش پر مامور کردے گا۔"

"تم بہت مکار ہو۔ تم نے عباس کرمانی کی کہانی میرے ذریعے ان لوگوں تک پہنچائی تھی اور انہوں نے بہت بڑے پیمانے پر اس کی تلاش کی مہم شروع کردی۔ اب تم اپنی اس کہانی کی تردید کرکے طنز و تضحیک کا نشانہ بننا پسند نہیں کرو گے۔ سادہ اور بھولا بنانا مشکل ہے' ذرا سی غلطی اس پر پانی پھیر دیتی ہے۔"

"پھر تم مجھ سے اعتراف کرانے کیا حاصل کرنا چاہ رہے تھے؟" میں مزید الجھ گیا "کیا یہ بھی نئی بازیگر کا ایک نیا داؤ ثابت ہونے والا ہے۔"

"ان کے لیے کیپ زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ وہ ہر قیمت پر اس کی واپسی چاہتے ہیں۔"

"تم میری لاش پر سے گزر کر بھی ان تک نہیں پہنچ سکو گے۔" میں نے حقارت سے کہا۔

"کیا تم ان کاغذوں کو امریکا سے باہر بھیج چکے ہو؟" بدری کی آواز مزید نرم اور دوستانہ ہوگئی۔

میں نے بس ایک لمحے کے لیے سوچا اور پتے سے الفاظ میں جواب دیا "نہیں لیکن وہ کاغذ میرے پاس بھی نہیں ہیں۔ اب امریکا میں وہی پانچ کاغذ میری سلامتی کے محافظ ہیں۔ میرا بال بھی بیکا ہوا تو میرے دوست اس کی ہزاروں نقلیں بانٹ کر دنیا بھر میں امریکا کو رسوا کردیں گے۔"

"مجھ سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔" میرے لب و لہجے میں پوشیدہ جارحیت کو محسوس کرکے بدری نے اسی نرم آواز میں کہا "تم شروع سے اتنے محتاط رہے ہو کہ تم نے کبھی مجھے اپنے ٹھکانے سے آگاہ نہیں کیا۔ پین پلازا کے بارے میں تم نے مجھے اس وقت بتایا جب تم وہاں سے منتقل ہوچکے تھے۔ آج کل تم کہاں ہو؟"

میں ہنس پڑا "کیا تم ڈینی کو اتنا ہی بے وقوف سمجھتے ہو؟"

"میں پہلی فرصت میں تم سے مل کر کچھ اہم ترین باتیں کرنی چاہتا ہوں۔"

"پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی گزر چکا ہے۔ اب ملاقات ہونی ممکن نہیں ہے۔"

"شروع میں ہونے والی پیچ دار بلکہ زہریلی باتوں کو اپنے ذہن سے جھٹک دو۔ وہ کھٹ مٹھ میں نے تم سے ایک اعتراف کروانے کے لیے پھیلایا تھا ورنہ اب میرے دل میں تمہاری زیادہ عزت ہے۔ میرے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ میں اتنے دنوں سے شیر کی بجائے ڈینی کا ساتھی تھا۔"

"میں کوئی نیا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔" میں نے دوٹوک لہجے میں جواب دیا "کل کلاں کو تمہارا کوئی دوسرا بھتولی مارا گیا تو تم پر کوئی نیا دورہ پڑ جائے گا۔ تم نے سنا ہی ہوگا کہ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ تم نے میرے ذہنی تحفظات میں بہت اضافہ کردیا ہے۔"

"میرے رشتے داروں کو بددعائیں نہ دو۔ میں بھی تمہارا

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

نہیں رہا۔ تمہیں شیر علی سمجھ کر تمہارے سامنے بارہا تمہاری
[illegible] کرتا رہا ہوں۔ تم میرے روبہ رو ہوتے تھے اور میں تمہاری
[illegible] کی آرزو میں کررہا ہوتا تھا۔ یہ سب زیادہ دور کی باتیں

[illegible] آج تم نے ان سب پر پانی پھیر دیا۔ ابھی تم خود کہہ چکے ہو
[illegible] کا پانا بہت دشوار ہوتا ہے' اس کی تباہی لمحہ بھر میں ہو جاتی
[illegible] اعتماد کا ہوتا ہے جو تم کھو چکے ہو۔"

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم ان باتوں کو اتنی سنجیدگی سے لوگے"
[illegible] کی تو از متاسفانہ ہوئی "اس دور کے ایک عظیم قومی سے
[illegible] ہوا ہے تو میں اس کے اعتماد سے محروم ہو چکا ہوں۔"

"تمہاری [illegible] فہمی پر میں کوئی رائے زنی نہیں کروں گا۔ تم نے
[illegible] تک فون پر بہت کچھ کہہ لیا ہے۔ مزید کوئی بات رہ گئی ہے تو وہ
[illegible] کہہ ڈالو۔ میں تحمل سے سن لوں گا۔"

چند لمحوں کے لیے سکوت چھایا رہا پھر اس کی قدرے کمزور
[illegible] سنائی دی "گیپ ان کے لیے ضروری ہے۔ تم نے بہت مشکل
[illegible] سے حاصل کیا ہے لیکن تم اس کی نقل تو مجھے دے سکتے ہو۔"

"اس کے لیے تمہیں میری چند شرائط ماننی پڑیں گی۔" میں
[illegible] بروقت سے کہا۔

"تم بہت کینہ پرور ہو۔ میری ہر بات لوٹانے کی کوشش کررہے
[illegible] "روبولا۔

"کیوں نہ کروں؟ بات تم ہی نے بڑھائی ہے۔ کشمیر میں مجاہدین
[illegible] ارسوائی یا کراچی میں مخبروں کے گھٹنے توڑنے سے میرا کیا تعلق
[illegible] تو تم یہ ساری باتیں مجھے سنا رہے تھے۔"

"یہ سب حقائق ہیں۔ تم اپنے ملک کے ایک اہم آدمی ہو۔ تم
[illegible] سب خبریں تو ملتی ہی رہتی ہوں گی۔ میں نے یہ باتیں بلاوجہ
[illegible] ہرائی تھیں۔ ہر واقعے کا کوئی نہ کوئی حوالہ موجود تھا۔"

"کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کبھی
[illegible] نہیں لوٹتے۔ وضاحتوں میں وقت برباد کرنے کے بجائے کام
[illegible] ثبوت دو۔ تمہاری بغاوت کے بعد میرا کام بڑھ گیا ہے۔"

"میں باغی نہیں ہوا' اب بھی تمہارا دوست ہوں۔ بس
[illegible] اصلیت کا کھوج لگانے میں ذرا دور نکل گیا ہوں۔ میری یہ
[illegible] والا وقت ثابت کردے گا۔ تم اپنی شرائط بتاؤ۔"

"ٹوی اینڈ ٹن اور ٹک موڈلے۔" میں نے مختصر ترین الفاظ
[illegible] مقصد بیان کر ڈالا۔

"اینڈ ٹن کے وسیع ذخائر جارجیا کے کسی مقام پر ہیں۔ میں
[illegible] سے ان کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کررہا ہوں۔
[illegible] یارک ہیلٹن اینڈ ٹاورز کے کمرا نمبر تین ہزار دس میں مقیم
[illegible] بوڑی ناتھ کے بولنے کے ساتھ ساتھ ویرا نے وہ پتا خاموشی
[illegible] پیڈ کاغذ پر نوٹ کرلیا۔

[illegible] کمار واقعی [illegible] ایک غیر

موسیقی کے شائقین کے لیے
اپنے طرز کی اچھوتی کتاب

انسائیکلوپیڈیا موسیقی

سازوں کی سنگت میں گانا ایک مشکل فن ہے
اس کتاب کے مطالعے سے آپ کو نہ صرف گانا بلکہ ہارمونیم بجانا بھی آجائے گا اور طبلے کے بارے میں بھی واقفیت ہو جائے گی

سُر، لَے، گیت، راگ، ٹھاٹھ اور موسیقی کے دیگر اسرار و رموز آشکار کرنے والی بیحد کارآمد کتاب

برِصغیر کے نامور گلوکار اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

یہ نئے سیکھنے والوں کے لیے مشعلِ راہ ہے

مہدی حسن کا تفصیلی تبصرہ
مع اُن کی رنگین تصویر کے
اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں

یہ کتاب موسیقی کے اُستاد کی جگہ پوری کرتی ہے

قیمت ۱۰۰/- روپے ○ ڈاک خرچ ۱۸/- روپے
پیشگی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ڈاک خرچ معاف

کتابیات پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۲۳، رمضان چیمبرز، ایلفنسٹن سٹریٹ، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی ۱

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ضروری سوال کرڈالا۔

"مجھے اس کا پتا یاد نہیں۔ وہ بہت بڑا ہوٹل ہے۔ تم کو پتا آسانی سے مل جائے گا۔ چاہو تو میں فون نمبر بھی بتا دیتا ہوں۔" اس کی دبی دبی آواز آئی "پانچ سو چھیاسی یا ستاسی ہزار۔"

ویرا نے مستعدی سے وہ فون نمبر بھی نوٹ کیا۔ اس طرح وہ ڈائریکٹری کی ورق گردانی کی زحمت سے بچ گئی۔

"میرے دونوں کام مکمل ہوتے ہی کیپ کی نقل تمہارے ہوٹل پہنچ جائے گی۔"

"اس تاخیر سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ نقل مل گئی تو میرے ایک دو ساتھی یہ بات بھول جائیں گے کہ میں نے فورٹ ہاؤس کے واقعے سے پہلے ان سے داؤدی ستاروں کے بارے میں بات کی تھی۔" اس بار بدری نے خوشامدانہ لہجے میں التجا کی تھی۔

"میں کوشش کروں گا لیکن وعدہ نہیں کرتا۔" صورتِ حال بدل جانے کے بعد میرا رویہ سخت ہو چکا تھا۔

"اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تمہیں کسی سے مشورے کی ضرورت ہے؟"

"عباس کرمانی سے مشورے کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اس کی ہنسی کی آواز سے خفت اور بے بسی جھلک رہی تھی "یہ مجھ پر تمہارا احسان ہوگا۔"

"مجھے صرف یہ سوچنا ہوگا کہ کیپ کی اس نقل سے تم مجھے کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ یہ بات صاف ہوتے ہی میں پانچ کاغذوں کا لفافہ گارہام کے پتے پر پوسٹ کردوں گا۔"

"تم یقین کرو کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا' میرا مقام بلند ہو جائے گا۔"

"اتنی زیادہ عزت اور بلندی شاید تمہیں راس نہیں آسکے گی۔ تم جھٹ نک کو ہوشیار رہنے کا مشورہ دے بیٹھو گے۔" میں نے زہریلی آواز میں کہا۔

"میں اسے معاف کرچکا ہوں لیکن مجھے اس سے کوئی ہمدردی بھی نہیں ہے۔ میں تمہارے اور اس کے درمیان دخل نہیں دوں گا۔"

"ہماری بنیادیں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ مر کر بھی ہماری مٹی ایک نہیں ہوتی تو جیتے جی ہم دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟" موقع ملتے ہی میں نے اس کے کہے ہوئے الفاظ اس کے منہ پر دے مارے "نک کے ہٹنے سے تمہارے پیارے دیش کا کیا فائدہ ہوگا؟"

"جس طرح تم اپنے وطن سے محبت کرتے ہو' اسی طرح میں اپنی دھرتی سے پیار کرتا ہوں۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے جو کہا تھا وہ تمہیں اشتعال دلانے اور غصے میں سچ بولنے پر آمادہ کرنے کے لیے کہا تھا۔ میں نہ جانے کتنے کام ایسے کرتا ہوں جن سے میرے ملک کو فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔ ابھی فل نی میں سے ملنے والی رقم میں سے چار ہزار الربذی سے اپنے کو پہنچے ہیں۔ میرے ملک کو اربوں ملیں یا نہ ملیں' میرے گھر والوں کو زیادہ روپے ضرور ملیں گے۔"

"کاش میں جلد ہی تمہاری ان باتوں پر اعتبار کرنے لگوں۔ آج تم نے مجھے مایوس کیا ہے۔"

"یہ دیکھو کہ میں نے شیر علی میں چھپے ہوئے اپنی فاپا کی کتنی بڑی قیمت ادا کی ہے۔ میں نے یہ سب نہ کیا ہوتا تو پہلے کی طرح آج بھی اندھیرے میں ہوتا۔"

"لیکن اب تم بھول جاؤ گے کہ تم نے یہ نام سنا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جس کی ذات میں دلچسپی لینے لگتا ہوں وہ سفاکانہ موت کا شکار ہو جاتا ہے یا مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

"تمہیں اعادے کی ضرورت نہیں۔ مجھے اپنی کہی ہوئی ہر بات اچھی طرح یاد ہے۔ تم سے بس اتنی التجا ہے کہ جب تک مجھے دوبارہ اپنا دوست نہیں سمجھتے' دشمن نہ سمجھنے لگنا۔"

طویل اور اعصاب شکن گفتگو کے اس آخری مرحلے پر پہلی بار میں مسکرا دیا "میں سوچوں گا۔"

"خدا کی پناہ!" وہ گفتگو منقطع ہوتے ہی ویرا اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کے بولی "اس حرام زادے نے میرے پیروں تلے سے زمین نکال دی تھی۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ اب ہمیں پہلی پرواز سے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ وہ گھر کا بھیدی ہے' تمہارے ساتھ مجھے بھی مروا دیتا۔"

میں نے سگریٹ سلگا کر آرام کرسی میں نیم دراز ہوتے ہوئے پوچھا "سارے نشیب و فراز کے بعد تمہاری آخری رائے کیا ہے؟"

"مصالحت ہو گئی ہے اور تمہیں اس پر واضح برتری حاصل ہے۔" ویرا نے اطمینان سے کہا۔

"یہ ابتدائی پنجہ آزمائی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کا دم خم دیکھ لیا۔ آخری فیصلہ صرف اس لیے ٹل گیا کہ وہ ہماری نظروں میں ہے لیکن ہمارے ٹھکانے سے بالکل بے خبر ہے۔"

"نہیں۔" ویرا نے بے اعتباری سے کہا "یہ تمہاری بدگمانی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس نے تمہیں پہچاننے میں اتنا وقت کیوں لیا؟ اس جیسے گھاگ آدمی کو بہت پہلے سمجھ لینا چاہیے تھا کہ وہ کسی معمولی بدمعاش کے ساتھ کام نہیں کر رہا۔ اس کا حلیف کوئی بڑی چیز ہے۔"

"اس کی آڑ لے کر تم بھی طعن و تشنیع کرلو۔" میں نے ویرا کے تبصرے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جواب دیا "خرابی یہ ہے کہ شروع سے آخر تک اس کی کوئی بات بے ربط نہیں تھی۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ پہلے جھوٹ بول رہا تھا یا اس نے بعد میں جھوٹ کا سہارا لیا۔"

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

"یہ تجزیے میرے بس سے باہر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ دنیا اتنی سمٹ کر رہ گئی ہے۔ سلطان شاہ کے ہاتھوں زخمی ہونے والے پاکستانیوں کے بارے میں وہ پوری طرح باخبر تھا۔"

"وہ اپنے ملک سے کنٹ کرشی یا ڈیوڈ اسٹارز والوں کے لیے کام کرنے آیا تھا۔ وہاں سے تربیت کے لیے امریکا آگیا۔ نوٹ کرنے والی بات یہ ہے کہ اس کے بڑوں نے اسے فراموش نہیں کیا۔ اسے خط کی صورتِ حال سے باخبر رکھ رہے ہیں تاکہ وہ اس سے کبھی بھی فائدہ اٹھا سکے۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ بریفنگ اس کے بہنوئی کی موت کی وجہ سے اسے بھیجی گئی ہو۔"

"اس کے بہنوئی کی موت کا کراچی کے زخمیوں سے کیا تعلق تھا؟ میرے ساتھ ہونے والی گفتگو میں اس نے ہر ہر نکتے سے بھرپور نفسیاتی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔"

"تمہیں پسینے چھوٹ گئے تھے۔" ویرا نے نظریں گھما کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی میرے سر پر لٹھ بھی رسید کر دیتا تو مجھے اتنی حیرت نہ ہوتی جتنی اس کی باتوں سے ہو رہی تھی۔ خود تمہارے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ شاید وہ واقعی رات بھر سوچتا رہا تھا۔"

"اب تم نے اسے کس شمار میں رکھا ہے؟" ویرا نے تولنے والے لہجے میں پوچھا۔

"ہم تلوار کی تیز دھار پر چل رہے ہیں۔ امریکی قانون ہمارا بدترین دشمن ہے۔ یہاں ہم بہت صاف ذہن کے ساتھ اپنا وجود برقرار رکھ سکتے ہیں۔ ذہن ذرا بھی دھندلایا تو ہم بے موت مارے جائیں گے۔ اپنی تمام یقین دہانیوں کے باوجود وہ اب ناقابلِ اعتبار ہے۔"

"تو کیا اس کی باری بھی آنے والی ہے؟" ویرا کی آواز معنی خیز تھی۔

"اس کا انحصار خود اس کے رویے پر ہوگا۔" میں نے سوچتے ہوئے کہا "ہو سکتا ہے کہ وہ اس سرزمین پر ہمارا آخری شکار ثابت ہو۔"

"نک موڈلے کے بارے میں تم کیا سوچ رہے ہو؟" ویرا ہر بات اسی وقت جان لینا چاہتی تھی۔

"سب سے پہلے میں واپسی کی بکنگ کرانی چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ہی کچھ دیکھا جائے گا۔"

"واپسی؟" ویرا کے ہونٹوں سے تحیر زدہ آواز نکلی "اسے تم نے ٹھوس خلائی ایندھن کے ذخائر کی تلاش میں لگایا ہوا ہے۔ اس کا کیا بنے گا۔"

"اسے سمجھنے دو کہ ہم اس سے معلومات حاصل کرنے کی امید لگائے یہاں دھرنا دیے بیٹھے رہیں گے۔ اس ذخیرے کی تباہی کے لیے وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈالیں گے۔ امریکا کو شاید زیادہ فرق نہیں

ویٹریات

"ویٹر! میرے پیٹ میں چوہا ہے۔"

"سر! پانچ روپے کی پلیٹ میں ہم چوہا ہی پیش کر سکتے ہیں، بلی نہیں۔"

"ویٹر! دو گھنٹے ہو گئے ہیں، آخر کھانا کب لگے گا؟"

"سر! بس باورچی لکڑیاں لینے گیا ہے۔ آجائے تو فوراً تازہ کھانا پکا کر پیش کر دیا جائے گا۔"

"ویٹر! ایک چمچ لاؤ میں سوپ پینا چاہتا ہوں۔"

"سر! کل کے بنے اس سوپ کو پینے کے لیے آپ کو چمچ کی نہیں، چھری کانٹے کی ضرورت پڑے گی۔"

"ویٹر! تمہارے ہوٹل میں ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ ساتھ لانا کیوں ضروری ہوتا ہے؟"

"سر! ہمارے مناسب بل اور غیر مناسب ٹپ کی وجہ سے۔"

"ویٹر! تمہارے ہوٹل کی سب سے بہترین ڈش کون سی ہوتی ہے؟"

"سر! دھلی ہوئی۔"

"ویٹر! مجھے کھانے کے بعد کیا کرنا چاہیے؟"

"سر! کھانے کے فوراً بعد آپ کو ڈاکٹر سے ٹائم لینا چاہیے۔"

"ویٹر! بل لاؤ۔"

"سر! ٹپ ملا کر یا ٹپ علیحدہ دیں گے۔"

"ویٹر! کھانا کھانے کے بعد مجھے چکر کیوں آرہے ہیں؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے سر! بل تو ابھی میں نہیں لایا۔"

پرنس کشمیری کی بہاولپور سے عنایت

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

پڑے گا۔ اس نے ہاتھی اور چیونٹی کی مثال ٹھیک ہی دی تھی۔"

"تم اسے دھوکا دے کر یا اس سے بچ کر یہاں سے نکلنا چاہ رہے ہو؟"

"یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ ابھی میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ امریکا میں ہمارا آخری شکار بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ راداں کو اسے کھونے پر بہت صدمہ پہنچے گا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی تمہارا ذہن صاف نہیں ہے۔ آگے جو ہوگا' دیکھا جائے گا۔"

میں نے ویرا کی بات کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ بدری ناتھ سے بات کرنے کے بعد میرا ذہن بری طرح الجھا تھا اور میں خطرات کو دبے پاؤں اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا۔

ابتدائی باتوں میں بدری ناتھ نے یہ جاننا چاہا تھا کہ امریکا میں میرے معاونوں کی تعداد کیا تھی۔ وہ ایک نازک اور حساس سوال تھا جس کی اہمیت ویرا کے پلے نہیں پڑ سکی تھی۔

فورٹ ہاؤس پر چاروں داؤدی ستاروں اور ان کے حواریوں کے خلاف کارروائی میں ہم سے سب سے بڑی اور سنگین غلطی یہ ہوئی تھی کہ اس میں ویرا بیم گن استعمال کر بیٹھی تھی۔

جدید ہتھیاروں کا کوئی بھی ماہر اس کا شکار ہونے والے کا زخم دیکھ کر ہی بیم گن کے استعمال کی نشان دہی کر سکتا تھا اور یہ خبر بیم گن کے نام کے بغیر اخبارات میں آچکی تھی۔ بیم گن بازاروں میں ملنے والی کوئی عام گن نہیں تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ شی کے ہر آئی مین کو یہ گن دی جاتی تھی اور ویرا نے بھی ایک آئی مین سے ہی وہ گن حاصل کی تھی۔

شی امریکا کی سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھنے والی تنظیم تھی۔ اس کے ہر آئی مین کو وہ بیم گن پینٹاگون سے حاصل کر کے دی جاتی تھی جس کا کہیں نہ کہیں ریکارڈ ہونا ضروری تھا۔ بلیک ڈیڈ ویرا اور جمی لائیڈ کے ہمدردوں میں سے تھا۔ یہ یقینی بات تھی کہ اس نے شی کے کسی آئی مین سے وہ گن لے کر عارضی طور پر ویرا کے حوالے کی تھی۔ امریکا سے واپسی سے پہلے ویرا وہ گن بلیک ڈیڈ کو لوٹانے کی پابند تھی۔

فورٹ ہاؤس میں دو داؤدی ستاروں کے جسموں پر بیم گن کے جھلسے ہوئے سوراخ امریکی حکام کو چونکانے کے لیے کافی تھے۔ بیم گن کے استعمال کا یقین ہوتے ہی وہ یہ اندازہ لگاتے کہ فورٹ ہاؤس پر حملہ آور ہونے والوں میں شی کا کوئی نہ کوئی آئی مین ضرور شامل تھا۔ بیم گنز کے اجرا کا ریکارڈ موجود ہونے کی بنا پر پینٹاگون کے حکام کسی بھی لمحے امریکا میں موجود ہر آئی مین سے رابطہ کر سکتے تھے۔ اس کے نتیجے میں وہ شخص فوراً گرفت میں آجاتا جس نے اپنی بیم گن بلیک ڈیڈ کو مستعار دی ہوئی تھی۔ شی والے حکومت سے ہمیشہ بہت قریب رہے تھے' بلیک ڈیڈ کی نشان دہی ہوتی اور ہمارے لیے اس ملک کی زمین تنگ ہونی شروع ہو جاتی۔

شاید بدری ناتھ نے بھی شی کا نام لیے بغیر کئی سے پوچھ گچھ کر کے شی کے کتنے مخبر فین میری مدد کر رہے تھے۔ میرے اور ویرا کے قریبی مراسم زیرِ زمین عالمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں تھے۔ ہر وہ شخص جانتا تھا کہ ویرا نے محض میری وجہ سے اپنے باپ سے ٹکر لے کر اس کے اور امریکا کے مفادات کے خلاف کام کرنا شروع کیا تھا۔ شاید بدری یہ سمجھ رہا تھا کہ شی میں ویرا کے ہمدرد چوری چھپے میرا ساتھ دے رہے تھے۔

وہ دو اور دو' چار جیسی سیدھی سادی مساوات تھی۔ ہم میں سے ہر شخص کے گرد گھیرا تنگ ہونے سے پہلے ہمارا امریکا سے نکل جانا ناگزیر ہو چکا تھا۔ وقت کی دوسری اہم ضرورت یہ تھی کہ بیم گن بلیک ڈیڈ کو لوٹا دی جائے تاکہ اسے اس کے اصل مالک کی تحویل میں پہنچایا جا سکے۔

"تم اس وقت بوجھ بجھکڑ بنے کس سوچ میں ڈوبے ہوئے ہو؟" کچن کا چکر لگانے کے بعد ویرا نے پوچھا۔

"تلوار کی دھار مزید باریک اور تیز ہوتی نظر آرہی ہے۔ ہمیں پہلی فرصت میں بیم گن سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے ورنہ یہ کسی کے بھی گلے پڑ سکتی ہے۔" میں نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔" ویرا آنکھیں نکال کے بولی "بلیک ڈیڈ کا یہ تحفہ عارضی اور قابلِ واپسی ہے۔ اسے پھینکنے کی حماقت بھی نہ کرنا۔ اس نے یہ کسی آئی مین سے ادھار لی ہوگی۔"

"چھٹکارے سے میرا یہی مطلب تھا کہ اسے بلیک ڈیڈ کو لوٹا دیا جائے۔"

"شاید تمہارا معدہ خراب ہو گیا ہے اسی لیے تمہیں بیداری کی حالت میں برے برے خواب نظر آرہے ہیں۔ یہ خاموش اور مہلک ہتھیار ہر قدم پر ہماری ضرورت ثابت ہوگا۔"

اس کی بات بھی غلط نہیں تھی۔ میں پُرتشویش نظروں سے اسے گھور کر رہ گیا۔

"ذرا بلیک ڈیڈ کو تلاش کرو۔ اس سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" کچھ دیر بعد میں نے ویرا سے کہا۔

ویرا اپنی جگہ چھوڑ کر ناگواری کے انداز میں فون کی طرف بڑھی ہی تھی کہ گھنٹی بج اٹھی۔ ویرا نے منہ بنا کر اسپیکر فون آن کر دیا۔

"روزی بے بی! آئی ایم سوری مگر کچھ ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ کیا تم میرا دیا ہوا تحفہ مائیک کے ہاتھ اسی وقت مجھے بھجوا سکتی ہو؟" ویرا کی ہیلو کے جواب میں بلیک ڈیڈ کی معذرت خواہانہ آواز ابھری۔

"چاہو تو میں اس کے ساتھ چند روز کا کرایہ بھی تمہیں بھجوا دوں۔" ویرا نے مجھے گھورتے ہوئے' بھنائے ہوئے لہجے میں بلیک ڈیڈ کو جواب دیا۔

"اوہ بے بی! مجھے معلوم تھا کہ تم ناراض ہو جاؤ گی مگر بہت

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

مجبوری ہے۔"

"اور میں مائیک کے ہاتھ... ایک لفافہ بھی بھیج رہا ہوں۔" سلسلہ منقطع ہونے سے پہلے اونچی آواز میں کہا "یورپ کی بھی ایرلائن پر ہماری واپسی کی نشستیں بک کرادو۔"

"تم آن ایئر ہو۔" اس نے اسلم کو امریکی لہجے میں ہاڑ کر کہا۔ "اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ تم فوراً ہی واپسی پر تل جاؤ۔ میں تمہیں گا تو تمہیں پوری تفصیل بتاؤں گا۔ تم خود میری مجبوری کے ائل ہو جاؤ گے۔"

"یہ دونوں الگ الگ باتیں ہیں۔ تمہاری بے بی ایلی فنٹ کے روٹھنے سے پہلے میں واپسی کا ارادہ کرچکا تھا۔ اس کے اسباب بھی ملاقات پر سن لوگے۔ یہ کام بہت ضروری...."

میری بات ادھوری رہ گئی۔ بلیک ڈیڈ سے بات کرتے ہوئے پہلی بار سی ایس ڈی پر سرخ بلب روشن ہوا' ہلکا سا بزر چیخا اور لائن بے جان ہوگئی۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ میرے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ بلیک ڈیڈ کے فون پر نامعلوم وجوہ کی بنا پر آبزرویشن لگا دیا گیا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے' تم کھل کر مجھے کوئی بات کیوں نہیں بتاتے؟" ویرا اعصاب زدہ آواز میں غرائی' سی ایس ڈی کی غیر متوقع مداخلت نے اسے ہراساں کردیا تھا۔

"پُرسکون رہنے کی کوشش کرو۔ شاید ہمارا کھیل کسی خطرناک مرحلے میں داخل ہونے والا ہے۔ بدری ناتھ پکا حرام زادہ ہے۔ اتنی باتیں کرنے کے باوجود اس نے مجھ سے بعض باتیں چھپائی ہیں۔"

ویرا کے لیے خود کو پُرسکون بنانے کی ایک ہی راہ تھی۔ وہ کسی الم زدہ گھریلو خاتون کی طرح بکتی جھکتی ہوئی کچن کی طرف چل دی۔ مجھے معلوم تھا اس کی واپسی اسکاچ کی بوتل یا کم از کم لبریز گلاس کے ساتھ ہوگی۔ میں نے فوراً ہی مائیک کے لیے کال بیل بجادی۔

مائیک کسی جن کی طرح فوراً ہی آموجود ہوا۔ اس کے پیچھے ویرا اسکاچ کے گلاس کے ساتھ آگئی۔

ویرا نے اپنے بیگ میں سے چرمی ہولسٹر میں لپٹی ہوئی بیم گن نکال کر ہتک آمیز انداز میں مائیک کے سامنے ڈال دی۔ میں نے بریف کیس سے دونوں پاسپورٹوں کا لفافہ نکال کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا "یہ دونوں چیزیں اسی وقت بلیک ڈیڈ کو پہنچا دو۔ ہمیں کسی بھی نان امریکن ائرلائن سے کراچی کے لیے بکنگ چاہیے۔ کل کی کوئی پرواز مل سکے تو بہت اچھا ہوگا۔"

مائیک کا دہانہ احمقانہ انداز میں کھلا اور پھر اچانک بند ہوگیا۔ اپنی طرف سے حیرت کے اس بے ساختہ اور خاموش اظہار کے بعد اس نے لفافے میں سے پاسپورٹ نکالے جن کے ساتھ ہمارے ٹکٹ بھی موجود تھے۔

"نان امریکن ائرلائن ناممکن ہے۔" اس نے ایک ٹکٹ کا جائزہ لیتے ہی اعلان کردیا۔

مجھے فوراً ہی اپنی حماقت کا احساس ہوگیا۔ حالات کے بدلتے ہوئے دباؤ میں میں یہ فراموش کر بیٹھا تھا کہ ہمارے پاس امارات کے ٹکٹ تھے جن کے ذریعے نیویارک لندن سیکٹر پر امریکن ائرلائن سے ہی سفر کرنا تھا۔ لندن سے دبئی کے راستے امارات کی پرواز مل سکتی تھی۔

میں نے اپنی غلطی کو نبھانے کے لیے جلدی سے کہا "دیکھ لینا۔ ہمارے ٹکٹ پورے کرائے کے ہیں۔ ان پر کوئی ڈسکاؤنٹ نہیں ہے۔ ایسے مسافروں کو شاید ہر ائرلائن قبول کرلیتی ہے۔"

مائیک کو غیر ضروری مداخلت پر ایک مرتبہ بھرپور خوراک مل چکی تھی۔ اس نے میری ہدایات کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا اور دونوں چیزیں لے کر خاموشی سے چلا گیا۔ اس نے ہم سے یہ پوچھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی کہ اس وقت بلیک ڈیڈ کہاں ہوگا۔

ویرا خاموش بیٹھی وہ تماشا دیکھتی رہی۔ مائیک کے جانے کے بعد ایک دم پھٹ پڑی "تم ایک بات کہتے ہو' تھوڑی دیر بعد کالا کتا بھی وہی بات کہتا ہے۔ تم دونوں مجھے زچ کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو؟"

"دھیرج' دھیرج.... ایسی بات تم نے انگریزی میں کہی ہوتی تو کالا کتا برا مان کر تمہیں کاٹ بھی سکتا تھا۔ ہماری کوئی ملی بھگت نہیں ہے۔ یہ وہی بات ہے جو بدری ناتھ کہہ رہا تھا۔"

"وہ صحیح کہہ رہا تھا۔" ویرا جل کر بولی "تم کالی زبان ہو۔ جو منحوس بات منہ سے نکالتے ہو' ہو کر رہتی ہے۔ اس وقت بیم گن کی وجہ سے کون سی قیامت آنے والی تھی؟"

"میرا صرف قیاس تھا۔ اصل وجوہ پر وہی روشنی ڈال سکتا ہے جس نے اپنا تحفہ واپس منگوایا ہے۔" میں نے مسمسی صورت بنا کر بے چارگی سے کہا۔

"ہم کل تک یہاں کیا کریں گے؟ تم نے آج کی بکنگ کیوں نہیں کروائی؟"

"بکنگ تو اب اللہ کی رضا اور ائرلائن والوں کی رضامندی سے ہوگی۔ سنا ہے کہ یہاں سے بحرِاوقیانوس کے پار جانے والی پروازیں شام تک نکل جاتی ہیں تاکہ وقت کے فرق کے ساتھ صبح تک یورپ پہنچ سکیں۔ رات کو وہ اپنے ہوائی اڈے بند کردیتے ہیں۔"

ویرا پھاڑ کھانے والی نظروں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ میں اسے نظرانداز کرکے ٹیلی وژن کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو وہ میرے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر آبیٹھی اور میرا شانہ ہلاتے ہوئے درشت لہجے میں بولی "بننے کی کوشش مت کرو اور میری بات کا جواب دو!"

"میں نے بتایا نا کہ آج کے لیے دیر ہوچکی ہے۔ کل کا پروگرام ہی بہتر رہے گا۔"

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

"پروگرام نہیں بیم گن۔ میں اس کی بات کر رہی ہوں۔ اس سے کیا مصیبت آ رہی تھی۔"

"اپنے اسباب پر بلیک ڈیڈ ہی روشنی ڈال سکے گا۔ میری دانست میں کل رات بیم گن غلط بلکہ غیر ضروری طور پر استعمال کی گئی تھی۔" اس کی بھلاہٹ کو دیکھتے ہوئے میں نے سنجیدگی اختیار کرلی۔

"کیسے؟ میں اس کا سبب جاننا چاہتی ہوں۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"امریکا میں بیم گن شاید مخصوص فوجیوں اور شی کے آئی مین کے ہی پاس ہوتی ہے۔"

ویرا کے چہرے پر چھائی ہوئی بھلاہٹ کافور ہوگئی۔ اس نے اپنے گلاس سے ایک گھونٹ لیا اور اس کی آنکھوں میں حیرت تیرنے لگی "تمہیں معلوم تھا کہ میں بیم گن استعمال کروں گی۔ تم نے کل رات ہی مجھے کیوں نہیں روکا؟"

وہ ذہین تھی۔ مجھے خوشی ہوئی کہ میرا ایک فقرہ سن کر ہی وہ پوری بات سمجھ گئی تھی۔ میں نے نرمی سے کہا۔ "کل رات مجھے بھی اس خطرے کا ادراک نہیں تھا۔ بدری کی کہی ہوئی باتوں پر غور کرتے ہوئے میرے ذہن پر یہ خطرہ منکشف ہوا تھا۔"

"پھر بلیک ڈیڈ کی پریشانی اور عجلت قابلِ فہم ہے۔ اگر کوئی جانچ پڑتال شروع ہو چکی ہے تو بیم گن کو جلد از جلد اس کے اصل مالک تک پہنچ جانا چاہیے۔"

"روانگی کی تیاری شروع ہو چکی ہے تو اب نک موڈلے کی بھی خبر لینی چاہیے۔"

"بیم گن سے محرومی کے بعد یہ کام خاصا دشوار ثابت ہوگا۔" ویرا نے تبصرہ کیا۔

"کسی پُرشور ہتھیار کے مقابلے میں وہ بہت بہتر تھی۔ یہی کام ہاتھوں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔"

"اگر بلیک ڈیڈ نے عجلت سے کام نہ لیا ہوتا تو میں اپنا منصوبہ بنا چکی تھی۔"

"اب وہ متروک ہو چکا ہے۔ پھر بھی میں جاننا ضرور چاہوں گا۔" میں نے دلچسپی ظاہر کی۔

"یہاں زندگی کا محور صرف اور صرف بجلی ہے۔ عمارت جتنی بڑی ہوگی، بجلی پر انحصار بھی اسی قدر زیادہ ہوگا۔ نیویارک ہلٹن اینڈ ٹاورز میرا دیکھا ہوا ہے۔ وہاں بجلی کے موٹے زیرِ زمین تار کہیں نہ کہیں فرش سے برآمد ہو کر عمارت میں پھیلتے ہوں گے۔ بیم گن کی پتلی سی دھار سے ان تاروں کو کاٹ کر پورے ہوٹل میں بدترین افراتفری پھیلائی جا سکتی تھی۔ یہ کام میرے ذمے ہوتا، تم مقررہ وقت پر اس کے فلور پر ہوتے۔ اندھیرا اور افراتفری پھیلتے ہی اسے ٹھکانے لگا دیتے۔"

میں نے اتنے بڑے ہوٹل میں ہنگامی روشنیوں وغیرہ کا ذکر کرکے بات کو طول نہیں دیا۔ ویرا کا جواب یہی ہوتا کہ نیویارک جیسے شہر میں بجلی فیل ہونے کا تصور ہی نہیں تھا تو ہنگامی بندوبست کی کیا ضرورت تھی۔

ویرا اپنے سکون آور مشروب سے شغل کرتی اور میرے ساتھ نک کے مسئلے پر سر کھپاتی رہی۔ ہم نے بہت دیر تک کئی متبادل طریقوں پر تبادلۂ خیال کیا لیکن اسے راہ سے ہٹانے کے کسی محفوظ طریقے پر متفق نہیں ہو سکے۔ اس دوران میں ویرا مجھے اپنا ساتھ دینے پر آمادہ کر چکی تھی۔

مجھے یہ فکر بھی پریشان کر رہی تھی کہ بلیک ڈیڈ سے بات کرتے ہوئے یکایک کیا مداخلت ہوئی تھی۔ گفتگو کے دوران میں لائن کٹ ہی گئی تھی تو بلیک ڈیڈ کو اخلاقاً دوبارہ نمبر ملا کر بات کرنی چاہیے تھی۔ ہمیں کچھ پتا نہیں تھا کہ اس وقت وہ کہاں ہوگا اور ویرا فون پر زیادہ وقت برباد کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

دوپہر کے بعد ڈور بیل بجی تو مجھے حیرت ہوئی کہ اس وقت کون آگیا تھا۔ مائیک کے پاس چابی موجود رہتی تھی۔ وہ گھنٹی بجائے بغیر دروازہ کھول کر اندر آسکتا تھا۔ میں قدرے تشویش کے عالم میں دروازے پر پہنچا تو ڈور لینس کے ذریعے بلیک ڈیڈ کا چہرہ نظر آیا۔

میں نے دروازہ کھول دیا۔ بلیک ڈیڈ جھپاک سے اندر آگیا "یہ بتاؤ کہ روزی کہاں ہے؟"

"بیڈ روم میں بیٹھی تحفے سے محرومی کا غم غلط کر رہی ہے۔" میں نے مسکرا کے بتایا۔

وہ سیدھا اسی طرف چل دیا اور ویرا کا سامنا ہوتے ہی سراپا انکسار بن کر اس سے معافی تلافی کرنے لگا۔ اپنی ان کوششوں میں وہ ویرا کے سر پر سوار ہوا جا رہا تھا۔

"آرام سے کرسی پر بیٹھ کر بات کرو۔" ویرا نے اسے بے اعتنائی سے پرے دھکیلتے ہوئے کہا "تم نے بات کرتے کرتے اچانک فون بند کیوں کر دیا تھا؟"

"میں کیوں بند کرتا؟ میں سمجھا کہ مداخلت محسوس کرکے ڈینی نے فون بند کیا ہے۔" اس نے جلدی سے صفائی پیش کی "وہ غلطی جوڈی کی تھی۔ اُلو کی پٹھی بالکل سٹھیا گئی ہے۔ میں بات کر رہا تھا اور اس نے دوسرے انسٹرومنٹ کا ریسیور اٹھا لیا۔ میں نے اس کی خاصی ٹھکائی کی ہے۔ آج کے تھپڑ وہ برسوں نہیں بھلا سکے گی۔ اسے گھمنڈ ہو گیا تھا کہ وہ جو چاہے، کرتی پھرے۔ میں اسے کچھ نہیں کہوں گا۔"

بلیک ڈیڈ کی آمد نے ہماری ایک تشویش رفع کر دی۔ ویرا نے فوراً اگلا سوال داغ دیا "تمہیں بیم گن کی کیا ضرورت پیش آگئی؟ اس سے بہتر تھا کہ وہ تم نے مجھے نہ دی ہوتی۔"

"اس معاملے میں میں خود کو تمہارا مجرم محسوس کر رہا ہوں اسی لیے اپنی اہم ترین مصروفیات کو پس پشت ڈال کر یہاں دوڑا چلا آیا۔ دراصل غلطی میری تھی۔ تم پیری کاویل کو جانتی ہو گی۔ اس

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

کی یہ بیم گن پچھلے کئی مہینوں سے میرے پاس پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھے بغیر تمہیں دے دی۔ مجھے معلوم تھا کہ تم خوش ہو جاؤ گی...."

"تم دیکھ سکتے ہو کہ میں ابھی تک بہت خوش ہوں۔" ویرا نے درمیان میں لقمہ دے کر زبردستی دانت نکال دیے۔ بلیک ڈیڈ سر جھٹک کر بے ساختہ ہنس پڑا۔

"آج صبح بوسٹن سے پیری کا فون آیا۔ پینٹاگون کے کسی انسپکٹر نے اسے فوری طور پر بیم گن واپس لوٹانے کی ہدایت کی تھی۔ میں نے اس سے امانت میں خیانت کا اعتراف کرنے کے بجائے تم سے شرمندگی مول لینے کو ترجیح دی۔ اب میرا ایک آدمی بیم گن لے کر بوسٹن گیا ہوا ہے۔ میں نے پیری کو ہدایت کی ہے کہ وہ میرے آدمی کے سامنے ہی گن چلا کر چیک کرلے کہ وہ ٹھیک کام کر رہی ہے۔"

"تاکہ اس کے کل رات چلائے جانے کا ثبوت باقی نہ رہے۔" میں نے کہا۔

"ایک غلط کام کو چھپانے کے لیے دس غلط کام کرنے پڑتے ہیں۔" وہ بے پروائی سے بولا "میں نے اس پر سے سارے نشان وغیرہ بھی بالکل صاف کردیے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ پینٹاگون والے اپنی تجربہ گاہوں میں ان کی جانچ پڑتال کرنے بیٹھ جائیں۔ ایسے اسپیشل ہتھیاروں سے پرہیز ہی اچھا ہوتا ہے۔"

"غلطی تمہاری تھی۔ تم نے ویرا کو خوش کرنے کی کوشش نہ کی ہوتی تو اس نے بھی اسے استعمال نہ کیا ہوتا۔ ہم میں سے کسی کے صرف دو راؤنڈ زیادہ خرچ ہوتے۔"

"ویرا نے مجھے معاف کردیا۔ وہ قصہ ختم ہوگیا۔ یہ بتاؤ کہ تمہاری واپسی کا کیا چکر ہے؟"

"فورٹ ہاؤس میں ویرا کا انتقام پورا ہوچکا ہے۔ پریس کے تیور اچھے نہیں ہیں۔ یہ معاملہ خوب اچھالا جائے گا۔ یہاں رکے رہے تو ہم دونوں بھی زد میں آجائیں گے۔" میں نے کہا۔

"میرے سامنے پریس والوں کی رگ دبتی ہے۔ میں انہیں خوب کھلاتا پلاتا ہوں۔ کئی رپورٹروں کو میرے ٹھکانوں سے بھتے ملتے ہیں۔ تم نے دیکھ لیا کہ کوئی کھل کر میرے خلاف لکھنے کی جرأت نہیں کرسکا۔"

"حالانکہ تم یہی چاہتے تھے۔" ویرا نے ٹکڑا لگایا "سزایابی کا خوف نہ ہوتا تو تم پورے نیویارک میں بینر لگوا دیتے کہ ڈیوڈ اسٹارز تم سے ٹکرا کر فنا ہوئے ہیں۔"

"میں جو کچھ چاہتا تھا وہ پورا ہوچکا ہے۔ لوگ سطروں کے درمیان بین لکھی تحریر کو بھی سمجھ لیتے ہیں۔"

"تم سے ابھی تک باز پرس یا تفتیش کا سلسلہ شروع نہیں ہوا؟" ویرا نے پوچھا۔

"کیسی باز پرس؟ کس بات کی تفتیش؟" بلیک ڈیڈ نے فضا میں ہاتھ اچھال کر کہا۔

"وہاں سے تمہارے ایک آدمی کی لاش ملی ہے۔" میں نے اسے یاد دلایا۔

"میرا رسمی مؤقف تم نے اخبار میں پڑھ لیا ہوگا۔ باقی باتیں میرے وکیلوں کے علم میں ہیں۔ میں نے انہیں اور انہوں نے مجھے ہر بات سمجھا دی ہے۔ پولیس کچھ جاننا چاہتی ہے تو میرا وقت برباد کرنے کے بجائے میرے وکیلوں سے رجوع کرے۔ کوئی قانونی مجبوری لاحق ہوئی تو وہ مجھے مناسب مشورہ دیں گے۔"

"کیا امریکا میں جرم کرکے بچ نکلنا اتنا ہی آسان ہوتا ہے؟" میں نے ویرا سے پوچھا۔

"اس کے لیے صرف دو باتیں ضروری ہیں۔" ویرا سے پہلے بلیک ڈیڈ بول پڑا "تم کو اپنے قانونی حقوق کا پورا علم ہونا چاہیے اس کے ساتھ ساتھ اچھے وکیلوں کے بڑے بڑے پیٹ بھرنے کے لیے مالی وسائل کی موجودگی ضروری ہے.... جرم کی شہادتیں سامنے ہوں تو پھر کوئی گئی گزری جیوری بھی مجرم کو معاف نہیں کرتی' ہر وسیلہ دھرا رہ جاتا ہے۔"

"تمہاری دانست میں وہاں آٹھ لاشوں اور چار زخمیوں کی موجودگی کو شہادت نہیں مانا جائے گا؟" میں نے متعجب ہو کر سوال کیا۔

"وہ واقعہ ہے۔ وہاں میری موجودگی کی کوئی شہادت نہیں مل سکے گی۔" وہ فخر سے بولا۔

"میرے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ تم اپنے دفاع کی طرف سے اتنے مطمئن ہو۔"

"مطمئن نہ ہوتا تو ویرا سے معذرت کے لیے یہاں تک دوڑا نہ چلا آتا۔" اس نے کہا۔

"مجھے مائیک کی واپسی کی توقع تھی۔ اسے تم کہاں چھوڑ آئے؟" ویرا نے پوچھا۔

"وہ تم دونوں کی بکنگ کے لیے گیا ہوا ہے۔ یہاں سے آئے دن پروازوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن رش کم ہونے میں نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا سال پورا یورپ اور امریکا اِدھر سے اُدھر سفر کرتا رہتا ہے۔ دیکھو کب کی نشستیں ملتی ہیں۔"

"ہم جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتے ہیں۔ کیا تم اپنا اثر رسوخ استعمال نہیں کرسکتے؟"

"مائیک ان کاموں میں ماہر ہے۔ تم اس پر اعتماد کرسکتی ہو۔"

"جانے سے پہلے ایک کام میں تمہاری مدد کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔" سفر کا موضوع ختم ہوتے ہی میں نے بلیک ڈیڈ سے اپنے مطلب کی بات چھیڑ دی۔

"تم دونوں نے میرے لیے جو کچھ کیا ہے اس کے بعد میں تمہارے لیے دنیا کے آخری سرے تک دوڑ لگا سکتا ہوں۔ تم کام بتاؤ۔ ممکن ہوا تو وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔"

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

...ین ہوٹل کے ایک بڑے ہوٹل میں مقیم ایک امریکی کو اغوا ...کا منصوبہ درپیش ہے۔"

"اوہ بی بی!" میری بات سنتے ہی بلیک ڈیڈ نے تاسفانہ انداز میں ...ے کہا "یہ بداخلاقی ہے۔ خود پی رہی ہو۔ مجھ سے پوچھا تک ...ا۔ ذرا ہم دونوں کے لیے بھی ڈرنک بنا لاؤ۔"

...ر کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا۔ اسے بلیک ڈیڈ کا ...نہ انداز پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ کوئی تعرض کیے بغیر کچن کی ...ب چل دی اور بلیک ڈیڈ میری طرف جھک آیا۔

"وہ امریکی کون ہے؟ اپنی برادری کا کوئی آدمی؟" اس نے ...ی دلچسپی سے پوچھا۔

"وہ ایک یہودی نہیں بلکہ سفارت کار ہے۔ پاکستان میں خاصا ...پھیلا کر آج کل یہاں آیا ہوا ہے۔ اس کے اعمال کے اعتبار سے ...ے اپنی برادری کا فرد نہیں سمجھ سکتے ہو۔"

"صرف اغوا اور پوچھ گچھ کا ارادہ ہے یا آگے بھی کچھ ہونے ...کان ہے؟" اس نے پورے خلوص سے سوال کیا۔

"شاید بات آگے تک جائے گی۔ یہ کام نہ ہو سکا تو مجھے ہمیشہ ...ش رہے گی۔"

"اس کا نام پتا بتا دو۔ میں دیکھوں گا کہ کیا ہو سکتا ہے۔" وہ سوچتے ہوئے بولا۔

"تمہارے اخلاص سے کچھ نم ہلی سی محسوس ہو رہی ہے۔" میں نے ...ی سے کہا۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ اگر وہ عام تو ہی کی طرح سامنے آ رہا ہے تو اسے یہاں پہنچانا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔ اس پر محافظ مامور ہوں گے تو بہت کچھ سوچنا پڑے گا۔ میں کسی بھی کام میں اوچھا ہاتھ ڈالنے کا عادی نہیں ہوں۔ ہونے والا کام ہو تو بس ہو کر ہی رہتا ہے۔"

"وہ اپنے ملک میں ہے۔ مجھے امید نہیں کہ اس کو کوئی غیر معمولی پروٹوکول دیا جا رہا ہوگا۔" میں نے کہا "اسے لانے کے لیے یہ جگہ شاید مناسب نہیں رہے گی۔ اس نے غل غپاڑا مچایا تو لوگ متوجہ ہو جائیں گے اور کام بگڑ جائے گا۔"

"اسے منہ باندھ کر بے ہوشی کی حالت میں لایا جائے گا۔ پوچھ گچھ تحریر کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ اس کا باپ بھی یہاں کوئی گڑبڑ نہیں کر سکے گا۔ دوسری جگہ تم بے آرامی محسوس کرو گے۔"

اس کی بات میں وزن تھا۔ میں نے اس کی تجویز قبول کر لی۔ اس وقت ویرائٹی میں ڈرنکس کے لوازم لے آئی۔ اس نے بلیک

فلسطین کی جنگ آزادی میں شامل ایک پاکستانی جاں باز کی ناقابل فراموش جدوجہد

جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں ..... جب خون جگر برفاب ہوا

جاسوسی ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی

علی یار خان کی سرگزشت

مجاہد

کہانی صورت (گیارہ حصوں میں مکمل) میں تیار ہے

قیمت فی حصہ -/40 روپے — ڈاک خرچ -/16 روپے

سات حصے ایک ساتھ منگوانے پر رعایتی قیمت صرف /250 روپے

آٹھ حصے ایک ساتھ — صرف /350 روپے

Downloaded from https://paksociety.com

Scanned by CamScanner

ڈیڈ کے حکم کی لفظ بہ لفظ تعمیل کرنے کے بجائے گلاسوں کی تیاری کا کام اس کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

بلیک ڈیڈ نے جب ویرا کو نکا سا جواب دے کر امریکا سے بھاگ جانے کا مشورہ دیا تھا تو میں نے اس کے بارے میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی تھی۔ میں نے اسے خود غرض اور احسان فراموش تصور کرلیا تھا لیکن اس سے مراسم استوار ہونے کے بعد میں اس کی خوبیوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ صاف گو تھا اور اسی وجہ سے کبھی کبھی بددماغ نظر آنے لگتا تھا۔

اس نے جس اطمینان کے ساتھ نک موڈلے کو اٹھالانے کا ارادہ کیا تھا اس پر میرا حیران ہونا قدرتی امر تھا۔ میں نے اس کا نام اور ہوٹل کی تفصیل بتانے کے بعد اس سے پوچھا کہ وہ اسے بھرے پُرے ہوٹل یا بازار سے کیسے اٹھالائے گا تو وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔

"لوگوں کو اٹھانا اور مناسب گوشمالی کے بعد کسی ویرانے میں ڈال دینا ہمارا روزمرّہ کا کام ہے۔ اپنے علاقے کے سرکش اور منہ زور لوگوں کو لگام نہ دی جائے تو ہوا اکھڑنے لگتی ہے۔ شاید تم نے گن سے فائر کی جانے والی ان سرنجوں کے بارے میں سنا ہوگا جو درندوں کے شکاری کھالیں بچانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ لمبی سوئی جسم میں پیوست ہوتے ہی سرنج کا سارا سیّال اپنے زور میں جسم میں اتر کر شکار کو بے ہوش کردیتا ہے۔ وہی دوا' راہ چلتے ہوئے ہاتھ سے بھی انجکٹ کی جاسکتی ہے۔ شکار کے لڑکھڑاتے ہی شکاری مددگار بن کر اسے سنبھال لیتا ہے اور شکار میرے جال میں آجاتا ہے۔"

"خاصا سہل اور آرام دہ طریقہ ہے۔" میں نے اس کی حوصلہ افزائی ضروری سمجھی "شکار ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔"

نک موڈلے کے بارے میں جلد از جلد اطلاع دینے کا وعدہ کرکے بلیک ڈیڈ ہم سے رخصت ہوگیا۔ اس کے جانے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد مائیک واپس آیا۔ اسے دوسرے دن کی آخری پرواز پر چانس پر نشستیں مل رہی تھیں۔ اس نے وہ خطرہ مول لینے کے بجائے تیسرے دن کی نشستیں محفوظ کرالی تھیں۔

"تم نے اپنی مشقت میں خود ہی ایک دن کا اضافہ کرلیا۔ اب جلدی سے کھانا تیار کرلو۔" ویرا نے دوستانہ انداز میں مائیک سے فرمائش کی۔ واپسی کا پروگرام طے ہوتے ہی اس کے موڈ میں خوش گوار تبدیلی آچکی تھی۔ یوں معلوم ہورہا تھا جیسے وہ خود بھی امریکا میں رہ کر پاکستان کو مس کررہی ہو۔

کچن میں ویرا نے اسی جذبے کے ساتھ مائیک کو ڈائننگ ٹیبل پر اپنے ساتھ بٹھالیا۔

ویرا کھانے کے درمیان مسلسل باتیں کرتی بلکہ چہکتی رہی۔ اسی دوران میں اس نے کسی طرح جوڈی کا ذکر نکال کر مائیک کو یہ بھی بتادیا کہ اس روز وہ بڑھیا مار کھا چکی تھی۔ مائیک کے لیے اطلاع ناقابلِ یقین تھی۔ وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر فون کی طرف بھاگا اور کسی سے اس خبر کی تصدیق کرنے لگا۔ واپسی پر خوشی سے اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

جوڈی کے بارے میں بلیک ڈیڈ کی سنائی ہوئی کہانی حرف بہ حرف درست تھی۔

"جی چاہ رہا ہے کہ جوڈی کو فون کرکے اُس سے اسی وقت مزاج پُرسی کی جائے۔" اس نے دوبارہ کھانے میں شریک ہوتے ہوئے حسرت زدہ لہجے میں کہا "اظہارِ ہمدردی کی دو چار فون کالز ملنے کے بعد وہ ان سے گالیوں کی طرح بدکنے لگے گی۔ اس وقت اس کی حالت قابلِ دید ہوگی۔"

"کھانا کھانے کے بعد اپنی یہ اخلاقی ذمے داری بھی پوری کرلینا۔ برے بھلے وقت میں اپنے ساتھیوں کے جذبات میں شرکت سے تعلقات میں گرمجوشی پیدا ہوتی ہے۔" ویرا نے شوخ مسکراہٹ کے ساتھ اسے اکسانے والے انداز میں کہا "اسے بدکنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"تم اسے نہیں جانتیں۔ بلیک ڈیڈ آدمیوں کا جیتا جاگتا عجائب گھر پالنے کا عادی ہے۔ بیکسٹر اور جوڈی کے علاوہ اس کے پاس بڑے مشاہروں پر کئی عجوبے ملازم ہیں جو آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آسکے۔ بھینگا ڈک بھی ان میں شامل ہے۔" وہ از خود ہنستے ہوئے بتا رہا تھا "اس کے پستول یا ریوالور کی نال اس کی نگاہوں کی طرح ہمیشہ ٹیڑھی اٹھتی ہے لیکن اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔ وہ کھڑے کھڑے کسی بھی شخص کے جبڑے پر گدھے کی طرح لات رسید کرسکتا ہے۔ ان خوبیوں کے باوجود وہ بینگن کے نام تک سے چڑتا ہے۔ مرنے مارنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔"

"تم جوڈی کو فون کرتے ہوئے ڈر رہے ہو؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجبوری ہے۔ باس وہاں موجود ہوا تو سمجھ جائے گا کہ جوڈی کے ساتھ شرارت کی جارہی ہے۔"

"تو کیا وہ اپنا بیشتر وقت وہیں گزارتا ہے؟" میں نے ویرا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ کبھی بھی پہلی کال میں بلیک ڈیڈ کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی تھی۔

"نہیں' وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔" مائیک نے گول مول سا جواب دیا "وہ شہر میں موجود ہو تو دن میں ایک آدھ مرتبہ وہاں ضرور جاتا ہے۔"

کھانے کے بعد مائیک برتن وغیرہ سمیٹنے لگا۔ ویرا اٹھ کر چلی گئی مگر میں نے کچن ٹیبل چھوڑے بغیر سگریٹ سلگالی۔ چند ثانیوں کے بعد میں نے مائیک سے پوچھا "کیا یہ مکان کسی قیدی کو رکھنے کے لیے محفوظ ہے؟"

اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور بولا "قیدی کو رکھنے کے

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ہاتھ ذبح بھی کیا جاسکتا ہے۔ تمہیں یہ جاننے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟"

"شاید کوئی مہمان یہاں آہی جائے۔" میں نے مبہم سا جواب دیا۔

"یہ مکان مختصر' ہوا دار اور چاروں طرف سے باہر کھلنے والا ہے۔ کھڑکیوں سے ہر غیر معمولی آواز پڑوسیوں تک پہنچ سکتی ہے۔"

"تم بھول رہے ہو کہ یہ مکان بلیک ڈیڈ کا ہے۔" اس نے یاد دلایا۔ "یہاں ان چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ زمینی کو آسمان تو کیا' زمین تک نظر نہیں آسکتی۔"

"کیا یہاں کوئی تہ خانہ بھی ہے؟" میں نے قدرے حیرت سے سوال کیا۔

"تم بہت عقل مند ہو۔ اس علاقے کے متوسط گھروں میں اسٹور روم کے طور پر چھوٹے تہ خانے ضرور موجود ہیں جہاں ڈیپ فریزر' واشنگ مشین اور دوسرا کاٹھ کباڑ رکھا جاتا ہے۔ نوکروں کا رواج نہیں ہے لیکن مائیک نے یہاں گیراج کے ساتھ سرونٹ کوارٹر صرف اس لیے بنوایا ہے کہ ادھر بنے ہوئے تہ خانے کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ مکان کے بجائے گیراج اور سرونٹ کوارٹر کے نیچے تہ خانہ بنوانے کا مقصد یہی تھا کہ پڑوسیوں کی نظروں سے محفوظ ایک ٹھکانا دستیاب رہے۔"

میری ایک بڑی الجھن دور ہوگئی۔ مختصر سی اصل عمارت مجھے اپنے کسی بھی کام کے لیے مخدوش نظر آرہی تھی۔ عقبی تہ خانے تک موڈلے سے ذرا کھل کر بات چیت ہوسکتی تھی۔

مائیک کچن سمیٹ کر فارغ ہوا تو میں بھی اپنے کمرے میں لوٹ آیا۔ ویرا بستر پر دراز ٹیلی وژن دیکھنے میں مصروف تھی۔ اس پر ہارٹ ہاؤس کے بارے میں کچھ بتایا جارہا تھا۔

میں نے ریموٹ کنٹرول اٹھا کر چینل بدل دیا۔ کچھ بعد تک کمرے میں نے متعدد چینل دیکھے' ہر جگہ سے اسی واقعے کے بارے میں کوئی نہ کوئی پروگرام دکھایا جارہا تھا۔ مرنے والے داؤدی تارے بدروحوں کی طرح ہر چینل سے چمٹ کر رہ گئے تھے۔ میں نے اکتا کر ٹیلی وژن بند کردیا۔

"ٹیلی وژن کھلا رہے تو تنہائی کا احساس نہیں ہوتا۔" ویرا بستر پر پڑے پڑے انگڑائی لے کر بولی "سارے کردار اپنے اردگرد گھومتے ہوئے اور بولتے چالتے محسوس ہوتے ہیں۔"

"اس لعنت نے لوگوں کو ان کے گھروں میں محصور کرکے رکھ دیا ہے۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا "جو وقت دوستوں اور رشتے داروں سے میل جول میں بسر ہوتا تھا' وہ اب تنہائی کے باوجود اس فضول چہرے کے گرد گزر جاتا ہے۔ ہر شخص کو شکایت ہے کہ اسے وقت نہیں ملتا....."

"بس بس.... اب بوڑھی عورتوں کی طرح کلکلا کر کوسنے پیٹنے پر تمہارا کوٹہ ختم ہوا۔" ویرا نے ہاتھ اٹھا کر میری بات کاٹ دی۔ "آج کی دنیا ایک کونے میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ گھر میں پڑے پڑے بھی آدمی دنیا بھر کی خبروں سے واقف ہوتا رہتا ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم پرسوں روانگی کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو؟"

چوڑے بستر پر ویرا سے قدرے دور نیم دراز ہوتے ہوئے میں نے دھیرے سے کہا "شاید نہیں۔ میں یہاں کے لیے ذہن میں ایک طویل پروگرام لے کر آیا تھا۔ اب اسے ادھورا چھوڑ کر بھاگنا پڑ رہا ہے۔ بدری ناتھ کی قلابازی نے خطرات کا امکان یکایک بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔"

"اپنے طویل پروگرام کے بارے میں تم نے آج تک مجھے کچھ نہیں بتایا۔" اس نے میری طرف کروٹ لے لی۔

"تباہیوں اور تخریب کاری کے بوکھلا دینے والے سلسلے کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اس طویل و عریض ملک میں ایسی کارروائیوں کے بے شمار مواقع بکھرے ہوئے ہیں۔ بیم گن ہوتی تو اس کے سہارے نیویارک کے چند کلیدی کیبل کاٹ کر پورے شہر کو تاریک کیا جاسکتا تھا۔"

"میں تمہیں ہرگز ایسا نہ کرنے دیتی۔" ویرا بوکھلا کر بولی "بجلی کا بریک ڈاؤن اس شہر کے لیے قیامتِ صغریٰ بن جاتا ہے۔ تاریخ میں چند بار ہی ایسا ہوا ہے....."

"ٹک موڈلے کے ہوٹل کے لیے یہ تجویز تم ہی نے دی تھی۔" میں نے درمیان میں اسے یاد دلایا "اور پھر انہوں نے تو کراچی میں کینوپ کے بجلی گھر کو کئی ہفتوں کے لیے بند کردیا تھا۔ اس شہر میں بھی امریکیوں جیسے بلکہ شاید ان سے بہتر انسان رہتے ہیں۔"

"جس شہر میں برقی اور مشینی نظام پر انحصار جتنا زیادہ ہوتا ہے' وہاں اتنی ہی بڑی بربادی آتی ہے۔" ویرا نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی "کراچی میں بجلی فیل ہوتی ہے تو صابر و شاکر شہری اندھیرے گھروں کی گرمی میں نل کے پانی پر گزارہ کرلیتے ہیں۔ یہاں کا سماں ہی بدل جاتا ہے۔ لفٹوں اور سب وے میں پھنسی ہوئی

سسپنس اور جاسوسی ڈائجسٹ کے مقبول ترین سلسلے

مفرور سے کل

طاغوت سے کل

صدیوں کا بیٹا

کتابی شکل میں تیار ہیں

آج ہی خط لکھ کر طلب فرمائیں یا اپنے قریبی بک اسٹال سے حاصل کریں

کتابیات پبلی کیشنز ۵ پوسٹ بکس نمبر ۲۳ کراچی نمبر ۱

Downloaded from https://paksociety.com

Scanned by CamScanner

عورتوں پر درندے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ چوری' ڈاکوں' لوٹ مار' زنا' اغوا اور قتل کی اس قدر وارداتیں ہوتی ہیں کہ اگلے پچھلے سب ریکارڈ ٹوٹ جاتے ہیں۔ ذرا سی دیر میں بربادی سے دوچار ہونے والوں میں اکثریت شریف اور بے گناہ شہریوں کی ہوتی ہے۔ نتیجہ سامنے آنے پر تم خود اپنے اقدام پر شرمسار ہو جاتے۔"

"یہ محض ایک مثال تھی۔ بدری ناتھ شرافت سے چلتا رہتا تو انسانوں کو نشانہ بنائے بغیر انہیں بھاری مالی اور فنی نقصان پہنچایا جاسکتا تھا لیکن اب یہ کام ادھورا رہ جائے گا۔"

"بلیک ڈیڈ ہمارے بعد بہت کچھ کر سکتا ہے لیکن اس کی تنگ کھوپڑی منصوبہ بندی کی صلاحیتوں سے محروم ہے۔" ویرا نے مایوسی سے کہا "یہی کافی ہے کہ اس کے جیتے جی ڈیوڈ اسٹارز دوبارہ سر نہیں اٹھا سکیں گے۔"

ہم دیر تک ان امکانات پر گفتگو کرتے رہے۔ صبح تک ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے نیویارک بلکہ امریکا میں ہمارا ہر کام ختم ہو گیا ہو اور ہم جمود کا شکار ہونے والے ہوں۔ روانگی کا پروگرام طے ہوتے ہی ہمیں بے شمار کام نظر آنے لگے تھے جنہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وقت درکار تھا۔

اسی دوران میں تھوڑی دیر کے لیے غنودگی چھا گئی۔ نیند کا غلبہ ہونے سے پہلے میں نے اپنے بدن پر ویرا کے گداز اور حرارت انگیز وجود کا لوچ محسوس کیا۔ میں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں اور ویرا کو خطرناک حد تک اپنے قریب دیکھ کر بستر چھوڑ دیا۔

میری بوکھلاہٹ پر ویرا نے قہقہہ لگایا "بس' ڈر گئے؟ ترغیب پر نفس کو مارنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ تمہاری جگہ گاندھی ہوتا تو میری ذرا بھی پروا کیے بغیر گہری نیند سوتا رہتا۔"

"میں گاندھی کی طرح دالیں اور سبزیاں کھا کر بکری کا دودھ نہیں پیتا۔" میں نے چڑچڑے لہجے میں کہا اور دوسرے بیڈ روم کی طرف چل دیا۔ ویرا نے میرا پیچھا کرنے کی کوشش نہیں کی۔

چار بجے ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر مجھے دوبارہ اسی کمرے میں آنا پڑا۔ ویرا فون پر بلیک ڈیڈ سے بات کر رہی تھی۔ عادت کے مطابق اس نے اسپیکر فون ہی آن کیا ہوا تھا۔

"ہاں' بالکل ہو جائے گا۔" وہاں پہنچنے پر میرے کانوں میں بلیک ڈیڈ کی آواز آئی۔

"اندازاً کتنے پاؤنڈ کا ہو گا؟" ویرا کے کچھ کہنے سے پہلے ہی میں بول پڑا۔

"پاؤنڈ؟ میں سمجھا نہیں کہ تم کیا پوچھ رہے ہو۔" بلیک ڈیڈ کی آواز متحیرانہ تھی۔

"ہونے والے بچے کا وزن پوچھ رہا تھا۔ کیا تم کسی زچگی کی اطلاع نہیں دے رہے تھے؟"

بلیک ڈیڈ ہنس پڑا "میں ہوٹل والے مہمان کی بات کر رہا تھا۔ میں نے تین آدمی لگا دیے ہیں۔ کام زیادہ مشکل نہیں ہونا چاہیے۔ غروب آفتاب کے بعد ڈک اسے لے کر تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔"

"ڈک؟ یہ وہی تو نہیں جو بھینگا ہے؟ دیکھتا کسی کو ہے اور مارتا کسی اور کو؟"

"تمہارے چونکنے سے پتا چل رہا ہے کہ تم اس سے واقف ہو۔" وہ بولا۔

"تمہارے انسانی میوزیم کے خاص خاص نمونوں سے واقف ہونا ہی چاہیے۔"

وہ دوبارہ ہنسنے لگا "میں سمجھ گیا۔ یہ مائیک کی بدمعاشی معلوم ہوتی ہے۔ یہ لوگ کسی کی صلاحیتوں سے زیادہ اس کی شکل وصورت پر دھیان دیتے ہیں۔ اس کی موجودگی میں تمہیں اپنے شکار پر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ وہی اس کو سنبھال لے گا۔"

"اور اگر وہ آں جہانی ہو گیا تو کیا صورت رہے گی.....؟ کیا تم ادھر آرہے ہو؟"

"میں نہیں آسکوں گا۔ اس کے بارے میں ڈک اور مائیک تمہاری ہدایات پر عمل کریں گے۔ تمہارے تہ خانے میں وہ کئی دن تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ وش یو گڈ لک اینڈ بائے۔"

فون بند کرتے ہی میں نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ مجھے مائیک پر بلاوجہ غصہ آرہا تھا۔

"یہ بھینگا ڈک کیا بلا ہے؟" ویرا نے سگریٹ سلگا کر پوچھا۔

"ایک چوپایہ۔" میں نے بھنا کر جواب دیا۔ اسی وقت مائیک وہاں آموجود ہوا۔

"تم نے بھینگے ڈک کا نام لیا تھا اور اب وہ یہاں نازل ہونے والا ہے۔" میں نے غصیلے لہجے میں کہا "وہ مردود تمہیں یاد ہی کیوں آیا تھا؟"

"بات برسبیل تذکرہ نکلی تھی۔ میں نے دانستہ اس کا نام نہیں لیا تھا۔ اپنے پیدائشی عیب کے باوجود وہ بہت بے خوف اور کارآمد آدمی ہے۔ نگرانی کے کاموں پر باس عام طور پر اسی کو لگاتا ہے۔ حریف کو پتا تک نہیں چل پاتا کہ ڈک مسلسل اسی کو گھور رہا ہے۔"

میں بے بسی سے ہنس پڑا "جاؤ اور جا کر تہ خانہ صاف کرو۔ وہاں ایک مہمان آنے والا ہے۔"

مائیک کا چہرہ کھل اٹھا۔ فورٹ ہاؤس سے اس کی غیر حاضری کے ازالے کا ایک امکان پیدا ہو چلا تھا۔

"لان پر دو کرسیاں ڈال دو اور میز لگا دو۔ ہم کچھ دیر تازہ ہوا میں بیٹھیں گے۔" ویرا نے اسے ہدایت کی اور وہ سعادت مندانہ انداز میں سر جھکا کر باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہم ہلکی ہلکی خوش گوار ہوا میں مختصر لان پر کرسیاں ڈالے بیٹھے ہوئے تھے۔ مطلع صاف تھا۔ فضا میں حبس یا گرمی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ مغرب کی طرف ڈھلتے ہوئے سورج کی تھکی تھکی کرنوں نے پورے لان کو اپنی زد میں لیا ہوا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

اس وقت ہم گھر سے باہر کھلی فضا میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں پڑوسیوں سے سامنا بھی ہو سکتا تھا۔ ان رموز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مائیک نے بلور کے گلاسوں کے بجائے نازک بلورین جام میز پر سجائے تھے۔ ٹرے میں آئس پاٹ' سالفن اور سوڈے کے ساتھ مختلف اقسام کی کئی رنگا رنگ بوتلیں بھی تھیں۔

"باہر بیٹھ کر شریفوں کی طرح سے مے نوشی کرنی ہے تو پھر ایوننگ کاک ٹیل ہی بہتر رہے گی۔" ویرا نے مائیک کے کئے ہوئے انتظام پر تعریفی نظریں دوڑاتے ہوئے کہا "میرے نسخے سے تمہیں مزہ آجائے گا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ویرا میز کی طرف متوجہ ہوگئی اور مختلف شرابوں کی مقدار ناپ ناپ کر دونوں دمکتے ہوئے پیمانوں میں ڈالنے لگی۔ اس کی پوری توجہ اپنے کام پر مرکوز تھی۔ میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ مجھے پڑوس والے مکان کے بند دروازے کے پیچھے کسی کی موجودگی کا بے نام سا احساس ہوا۔ کوئی دروازے کی اوٹ سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔

چند ثانیوں بعد ایک سڈول اور دراز قامت امریکی عورت اس دروازے سے باہر نکل آئی۔ اس کے جسم پر اس وقت بھی ایک چست ٹی شرٹ اور اونچی نیکر موجود تھی۔ خوب صورت چہرے پر مسکراہٹ رچی ہوئی تھی اور ترشے ہوئے سنہرے بال اس کے شانوں پر لہرا رہے تھے۔

میں اسی طرف متوجہ تھا۔ میری اور اس کی نظریں چار ہوئیں۔ اس نے میری طرف ہاتھ لہرایا تو اس کے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو چکی تھی۔ میں نے جواب میں ہاتھ ہلایا تو ویرا چونکی اور پھر میری نظروں کے تعاقب میں اس نے بھی اپنی اس پڑوسن کو دیکھ لیا جو چند روز پہلے لان پر گھاس کاٹتی ہوئی نظر آئی تھی۔ ویرا کا منہ بن گیا مگر اسے اخلاقاً پڑوسن کو ہاتھ لہرانا پڑ گیا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ یہ الو کی پٹھی ہر وقت ہماری تاک میں لگی رہتی ہے۔" ویرا دوبارہ کاک ٹیل کی تیاری میں مصروف ہوتے ہوئے بڑبڑائی "ایسی متجسس عورتیں مجھے زہر لگتی ہیں۔ اسے نظر انداز کردو ورنہ وہ ہمارے سر پر سوار ہو کر گلے پڑ جائے گی۔"

متناسب بدن والی اس پُرکشش خاتون نے مجھے اتنی مہلت ہی نہیں دی کہ میں اسے نظر انداز کر سکوں۔ وہ میری طرف دیکھتی ہوئی سیدھی چلی آرہی تھی۔ دونوں احاطوں کو الگ کرنے والی ڈھائی تین فٹ اونچی رسی سی دیوار کے پاس آکر وہ رک گئی۔

"ہائے.... اگر میری مداخلت ناگوار نہ ہو تو کیا میں تمہاری طرف آسکتی ہوں؟" اس نے مسکراتے ہوئے دلکش آواز میں پوچھا اور میں دل ہی دل میں یہ اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکا کہ کسی عورت کو ایک عورت ہی صحیح پہچان سکتی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر مرد ان کی دل فریبی سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔

ویرا کو شاید یہ پسند نہیں تھا کہ میں اس سے بات کروں۔ وہ فوراً ہی اس کی طرف پلٹ کے بولی "ضرور آؤ لیکن اس وقت لان پر صرف دو ہی کرسیاں ہیں۔"

درمیانی دیوار کی بساط ہی کیا تھی۔ یکے بعد دیگرے اس کی دونوں لمبی ٹانگیں ہمارے لان پر تھیں "نو پرابلم.... میں اندر سے تیسری کرسی خود اٹھا لاؤں گی۔" اس نے ویرا کے خشک جواب کو اپنی فراخ دلانہ مسکراہٹ میں گھول کر بالکل بے اثر کر دیا اور بے پروایانہ انداز میں ہمارے پاس آگئی۔

ہم دونوں اٹھے "میں میڈیلین ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا نرم ہاتھ ویرا کی طرف بڑھا دیا۔

"روزی!" ویرا نے کسی گرمجوشی کے بغیر اپنا تعارف کرا کے اس سے ہاتھ ملایا۔

"اسلم!" میں نے نرمی سے اس کی گداز ہتھیلی اپنی گرفت میں لے لی۔ اس کی مخروطی انگلیاں سختی سے میرے ہاتھ کے گرد لپٹ گئیں۔ میں نے ایک طرف سرک کر اپنی کرسی اسے پیش کردی۔

"تم بیٹھو!" اس نے بے تکلفی سے میرے بازو تھام کر مجھے کرسی پر بٹھانا چاہا "میں اپنے لیے اندر سے تیسری کرسی لے آتی ہوں.... ویسے بھی میں کباب میں ہڈی نہیں بنوں گی۔ آج یقیناً تم دونوں میں سے کسی کا برتھ ڈے ہے جو یہ دو نفری کاک ٹیل پارٹی ہو رہی ہے۔"

مائیک ایک اچھے خدمت گار کی طرح نہ جانے کہاں چھپا یہ صورتِ حال دیکھ رہا تھا۔ ہماری تکرار کا کوئی نتیجہ برآمد ہونے سے پہلے ہی وہ ایک کرسی اور ایک پیگ لیے چلا آیا۔

"یہ کسی کی برتھ ڈے پارٹی نہیں ہے۔ تم کاک ٹیل لوگی؟" ویرا نے خشک مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسمی لہجے میں میڈیلین سے پوچھا۔

میڈیلین کا جواب اثبات میں پا کر ویرا نے تیسرا پیمانہ تیار کرنا شروع کردیا۔

اس کے نیکر کے نیچے اور ٹی شرٹ سے اوپر اس کی جلد کی چمک چیخ چیخ کر اعلان کر رہی تھی کہ وہ عنفوانِ شباب کے رنگین دور سے گزر رہی تھی۔ اس کی بے چین سبز آنکھوں میں تجسس کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اپنی فطری خوش دلی کے ساتھ وہ باتیں کرنے کی بھی بہت شوقین تھی۔

وہ ہمارے بارے میں رسمی تعارف سے کچھ زیادہ جاننے کی خواہش مند تھی۔ ویرا نے چند فقروں میں جواب نمٹا دیا۔ ہم لندن میں رہتے تھے اور وہاں سے مختصر چھٹیاں گزارنے کے لیے نیویارک آئے ہوئے تھے۔ چند روز میں لندن واپسی کا ارادہ تھا۔

فورٹ ہاؤس اس دن کا سلگتا ہوا موضوع تھا۔ کاک ٹیل کا پہلا گھونٹ لینے کے بعد میڈیلین نے اس کا ذکر چھیڑ دیا۔ ویرا نے فوراً ہی اسے خاموش کردیا "میڈیلین پلیز۔ اس واقعے کا ذکر کر کے ہماری شام برباد نہ کرو۔ دن بھر ٹیلی وژن اسی کے بارے میں بھونکتا

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

ہا ہے۔"
اس نے شرمندہ ہو کر معذرت کی اور میں نے اس کے سوالات سے محفوظ رہنے کے لیے اس پر جوابی حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ "کیا تم ہمارے پڑوس میں اکیلی ہی رہتی ہو؟"
"فی الحال کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔" میرے تخاطب پر اس کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوگیا "اکیلی نہ ہوتی تو تم دونوں کے درمیان مخل نہ ہوتی۔ جارج کی واپسی تک یہی صورت رہے گی۔"
"جارج تمہارا بوائے فرینڈ ہے؟" ویرا کا وہ سوال تضحیک آمیز تھا۔
"پہلے ہوا کرتا تھا۔ دو سال سے میرا شوہر ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔
"وہ کہاں گیا ہوا ہے؟ کیا کسی کمپنی میں سیلز مین کے طور پر کام کرتا ہے؟"
"دو ہفتے کے کورس پر فیر فیکس گیا ہوا ہے۔ سی آئی اے میں ملازمت کرتا ہے۔"
اس کا وہ جواب سن کر میں سنبھل گیا۔ یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ ہمارے پڑوس میں سی آئی اے کا ایک ہرکارہ رہ رہا تھا اور بلیک ڈیڈ اس کے وجود سے بے خبر تھا۔ اسے علم ہوتا تو وہ ہمیں یقینی طور پر اس پڑوس سے محتاط رہنے کا مشورہ دیتا۔
میرے ذہن میں سر ابھارنے والا دوسرا شبہ زیادہ سنگین تھا۔ وہ اتفاقاً ہمارے ساتھ مل بیٹھی تھی یا کسی خاص مقصد کے لیے ہم سے قریب ہونے کی کوشش کررہی تھی۔ میں نے غور سے اس کی سرخ و سفید رنگت اور تیکھے خدوخال کی معصومیت پر غور کیا اور اس شبے کو کمزور قرار دے کر مسترد کردیا۔ میڈیلین ان عورتوں میں سے تھی جو اپنے دل کی بات کو زبان یا بشرے پر ظاہر ہونے سے نہیں روک سکتیں۔
"سی آئی اے!" میں نے ازراہِ مذاق دہرایا "پھر تو وہ تم جیسی خوب صورت عورت کو بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہوگا۔" امریکا سے باہر سی آئی اے کو ایک پُراسرار بلکہ افسانوی تنظیم تصور کیا جاتا ہے جو اپنے مقصد حاصل کرنے کے لیے محیر العقول طریقے اختیار کرتی ہے۔
"اس کے دفتر میں لڑکیاں بھی کام کرتی ہیں۔" اس کی خوش دلی بدستور برقرار تھی "وہ ان سے کام لیتا ہوگا۔ میں فلرٹ کی قائل نہیں ہوں اسی لیے کوئی نوکری نہیں کرتی۔"
"تو کیا نوکری کرنے والی تمام لڑکیاں فلرٹ کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔" میں نے اسے الجھالیا۔
"سب نہیں، بہت سے باوقار ادارے بھی ہیں جن سے وابستگی میں لڑکیاں فخر محسوس کرتی ہوں گی لیکن بیشتر اداروں میں لڑکیوں کو اپنے باس کو خوش رکھنے کے لیے کچھ نہ کچھ سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں باس ناخوش ہو تو ملازمت سے کھڑے کھڑے جواب دے سکتا ہے۔"
ویرا کی بنائی ہوئی کاک ٹیل بہت لذیذ اور سرور انگیز تھی۔ میڈیلین مزے لے لے کر پیتا رہا۔ تھوڑے تھوڑے گھونٹ لیتی رہی۔ ویرا اس بن بلائی مہمان کے مسلط ہوجانے سے سخت کوفت میں مبتلا تھی۔ جب اس سے نہ رہا گیا تو وہ میڈیلین سے معذرت کا ایک لفظ بھی کہے بغیر کرسی چھوڑ کر اٹھ گئی۔
"تت... تم کہاں جارہی ہو؟" میں نے بوکھلا کر ویرا سے سوال کیا۔
"مجھے ایک ضروری فون کرنا ہے۔ تم میڈیلین کے ساتھ پیگ ختم کرلو۔ فون کے بارے میں بعد میں بتاؤں گی۔"
ویرا کے وہ روکھے پھیکے فقرے اس کی ناپسندیدگی کا کھلا اظہار تھے۔ ان میں واضح پیغام موجود تھا کہ میڈیلین ہمارے لان سے جلد از جلد دفع ہوجائے تاکہ وہ مجھ سے کچھ نجی باتیں کرسکے۔
"تمہاری بیوی کی خوب صورتی سے میں مرعوب ہوتی رہی ہوں۔" ویرا کے چلے جانے کے بعد میڈیلین نے میری طرف جھک کر کہا "آج اس کی بددماغی نے مجھے صدمہ پہنچایا ہے۔ تم اس کے ساتھ کیسے گزارہ کررہے ہو۔"
میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں "بیوی کے روپ میں دنیا کی ہر عورت کم و بیش ایسی ہی ہوتی ہے۔ تم سے مل کر جتنی خوشی مجھے ہوئی ہے، جارج کو اس کی عشرِ عشیر بھی نہیں ہوتی ہوگی۔ جارج کے لیے تم بیوی ہو اور میرے لیے ایک حسین عورت۔"
"تم بہت شریر ہو۔" اس نے اچانک میری ران پر زور سے چٹکی لی "بیوی کے سامنے بھی تم میرے قصیدے پڑھ رہے تھے اور اب مجھے ورغلا رہے ہو۔"
"میں جوابی چٹکی لے کر تمہاری نازک جلد کو داغ دار نہیں کروں گا۔" میں نے اسے چھو کر جتایا "سچ سچ بتاؤ کہ اس وقت تم اِدھر کیوں آئی تھیں؟"
معترض ہوئے بغیر اس نے اپنی کرسی میری طرف کھسکالی اور رازدارانہ لہجے میں بولی "تم ایک عارضی مہمان ہو، چند روز میں یہاں سے چلے جاؤ گے مگر جارج کو اس گھر کے مالکوں پر شبہ ہے۔ ہفتوں یہاں سناٹا چھایا رہتا ہے، چند روز کے لیے لوگوں کی آمدورفت ہوتی ہے اور پھر وہی ویرانی۔"
اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی جلد پر دبالیا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔
"تم یہ سب مجھے کیوں بتارہی ہو؟"
"تم مجھے اچھے اور معصوم لگے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ ان لوگوں کی وجہ سے تم کسی مشکل میں پڑو۔ بہتر ہوگا کہ یہ چند روز کسی ہوٹل میں گزارلو۔" اس کی آواز میں عجیب اپنائیت سی عود کر آئی۔
"ہوٹل میں تمہارا پڑوس نہیں مل سکے گا۔" اپنے کام کی

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

بات اگلوانے کے لیے میں نے اسے شہ دی۔

"پڑوس!" وہ ہلکی سی مترنم آواز میں ہنس پڑی "تمہاری بیوی نے مجھے مایوس کیا ہے۔ میں تمہارے گھر آئی تو وہ بد دماغ عورت مجھ سے لڑ پڑے گی۔ تمہیں موقع ملے تو کسی بھی وقت دو فٹ کی یہ دیوار عبور کر کے میرے گھر آجاؤ۔ آج کل میں اکیلی ہی ہوتی ہوں لیکن یہ یاد رکھنا کہ میں جارج سے بے وفائی کا ارتکاب نہیں کروں گی۔"

اس کا آخری فقرہ نہایت مہمل تھا۔ اس طرح اس نے خود ہی ایک امکان کی نشان دہی کی تھی۔ میں نے پوچھا "آج کل تم یہاں ہونے والی آمد و رفت کے بارے میں کیا نوٹ کر رہی ہو؟"

"بس کل رات گاڑیاں رکنے اور روانہ ہونے کی کئی آوازیں آئیں' میں نے دو تین مرتبہ جھانکا مگر باہر کچھ نہیں تھا۔ تمہارے اِکا دُکا ملنے والوں پر میں دھیان نہیں دیتی۔"

سورج اس وقت آسمان کے آخری کناروں سے نیچے جھکا جا رہا تھا پھر بھی لان پر خاصی روشنی تھی۔ اس نے میرے ہاتھ کو پوری قوت سے بھینچ کر ایک ہلکی سی جھرجھری لی اور ہاتھ چھوڑ دیا۔

اپنا پیگ خالی کر کے وہ اٹھ گئی "تمہاری بیوی کی مداخلت سے پہلے مجھے چلا جانا چاہیے۔ یہ بتاؤ کہ کل کس وقت آؤ گے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

"میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ روزی کہیں نکل گئی تو میں ضرور آؤں گا۔ تم سے ایک بار پھر ملاقات کی خواہش میرے دل میں ارمان بن کر جاگ چکی ہے۔" میں نے مبالغے سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"شش!" اس نے پلکیں جھپکا کر مجھے تادیب کی "غلط باتیں مت سوچو۔ ہم دونوں شادی شدہ ہیں۔ بیٹھ کر بہترین کاک ٹیل پئیں گے' باتیں کریں گے اور پھر وقت ہوا تو سو جائیں گے۔"

میں نے بوکھلا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے پہلے اور آخری فقرے کے نمایاں تضاد نے مجھے چکرا کر رکھ دیا تھا۔

مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس نے چوکنی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا تو میں نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ میدان صاف پا کر میرا ہاتھ چومنے کے چکر میں تھی۔

دیوار عبور کر کے اس نے میری طرف ہاتھ لہرایا۔ اپنے دروازے پر رک کر اس نے یہی حرکت دہرائی۔ میں ایک سحر زدہ معمول کی طرح میڈیلین کی ان حرکتوں کا جواب دیتا رہا۔ وہ اندر چلی گئی تو میں بھی تھکے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف ہو لیا۔

مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ میں نے اس سے پہلے لان پر نہ بیٹھ کر اپنے ساتھ زیادتی کی تھی۔ میڈیلین سے پہلے ہی دوستی ہو گئی ہوتی تو مجھے اس سے کئی کار آمد باتیں معلوم ہو سکتی تھیں۔

اندر پہنچتے ہی ویرا نے میری توقع کے برعکس ایک جان دار قہقہے سے میرا استقبال کیا "آخر کار تم نے اپنی دل ربا محبوبہ کو رخصت کر ہی دیا۔ اس نے کب بلایا ہے تمہیں؟"

میں ویرا کی قیاس آرائی پر حیران رہ گیا "تم کیا جانو کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔"

"وہ راستے کی بیری ہے۔ جو چاہتا ہے' پتھر مار کر جیبیں بھر لیتا ہے۔" کمرے میں موجود مائیک نے وضاحت کی "وہ الجھی ہوئی ذہنی مریضہ ہے۔ کم سے کم لباس استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوششیں کرتی رہتی ہے۔ بدنامی کے ڈر سے کھلے بندوں محلے کا کوئی مرد اس سے نہیں ملتا مگر چوری چھپے کئی افراد اس کے گھر آتے جاتے ہیں۔ عورتیں سرے سے اسے پسند ہی نہیں کرتیں۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ اس کا شوہر جارج سی آئی اے میں ملازم ہے؟" میں نے سنبھالا لینے کی کوشش کی۔

"وہ ہر ایک سے یہی کہتی ہے۔ سی آئی اے اس کے دماغ میں بسی ہوئی ہے۔ جارج بے چارہ ایک بیمہ ایجنٹ ہے۔ وہ چند روز کے لیے گھر آتا ہے تو یہ دروازے پر بھی نظر نہیں آتی۔"

"لاحول ولا قوۃ!" میرے منہ سے بے اختیار نکلا پھر میں نے خفت سے ان دونوں کو اپنی کہانی سنا دی۔ اس کی چنکی اور اپنی جوابی رعایت کا تذکرہ میں نے گول کر دیا۔

اس پاگل لڑکی نے مربوط انداز میں سی آئی اے کا ذکر کر کے مجھے خاصا بے وقوف بنا ڈالا تھا۔ مائیک نے اس کی پول کھول کر اس کے کئی متضاد فقروں کا جواز بھی فراہم کر دیا تھا۔

اگر ویرا' مائیک کو اپنے ساتھ ملا لیتی اور مجھے میڈیلین کے بارے میں اصلیت کا علم نہ ہوتا تو میں بے خبری کے عالم میں کسی ایسی مضحکہ خیز سچویشن سے دوچار ہو سکتا تھا جہاں میرے لیے ندامت' ملامت اور شرمندگی کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا۔

"سچ سچ بتانا کہ اپنی پاگل مگر چالاک پڑوسن سے تمہارے مراسم کیسے ہیں؟" اپنے دل ہی دل میں امڈتی ہوئی خود ملامتی کی لہر کو دبانے کے لیے میں نے ویرا کی موجودگی کی پروا کیے بغیر مائیک سے سوال کر ڈالا۔

"میں فرشتہ نہیں ہوں اور وہ اپنی نفسیاتی الجھنوں کے باوجود خاصی پُرکشش ہے۔ میں تو خیر کبھی کبھار یہاں رہتا ہوں۔ بیکسٹر جیسا شریف النفس آدمی اس کے گھر آتا جاتا رہتا تھا۔"

بیکسٹر کا نام آتے ہی ویرا کی تیوریاں چڑھ گئیں اور میں نے کسی بڑے فساد سے بچنے کے لیے مائیک کو فوراً ہی کمرے سے رخصت کر دیا۔

باہر اندھیرا پھیل چکا تھا۔ سڑکوں پر اسٹریٹ لائٹس جل اٹھی تھیں اور ہمارے کان باہر سے آنے والی آوازوں پر جمے ہوئے تھے۔ بلیک ڈیڈ کا آدمی کسی بھی وقت تک موڈلے کو وہاں لا سکتا تھا۔

وقت دھیرے دھیرے رینگتا رہا' ہمارے انتظار کی گھڑیاں طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئیں۔ معمول کے مطابق نو بجے مائیک

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

نے ڈنر لگا دیا۔ کچن میں کھانا کھاتے ہوئے بھی ہمارے کان اپنے احاطے میں کسی کار کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔

کھڑکیوں کے راستے پورے گھر میں چند ثانیوں کے لیے پڑنے والی روشنی کے سیلاب سے میں اچھل پڑا۔ کوئی کار ہمارے پھاٹک میں مڑی تھی اور ڈرائیور نے مڑتے ہی ہیڈ لیمپس بجھا دیئے تھے۔ پختہ روش پر انجن کی غراہٹ اور ٹائروں کی رگڑ سنائی دی جو گھر کے پچھلے حصے میں جا کر معدوم ہو گئی۔

مائیک اپنی جگہ مستعد تھا۔ شاید وہ کار براہِ راست گیراج میں بند کر دی گئی تھی۔

"تم یہیں رکو۔ میں دیکھ کر آتا ہوں۔" ویرا نے میرا مشورہ خندہ پیشانی سے قبول کر لیا اور میں تیزی سے گھر سے نکل کر عقبی احاطے کی طرف ہو لیا۔

گیراج کا دروازہ بند تھا۔ اس کی جھریوں سے روشنی نظر آ رہی تھی لیکن اندر گہرا سکوت تھا۔ مائیک نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ سرونٹ کوارٹر ملحق باتھ روم کے دوسرے دروازے کے ذریعے گیراج سے ملا ہوا تھا۔ نک موڈلے کی آمد کے بعد آمد و رفت کے لیے وہی راستہ استعمال کیا جاتا تھا۔

سرونٹ کوارٹر کا دروازہ اندر سے بولٹ یا مقفل تھا۔ میری مخصوص دستک پر مائیک کو گیراج سے اپنے کمرے تک پہنچنے میں ذرا سا وقت صرف ہوا پھر دروازہ کھل گیا۔ میرے اندر داخل ہوتے ہی مائیک نے دروازہ دوبارہ بولٹ کر دیا۔

صاف ستھرے سرونٹ کوارٹر کے باتھ روم سے ہو کر ہم گیراج میں پہنچے تو وہاں ایک قوی الجثہ اور پستہ قامت شخص ہمارا منتظر تھا۔ اس کی آنکھیں بہت زیادہ بھینگی تھیں۔

نووارد نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور دوستانہ لہجے میں کہا۔ "ذرا سا سہارا دو تاکہ میں اسے اپنی پشت پر لاد کر نیچے پہنچا دوں۔ یہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتا ہے۔"

"ضرور ضرور!" خوش دلی سے یہ کہہ کر میں نے مائیک سے آگے نکلنے کی کوشش کی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر مجھے روک دیا۔

"ڈک تم سے نہیں، مجھ سے مخاطب تھا۔" مائیک یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

بھینگے ڈک کی موجودگی کی وہ پہلی برکت تھی جو مجھ پر نازل ہوئی تھی۔

اندر سے وہ گیراج میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ اتنا کشادہ تھا کہ اس وقت وہاں دو گاڑیاں ایک دوسرے کے برابر میں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان دروازے کھولنے اور نقل و حرکت کے لیے خاصی جگہ موجود تھی۔ وہ دونوں اپنے بے ہوش شکار کو کالی گاڑی کے عقبی پائیدان سے اٹھا کر ڈک کی پشت پر منتقل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

ذرا سی دیر میں ڈک نے کسی گینڈے کی طرح، دبلے پتلے اور دراز قامت نک کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ نک کے ہاتھ ہنوز آزاد تھے۔ دہانے پر بھی کوئی ٹیپ فیپ نہیں چپکایا گیا تھا۔

مائیک نے لپک کر گیراج کی پچھلی دیوار میں نظر آنے والا دروازہ کھول دیا۔

میں نے ان دونوں کے بعد اندر قدم رکھا تو اندازہ ہوا کہ دروازے سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک اور سپاٹ دیوار موجود تھی۔ ان دہری دیواروں کے درمیان چند فٹ کے مسطح فرش کے بعد پختہ سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آ رہی تھیں۔

ان سیڑھیوں کے ایک سرے پر سپاٹ دیوار تھی دوسری طرف کوئی دیوار یا ریلنگ نہیں تھی۔ چند زینے اترنے کے بعد اس سمت میں تہ خانے کا منظر صاف نظر آنے لگا۔

کاٹھ کباڑ اور کبھی کبھار استعمال میں آنے والا سامان طویل تہ خانے کے ابتدائی حصے میں قرینے سے بنا ہوا تھا۔ تہ خانہ غالباً پورے گیراج اور سرونٹ کوارٹر کی زیرِ زمین منزل کے طور پر بنایا گیا تھا اور بہت لمبا تھا۔ اس کے آخری سرے پر ایک مسہری اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔

ڈک نے نک موڈلے کو بے رحمی سے مسہری پر ڈال دیا۔ وہ شاید پہلے بھی ایسی مہمات پر وہاں آتا رہا تھا۔ اس نے فوراً ہی ایک الماری میں سے نائیلون کی ڈوری کا لچھا، روئی کا بنڈل اور دوسرے لوازم نکالے اور نک موڈلے پر اپنا کام کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہائے چیف!" نک کے ہاتھ اس کی پشت پر باندھتے ہوئے ڈک دیوار کی طرف دیکھ کر مسکرایا "میں اسے بے بس کر کے تم سے ہاتھ ملاؤں گا۔ ٹریفک جام میں میرا کافی وقت برباد ہو گیا۔"

میں نے اندازہ لگایا کہ وہ مجھ سے مخاطب تھا۔ میں نے کہا "فکر مت کرو۔ ہمارا غائبانہ تعارف ہو چکا ہے۔ اب صرف کام ہونا چاہیے۔ دیکھو، اس کے پپوٹوں میں ہلکی سی جنبش ہونے لگی ہے۔ تھوڑی دیر بعد یہ ٹنڈا ہوش میں آ جائے گا۔"

اس کے ہاتھ باندھ کر ڈک نے پپوٹوں کا جائزہ لیا اور پیر باندھنے کا ارادہ ترک کر کے اس کے دہانے میں روئی ٹھونسنے لگا۔ مائیک اس کی مدد کر رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں وہ دونوں روئی کا آدھے سے زیادہ بنڈل بے رحمی سے اس کے حلق تک ٹھونس چکے تھے۔

کچھ بے ہوشی کے اثرات مندمل ہو رہے تھے، کچھ دہانے میں روئی اترنے کا اعصابی دباؤ تھا کہ اسی دوران میں نک موڈلے نے کئی بار پلکیں جھپکا کر وحشت زدہ آنکھیں کھول دیں۔

وہ گہری اور طویل بے ہوشی سے ہوش میں آیا تھا۔ اصولاً اس کے حواس بحال ہونے میں کچھ وقت لگنا چاہیے تھا لیکن بولنے میں ناکامی ہوتے ہی وہ اپنا پورا زور صرف کر کے مسہری سے اٹھتا چلا گیا۔ اس کے منہ میں روئی ٹھنسی ہوئی تھی، ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے مگر پیر آزاد تھے۔ وہ دونوں کوشش کے باوجود اسے اپنے قدموں پر کھڑا ہونے سے نہ روک سکے۔

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

نک موڈلے کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں' آنکھیں اپنے حلقوں سے ابلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ شاید غصے میں وہ بہت کچھ بکنا چاہ رہا تھا مگر بے بس تھا۔ اس نے طیش کے عالم میں سامنے رکھی ہوئی تپائی کو زور سے ٹھوکر ماری۔

اگر میں تیزی سے ایک طرف نہ ہٹ گیا ہوتا تو وہ تپائی ہوا میں اُڑتی ہوئی میرے سینے سے ٹکرائی ہوتی۔ ڈک نے غلیظ گالیاں دیتے ہوئے ریوالور نکال کر نک پر تان لیا۔

نک کو پتا بھی نہیں چل سکا ہوگا کہ ڈک اسے پھاڑ کھانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس نے بڑھ کر پستول کی نال نک کی بائیں کنپٹی پر رکھ دی اور غرا کر کہا "تیزی دکھانے کی کوشش کی تو ابھی ٹھنڈا کردوں گا۔ یہ مت بھولو کہ اس وقت تم ہمارے رحم و کرم پر ہو۔"

نک زور زور سے اپنا سر اوپر نیچے ہلانے لگا۔ اس کا وہ انداز سوالیہ تھا۔ سوال بہت سے ہوسکتے تھے۔ وہ کن لوگوں کا قیدی تھا؟ کہاں تھا؟ کیوں اغوا کیا گیا تھا؟ ہم اس سے کیا چاہتے تھے؟

ڈک نے اپنا ریوالور مائیک کی طرف اچھال دیا اور بھڑکے ہوئے نک کے روبہ رو جا کھڑا ہوا۔ وہ صورتِ حال بس چند لمحوں کے لیے برقرار رہی پھر ڈک نے کھڑے کھڑے فضا میں ایک حیرت ناک قلابازی کھائی' اس کے بائیں جوتے کی ایڑی پوری قوت اور زوردار ٹھوس آواز کے ساتھ نک کے جبڑے پر پڑی۔ وہ مسہری سے ٹکرا کر فرش پر گر گیا۔ اس اثنا میں ڈک دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو کر دوبارہ نک کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

"اٹھو' دوبارہ اٹھو اور سورما بننے کی کوشش کرو۔" وہ ہاتھ سے اشارے کر کر کے نک پر غرانے لگا۔ اس بار نک فرش سے اٹھنے کی ہمت نہیں کر سکا۔

بھینگے ڈک کی فضا میں گھومتی ہوئی لات نے یقینی طور پر نک کا جبڑا بری طرح مجروح کر دیا تھا۔ دانتوں کی ٹوٹ پھوٹ اس کے علاوہ ہو سکتی تھی۔

جب نک نے کافی دیر تک فرش نہیں چھوڑا تو ڈک نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال کر اسے زبردستی اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ "نامرد..... بزدل کی اولاد! ایسے ہی دلیر ہو تو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو۔ میں تمہاری پوری بتیسی تمہارے حلق میں اتار دوں گا۔"

ایک لات کھا کر نک کی تیزی و طراری رخصت ہو گئی تھی۔ وہ ساکت و سامت کھڑا اپنے حریفوں کے ساتھ تہ خانے کا جائزہ لیتا رہا۔

دہانے میں روئی ٹھنسی ہوئی ہونے کی وجہ سے اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ سفید دانت الگ چمک رہے تھے۔ تبدیلی یہ آئی تھی کہ روئی کے دائیں کناروں پر خون کی رِستی ہوئی سرخی نمودار ہونے لگی تھی۔ ڈک کی لات نے اس کے جبڑے اور دانتوں کو اندر سے ادھیڑ ڈالا تھا۔

"تم ایسے مقام پر موجود ہو جہاں دور دور تک کوئی تمہاری چیخیں نہیں سن سکے گا۔" چند ثانیوں کے گمبھیر سکوت کے بعد میں نے زبان کھولی "تم سر ہلا کر ہاں یا نہ میں جواب دو کہ ہمارے سوالات کے جواب دو گے؟" اس کا سر اثبات پر نفی میں ہلا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم مرنے کے لیے تیار ہو چکے ہو!" میں نے درشت لہجے میں کہا اور اس کا سر زور زور سے نفی میں ہلنے لگا۔ میں نے اس کی آنکھوں سے پڑھ لیا کہ وہ موت سے بہت زیادہ ڈرنے والے لوگوں میں سے تھا۔

"تم اوپر جاؤ۔ روزی کو یہاں بھیج دو!" میں نے ایک کرسی پر بیٹھ کر مائیک کو ہدایت دی اور بے پروایانہ انداز میں سگریٹ سلگانے میں مصروف ہو گیا۔ ڈک اپنا ریوالور سنبھالے نک کی کسی بھی حرکت کا سدِباب کرنے کے لیے پوری طرح تیار تھا۔

"چاہو تو تم بھی مسہری پر بیٹھ جاؤ۔" میں نے سگریٹ کا دھواں فضا میں بکھیرتے ہوئے کہا۔

اُس نے اپنے چرے ہوئے ہونٹوں کو مزید پھیلا پھیلا کر منہ آگے بڑھایا۔ وہ یقینی طور پر زبان بندی کے عذاب سے نجات حاصل کرنی چاہ رہا تھا۔ اس سفید روئی میں نظر آنے والی سرخی دھیرے دھیرے مزید پھیلتی جا رہی تھی۔

"ابھی بیٹھے رہو۔ روزی کے آنے تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت تم کن لوگوں کی تحویل میں ہو اور وہ تم سے کیا چاہ سکتے ہیں۔" میں نے اس کی التجا مسترد کر دی۔

نک مسہری کے سرے پر ٹک چکا تھا۔ ڈک میرے قریب آگیا اور سرگوشیانہ لہجے میں بولا "چیف! یہاں وِنچ موجود ہے۔ اس کے ساتھ پھانسی کا پھندا بھی ہے۔ اس کے ہاتھ پیر باندھ کر گلے میں وہ پھندا لگاؤ اور منہ سے روئی نکال دو۔ یہ ذرا بھی گڑبڑ کرے گا تو بٹن دبا کر اسے سولی پر ٹانگ دیں گے۔"

میں نے تحسین آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا لیکن وہ پتا نہیں کدھر دیکھ رہا تھا۔

"یس چیف! تم بتاؤ۔ میں تمہاری ہی طرف متوجہ ہوں۔" میرے چہرے پر الجھن کے آثار دیکھ کر وہ میری پریشانی بھانپ گیا اور خود ہی بول پڑا۔

"سولی سسٹم تیار کر کے دکھاؤ پھر کوئی فیصلہ ہوگا۔" میں نے مسکرا کے کہا۔

اپنا ریوالور میرے حوالے کر کے وہ دیوار کی جڑ میں نصب ایک مشین کی طرف گیا۔ چند منٹ بعد وہ وہاں سے لوٹا تو اس کے ایک ہاتھ میں نائیلون کی مضبوط ڈوری کا پھندا تھا جس کا دوسرا سرا مشین میں سے نکلتا چلا آرہا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں ایک ڈبا تھا۔

"یہ وِنچ کا ریموٹ کنٹرول ہے۔ بس تین بٹن ہیں۔ اسٹارٹ،

Downloaded from https://paksociety.com
Scanned by CamScanner

...ی اسٹاپ پر معطل اور ریورس پر لاش زمین پر آجاتی ہے۔"
...جھ دے کر اس نے کہا۔
ہم دونوں کی ساری گفتگو دھیمی آواز میں ہو رہی تھی لیکن تہ
...نے کی محدود فضا میں گونج کے باعث آوازیں تک موڈلے کے
...ں تک بھی پہنچ رہی تھیں۔ وہ سخت اضطراب کے عالم میں
...ی کے سرے پر بیٹھا بار بار پہلو بدل رہا تھا۔
...ڈک مشین سے آئے ہوئے پھندے کو سیڑھی پر چڑھ کر جھت
...گے ہوئے آہنی ہک میں سے گزار رہا تھا کہ ویرا کھٹ کھٹ

کرتی تہ خانے میں آپہنچی۔ اس پر نظر پڑتے ہی ہک موڈلے سراسیمہ ہو کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس کی پھٹی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی دہشت سمٹ آئی تھی۔

"ہائے گی!" ویرا نے تلخ اور استہزائیہ لہجے میں کہا "آج تم بھی ماؤس کی طرح پنجرے میں آ ہی گئے ہو۔ افسوس کہ تمہارے سر کی کوئی قیمت مقرر کی گئی ہے نہ تمہاری گرفتاری پر کوئی انعام مقرر ہے۔ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے تم مارے گئے تو تمہاری لاش دریائے ہڈسن کی مچھلیوں کی خوراک ہی بنے گی۔"

زندگی زندگاں کے لیے ایک زمانہ گزیدہ کی خوں رنگ سرگزشت

Downloaded from https://paksociety.com

"نک! یہ ہمارا تعارف ہے!" میں نے اسے پہلی مرتبہ اردو میں مخاطب کیا۔ سلطان شاہ مجھے بتا چکا تھا کہ وہ اردو بہت اچھی طرح سمجھ لیتا ہے مگر اردو اپنے ہی لب و لہجے میں بولتا ہے۔ میں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "تمہیں یہ معلوم ہونا ضروری تھا کہ تم کن لوگوں کے قیدی ہو۔ اب تم تیزی اور آسانی سے اپنے فیصلے کر سکو گے۔"

"تم پاکستان میں ہمارے سایوں تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ یہاں ہم نے تمہاری گردن میں پھندا ڈال دیا ہے۔" ویرا اردو میں اپنے دل کی بھڑاس نکالنے لگی "جواب دو یا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

ڈک مشینی سولی کا پھندا آہنی کنڈے میں سے گزار کر کافی رسی فرش پر ڈھیر کیے ویرا کی بات مکمل ہونے کا منتظر تھا۔ اس کے خاموش ہوتے ہی بولا "چیف! ٹرائی کر لو!"

اس کی آواز سن کر ویرا نے اس کی طرف دیکھا اور پھر دیکھتی ہی رہ گئی۔

"گڈ ایوننگ مس!" ڈک نے خلیقانہ آواز میں ویرا کو انگریزی سلام کیا۔

ویرا نے ہڑبڑا کر اسے یوں جواب دیا جیسے چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔ ڈک نے مس کا لفظ استعمال نہ کیا ہوتا تو وہ یہی سمجھتی کہ ڈک کسی اور سے مخاطب تھا۔

میں نے ڈیبا کا اسٹارٹ کا بٹن دبایا۔ رسی شٹڑ شٹڑ کی تیز آوازوں کے ساتھ برقی چرخی میں لپٹنے لگی۔ پھندا فضا میں بلند ہونے سے پہلے میں نے اسٹاپ کا بٹن دبایا۔ رسی تھم گئی۔ میں نے دوبارہ اسٹارٹ کا بٹن دبایا اور پھندے سمیت پوری رسی کنڈے سے گزر کر چرخی میں غائب ہو گئی۔

نک موڈلے پھٹی پھٹی نگاہوں سے وہ روح فرسا کھیل دیکھ رہا تھا۔

ڈک نے دوبارہ پھندا نکال کر سقف گیر آہنی کنڈے میں سے گزارا اور سولی کو زمین سے چند فٹ اوپر لہراتا چھوڑ دیا۔ رسی کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ نئی نہیں تھی۔ اس قسم کے خون آشام معاملات میں بارہا استعمال ہو چکی تھی۔ ڈک نے کام پورا ہونے کے بعد سیٹی بجا دی۔

ویرا پر نگاہ پڑنے کے ساتھ ہی نک موڈلے کی حالت متغیر ہونے لگی تھی۔ اس کی اکڑفوں رخصت ہو چکی تھی اور چہرے کی سرخ و سفید رنگت میں زردی سی حلول کر چکی تھی۔ ڈک مجھ سے اپنا ریوالور واپس لے کر اس کے قریب پہنچا تو وہ سہما ہوا تھا۔

ڈک نے یکایک نیچے جھک کر بائیں ہاتھ سے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اسے بستر پر الٹا اور فوراً ہی ریوالور تان کر غرایا "ہینڈز... بے دست و پا ہونے کے بعد تمہارا دہانہ آزاد ہو سکے گا۔" اس نے جھک کر ریوالور کی سرد آہنی نال اس کی پیشانی پر ٹکا دی "یہ یاد رکھنا کہ زبان کو غلط استعمال کیا تو اسی لمحے تم سولی پر لٹک جاؤ گے۔ سولی کی موت بہت دردناک ہوتی ہے۔"

نک کے پاس کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔ اس نے اپنے بھاری جسم کو اٹھا کر یک جا کر دیے اور ڈک اس کے دونوں ہاتھوں کو ایسی ڈھیلی بندشوں میں باندھنے میں مصروف ہو گیا کہ وہ بھاگنے یا تیز چلنے کے قابل نہ رہے لیکن اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکے۔

اس کام سے فارغ ہو کر ڈک نے سہارا دے کر اسے کھڑا کیا اور پھر کشاں کشاں اسے چھت میں لگے ہوئے آہنی کنڈے کے نیچے لے آیا۔

تہ خانے کی چھت بارہ فٹ کے لگ بھگ اونچی تھی۔ نک موڈلے کا قد سوا چھ فٹ کے قریب تھا۔ ڈک نے پھندا اس کے گلے میں ڈالا تو رسی خاصی دراز تھی۔ میں نے اسٹارٹ اور اسٹاپ کے بٹن بہت احتیاط سے استعمال کر کے فاضل رسی برقی چرخی میں لپیٹ دی۔ پھندا نک کی گردن پر قدرے تنگ ہو گیا۔ رسی پر بھی ہلکا سا تناؤ آ گیا تھا۔

سب کچھ تیار تھا۔ میرے ایما پر ڈک نے نک موڈلے کے دہانے سے روئی کے ٹکڑے کھینچنے شروع کر دیے۔ ان میں سے بیشتر خون میں تر تھے۔

روئی کے آخری ٹکڑے نک موڈلے نے خود ہی تھوک دیے۔ وہ کافی دیر تک منہ میں زبان گھما گھما کر اپنا دہانہ صاف کرتا اور خون تھوکتا رہا۔ وہ اپنی کشیدہ قامت کے ساتھ بالکل سیدھا کھڑا ہوا تھا۔ گردن میں پڑی ہوئی رسی بائیں رخسار سے چھوتی ہوئی اوپر جا رہی تھی۔

میں نے ڈک کو واپس بلا لیا اور خود نک موڈلے کے قریب پہنچ گیا۔ اس کا داہنا جبڑا سوجا ہوا تھا۔ وہ اس وقت تک کوشش کے باوجود بولنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے حلق کی ساری رطوبتیں روئی نے چوس لی تھیں۔ رہا سہا لعاب اس نے خود تھوک دیا تھا۔

نک نے اپنے منہ میں جمع ہونے والے کچھ پھوسڑے فرش پر تھوکے۔

"حرام زادے! میں گولی مار دوں گا۔" اچانک تہ خانے کی فضا ڈک کی غضب ناک آواز سے دہل اٹھی۔

میں تیزی سے پلٹا اور اپنی جگہ جم کر رہ گیا۔ وہ ریوالور کی نال میری طرف اٹھائے قہربار نظروں سے مجھے گھور رہا تھا۔

ویرا نے میرے بشرے کی کیفیت سے فوراً ہی غیر متوقع خطرے کی سنگینی بھانپ لی۔ اس نے اپنی جگہ سے جست لگائی اور ڈک کو گرا کر تہ خانے کے فرش پر دور تک رگیدتی چلی گئی۔ اس ناگہانی حملے میں ریوالور ڈک کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

انسانیت کے دشمنوں کی اس داستانِ عبرت کے باقی واقعات آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجیے

Downloaded from https://paksociety.com

تھا۔ بدری کے لندن پہنچنے تک اس کی نگرانی شروع ہو گئی تھی۔ رمیش اس کی راہ کی رکاوٹ تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ اس کی راہ کا یہ کانٹا جلد ہی نکل جائے گا۔ پہلی واردات کے خطرات اور پریشانی کے بعد فی الحال حالات ہمارے حق میں تھے۔ ویرا نے رمیش کی ذمے داری اپنے سر لے لی۔ وہ واپس لوٹی تو اول خان سے ملنے والی یہ اطلاع اس کی منتظر تھی کہ پاکستان میں سلطان شاہ کو اغوا کرلیا گیا۔ غزالہ اس لیے بچ گئی کہ وہ اول خان کے گھر تھی۔ ہم متفق تھے کہ یہ کام آئزک بیل کا ہے۔ آئزک بیل سے براہِ راست بات ہوئی تو اس کی تصدیق ہو گئی۔ اس کی معلومات کے مطابق میں پاکستان میں ہی تھا۔ اس نے مجھے ڈیوڈ اسٹارز کے لیے کام کرنے کی پیش کش کی۔ مغوی سلطان شاہ کو لاشوں کے بدلے تبادلہ میں بند کرکے امریکا پہنچایا تھا۔ میں نے اول خان کو صورتِ حال بتادی مگر وہ بد قسمتی سے اپنی کوششوں میں آگے امریکا اور امریکی جمہور کا ہی دن تھا۔ سلطان شاہ کو لے کر روانہ ہو گیا۔ بدری ناتھ نے اپنی امریکا روانگی کی اطلاع دی اور رابطے کا نمبر بھی دے دیا۔ ہماری امریکا روانگی سے قبل اول خان نے اطلاع دی کہ سلطان شاہ نے سی وی تھرٹی اغوا کرلیا۔ میں نے دوبارہ آئزک بیل سے رابطہ کیا۔ امریکی قوم کی ساکھ داؤ پر لگی ہوئی تھی چنانچہ وہ اس خبر کو دبانا چاہ رہا تھا۔ فوری خیال کے تحت فیصلہ کرکے میں نے آئزک بیل سے طویل گفت و شنید کی جس کے نتیجے میں سلطان شاہ کو شدید زخمی حالت میں القوہ کے ایک اسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ امریکا کے سفر میں ہماری ملاقات خرم نامی نوجوان طالب علم سے ہوئی۔ وہ ناروے کشتی میں سنیئات فروشوں کا ایجنٹ کاربن گیا تھا۔ اس کی مدد کرنے کے دوران میں ویرا ڈیوڈ اسٹارز کی نظروں میں آگئی اور آئزک بیل ہماری آمد سے آگاہ ہو گیا۔ بدری ناتھ نے ملاقات میں بتایا کہ اسے جلد ہی کسی اور شہر بھیج دیا جائے گا۔ اس سے مجھے آئزک بیل کے آفس کا پتا بھی مل گیا۔ آئزک بیل کو غلط فہمی تھی کہ میں بلیک ڈیڈ کا سمان ہوں۔ اسے خوف زدہ کرنے کو میں نے اپنے اس کے دفتر آنے کا عندیہ دیا۔ وہ فوراً آفس چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ویرا جو اس کے آفس کا جائزہ لینے گئی تھی 'اطمینان سے اپنا کام کر آئی۔ اس کے بیان کے مطابق آئزک بیل رچمنس انکارپوریٹڈ نامی ایک سیکیورٹی کمپنی کا چیف آپریٹنگ آفیسر تھا۔ وہاں ویرا کو اپنی ایک پرانی سہیلی جینی بھی نظر آئی۔ آئزک بیل نے بلیک ڈیڈ کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ جینی نے آئزک کی ایک اہم فائل ویرا کے حوالے کردی۔ آئزک بیل سے رابطہ ہوا تو اس نے بتایا کہ کراچی کا ایسی تیکی گھر تاکارہ ہو چکا ہے۔ اس کی مرمت کے لیے پرزے امریکا سے جانے تھے۔ یہ ذمے داری رچمنس کمپنی کی تھی۔ جینی کے ذریعے معلوم ہوا کہ اس سامان کو دو روز کے لیے ایک گودام میں ذخیرہ کیا جانا تھا۔ گڑبڑ کا امکان غالباً وہیں تھا۔ میں نے ویرا کو گودام کی نگرانی کے لیے بھیج دیا۔ جینی سے حاصل ہونے والی فائل کی ایک کاپی میں نے اول خان کو بھجوا دی تھی تاکہ وہ اسے ڈی کوڈ کرا سکے۔ جینی کے مطابق اس اہم فائل کی گشدگی پر آئزک بیل آگ بگولا تھا۔ میں نے آئزک بیل سے فون پر بات کی تو اس نے اس فائل کے عوض ایک بھاری رقم کی پیشکش ... لی۔ لی جنے میں نے مسٹر ڈی کرائے پر ہمارے مطلوبہ گودام کے برابر والی دکان کرائے پر حاصل کرلی تھی لیکن وہ بلیک ڈیڈ کی نظروں میں آگئی تھی۔ اسے مطمئن کرنے کے بعد ہم منصوبے کے مطابق پرنسٹن روانہ ہو گئے۔ یہاں میں نے انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن کے ایک سینئر سائنٹیفک کو پرزوں میں گڑبڑ سے باز رکھا۔ اسے ہلاک کرنے کے بعد میں نے اسے ایس لیزر گائیڈنگ ٹیوب انٹس سمیت ایک کنوئیں میں پھینک دیا جو وہ اپنے آقاؤں کے ایما پر ان پرزوں میں نصب کر چکا تھا۔ ہو کل پہنچے پر بلیک ڈیڈ اور جینی کے پیغامات ہمارے منتظر تھے۔ میں نے ویرا کے کہنے پر بلیک ڈیڈ سے بات کی تو یہ انکشاف ہوا کہ وہ ہماری نگرانی کروا رہا ہے۔ وہ ویرا سے ملنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں غیر متوقع طور پر میں فائل کو ڈی کوڈ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سی آئی اے 'آئزک بیل' راس ایملیڈا اور امریکی صدر کی پرسنل سیکریٹری کے درمیان ہونے والا ایک معاہدہ تھا جس کا مقصد پاکستان' ایران اور افغانستان کے مفادات کی تباہی تھا۔ میں نے آئزک بیل سے اس حوالے سے بات کی تو اس کا سارا غرور خاک میں مل گیا۔ اول خان کو میں نے خوش خبری سنا دی کہ کراچی بھیجے جانے والے پرزے بے فکری سے استعمال کیے جاسکتے ہیں اور فائل ڈی کوڈ ہو گئی ہے۔ اس نے بتایا کہ سلطان شاہ کو امریکی فضائیہ کی اڑا ایرو پلین کے ذریعے پاکستان لایا جا رہا ہے اور نیک موذلے امریکا روانہ ہو رہا ہے۔ میں نے ویرا کے ساتھ بلیک ڈیڈ سے ملاقات کی تو پتا چلا وہ ہماری ایک ایک حرکت سے باخبر تھا۔ اس کے ایما پر میں نے آئزک بیل سے فائل کے بدلے کی بات کی اور اسے ایکسچینج دے کر بلایا۔ بلیک ڈیڈ نے چلتی ہوئی گاڑی سے فائر کرکے آئزک بیل کو زخمی کردیا۔ بدری ناتھ کے ذریعے مجھے پتا چلا کہ سی آئی اے کے علم میں سبز فائل کی گشدگی آ چکی ہے۔ میں نے اسے ایک فرضی ایرانی ایجنٹ عباس کہانی کے متعلق بتایا کہ فائل اس کے قبضے میں ہے۔ ابھی میں اس سے فون پر بات ہی کررہا تھا کہ لائن ڈراپ ہو گئی۔ خطرہ بھانپ کر ہم بلیک ڈیڈ کے ٹھکانے پر نکل چکے تھے۔ ہمارے ہو کل چھوڑنے کے بعد شہر کے تمام ہوٹلوں میں عباس کہانی کی تلاش شروع ہو گئی تھی۔ بلیک ڈیڈ نے بتایا کہ آئزک بیل کو سی آئی اے والے اسپتال سے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہم موجودہ حالات پر غوری کررہے تھے کہ ملازم شام کے اخبارات لے آیا۔ ان میں سے ایک اخبار کی چنگھاڑتی ہوئی سرخی میں میرا نام سب سے نمایاں تھا۔ زخمی آئزک بیل کے بیان کے مطابق اس پر قاتلانہ حملہ میں نے کیا تھا۔ ہم ابھی یہ بات تصدیق طلب تھی کہ حملہ میں نے کیا ہے یا کہانی نے۔ میں نے حالات کا اندازہ کرکے گیپ نامی معاہدہ ایک پاکستانی سفارت کار کے ذریعے اول خان کو بھجوا دیا۔ میری فراہم کردہ معلومات کی بنا پر بدری ناتھ کو نمایاں مقام حاصل ہو گیا تھا۔ اسے کہانی کی تلاش میں نیویارک بھیج دیا گیا تھا۔ اب میری توجہ بقیہ ڈیوڈ اسٹارز کی طرف مبذول ہو گئی۔ بلیک ڈیڈ نے میری مدد کی اور چار اہم افراد کے نام فراہم کردیے۔ میری پاکستانی سفارت کار سے بات ہوئی تو اس نے ایک ڈیوڈ اسٹار کا فون نمبر مجھے دے دیا جو اسے اتفاقاً مل گیا تھا۔ میں نے جیکبن نوٹ نامی ڈیوڈ اسٹار کے گھر فون کرکے پیغام چھوڑ دیا کہ میں رات کے نو بجے اس سے گیپ کے حوالے سے گفتگو کروں گا۔ جیکبن سے میری بات چیت بے نتیجہ رہی۔ وہ میری توقع سے زیادہ ہوشیار ثابت ہوا۔ ڈیوڈ اسٹارز کے ناموں کی مدد سے ہم نے جینی کے کمپیوٹر ریکارڈ سے چار جرثومارکی ایک ڈیوڈ اسٹار کا پتا اور فون نمبر معلوم کرلیا۔ بلیک ڈیڈ سے تبادلۂ خیال ہوا تو اس کی تجویز پر چار جرثومار کو دو داؤدی ستاروں میں طاقت ور مائیکرو فون چھپا کے بطور تحفہ بھیج دیے گئے۔ مائیکرو فون کے ذریعے پتا چلا کہ وہ چاروں موجودہ صورتِ حال پر گفتگو کرنے کے لیے جیکبن فورٹ کے گھر اکٹھا ہونے والے ہیں۔ بلیک ڈیڈ نے ان چاروں کو جہنم واصل کرنے کے لیے ایک بے داغ پلان بنایا۔ ہم جارج شلز کو اغوا کرکے ایک ایمبولینس میں ڈال کر جیکبن کے گھر پہنچے تو کامیاب ہو گئے۔ دست بدست لڑائی کے نتیجے میں اس کے محافظ مارے گئے۔ ابھی ہم مکان کے احاطے ہی میں تھے کہ تینوں ڈیوڈ اسٹارز اپنے محافظوں کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھے اور ایمبولینس پر فائر کھول دیا۔ اس کے ساتھیوں نے فضا میں سائرن کی آواز کو سمجھ لیا۔ پولیس اتنے قریب پہنچ چکی تھی کہ ہم مرکر بھی وہاں سے نہیں نکل سکتے تھے۔ یہ جان کر مجھے اطمینان ہوا کہ کسی بمن کے دبنے کے باعث ہماری ہی ایمبولینس کا سائرن بجا تھا۔ خون ریز مقابلے کے بعد چاروں ڈیوڈ اسٹارز مارے گئے۔ میری بدری ناتھ سے بات ہوئی تو اس نے حالات و واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے بلاوجہ مجھ پر ڈینی ہونے کا الزام لگایا۔ اس کے منحرف ہونے کے بعد امریکا میں مزید قیام خطرناک تھا اس لیے بلیک ڈیڈ سے کہہ کر ہم نے واپسی کے انتظامات کرلیے تھے۔ اب صرف نک موذلے سے حساب بے باق کرنا تھا جو ان دنوں امریکا میں تھا۔ بلیک ڈیڈ نے میرے ایما پر اپنے آدمیوں کے ذریعے اسے اغوا کروالیا۔ میں ابھی اس پر تشدد ہی کررہا تھا کہ بلیک ڈیڈ کے ایک آدمی نے مجھ پر ریوالور تان لیا۔ ویرا نے اس پر جست لگائی تو ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

اب پڑیں واقعات ملاحظہ کیجیے

وہ سب اس قدر تیزی کے ساتھ رونما ہوا کہ بس ہوتا ہی چلا گیا۔ ہم میں سے کسی کو لمحہ بھر کے لیے بھی سوچنے سمجھنے کی مہلت نہیں مل سکی۔

ویرا نے اپنی عقابی جست کے نتیجے میں ڈک کو غیر مسلح کردیا تھا اور وہ ویرا کے مُسبک وجود کے نیچے تنگے فرش پر گھسٹتے ہوئے اپنی بے ساختہ غراہٹوں پر قابو نہیں پا سکا تھا۔ ہماری اس باہمی آویزش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نک موذلے نے چیخنے کی کوشش کی لیکن یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس وقت تک اس کے دہانے میں قدرتی رطوبتوں کا نظام نارمل نہیں ہو سکا تھا۔ میں نے اس کی پھیلتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اس کا دہانہ کھلتا دیکھا مگر اس کے خنک حلق سے کوئی قابلِ ذکر آواز برآمد نہیں ہو سکی۔

آواز نکلی یا نہیں نکلی' وہ ایک ضمنی مسئلہ تھا۔ میرے نزدیک اہمیت اس بات کی تھی کہ نک موذلے نے ہدایت کی خلاف ورزی کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ میں نے بے ساختہ اس کے منہ پر

Downloaded from https://paksociety.com

اسلحے ہاتھ کا تھپڑ رسید کیا۔ تہ خانے کی محدود فضا چنگھاڑ کی پُر زور آواز سے گونج اٹھی اور اس بار نک موڈلے کے دہانے کے ایک سرے سے خون کی پتلی سی دھار بہہ نکلی۔

اس غیر متوقع ضرب کی شدت سے اس کی آنکھوں میں نمی اُبھر آئی تھی۔ شاید اسے امید تھی کہ میں بھی ویرا اور ڈک کی دھینگا مشتی میں شامل ہو کر اسے فراموش کر بیٹھوں گا۔ اپنے سر پر میرے تسلط کا ایک واضح ثبوت مل جانے کے بعد اس نے دوبارہ گلا پھاڑنے کی کوشش نہیں کی۔

دوسری طرف میں ویرا کے نیچے دبے ہوئے ڈک کی بھلائی ہوئی آواز سن چکا تھا "مس! یہ تم کیا حماقت کر رہی ہو؟ میرا سر توڑنے کی کوشش مت کرو۔"

ڈک کی آواز میں کچھ ایسا سحر آمیز اعتماد تھا کہ ویرا نے اس کا چہرہ فرش پر دے مارنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس وقت ڈک فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ ویرا نے اس کی پشت پر سوار ہو کر بالوں کے سہارے اس کا چہرہ فرش سے کئی انچ اوپر اٹھایا ہوا تھا۔

"تم..... تم نے اسلم کو گالی دی..... اسے گولی مارنے کی دھمکی دے رہے تھے؟" ویرا نے ہانپتے ہوئے غصیلی آواز میں غرا کر پوچھا۔

"اگر تمہاری عقل اتنی ہی موٹی ہے تو پھر میرا چہرہ ضرور مسخ کر دو تاکہ میری آنکھوں کا بھینگا پن بھی مسخ ہو جائے۔ میں اپنے چیف سے اس لب و لہجے میں بات کر سکتا تھا؟" وہ بھنا کر بولا۔

مجھے اس کی بات پر یقین کرنا پڑا۔ شاید وہ کسی اور سمت میں دیکھ رہا تھا۔ اس کے بھینگے پن کی وجہ سے مجھے شبہ ہوا کہ وہ مجھ سے مخاطب تھا اور ویرا میری نظروں میں تشویش کی لہر دیکھتے ہی اس پر ٹوٹ پڑی۔ وہ سب کچھ بھلا تھا لیکن اس کے ریوالور کی نال بھی میری طرف اٹھی ہوئی تھی۔ وہ خیال ایک برقی کوندے کی طرح میرے ذہن میں لپک کر گزر گیا۔ مجھے مائیک کی باتیں یاد آگئیں۔ اس نے بلیک ڈیڈ کے جمع کیے ہوئے انسانی مجاسات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ڈک کے پستول یا ریوالور کی نال اس کی نگاہوں کی طرح ہمیشہ ٹیڑھی اٹھتی ہے لیکن اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔

ڈک کا جواب سن کر ویرا کی متعجب نگاہیں میری طرف اٹھیں اور میں نے کسی توقف کے بغیر اسے ڈک کو چھوڑنے کا حکم دے ڈالا۔ ویرا فوراً اس کی پشت سے اتر گئی۔

"مجھے خوشی ہے کہ مس لڑنے مرنے والی ایک بے خوف لڑکی ہے۔" ڈک فرش سے اٹھتے ہوئے' بُرا سا منہ بنا کر تلخ لہجے میں بولا "مگر اس بات کا دکھ ہے کہ اس نے اپنے عملی تعارف کے لیے دشمن کے بجائے میرا انتخاب کیا۔" خود کلامی کے انداز میں بولتے بولتے وہ گھوما۔ اس بار بھی واضح نہیں ہو سکا کہ وہ مجھے دیکھ رہا تھا یا میرے برابر میں سولی میں پھنسے ہوئے نک موڈلے کی طرف متوجہ تھا۔ وہ کہہ رہا تھا "اس حرام زادے نے تمہارے اوپر تھوکا تھا۔ اس پر مجھے اچانک غصہ آگیا تھا اور اس ویلر مس نے بلاوجہ مجھے رگید ڈالا۔"

فرش سے اپنا ریوالور اٹھاتے ہوئے وہ غیر ارادی سے انداز میں اپنی گردن سہلا رہا تھا۔

"سوری ڈک!" ویرا نے فراخ دلی سے معذرت کی "میں اپنی غلط فہمی پر شرمندہ ہوں۔"

"دشمن سولی کے پھندے میں بالکل محفوظ ہے۔ ایسی کسی دوسری غلط فہمی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ سب لوگ ایک دوسرے سے دور اور الگ الگ رہیں تاکہ ہر ایک کو یہ معلوم ہوتا رہے کہ میں کس سے مخاطب ہوں اور کون میرے نشانے پر ہے۔" ڈک نے بدمزگی سے کہا۔

اس کی وہ شرط معقول تھی۔ میں نک موڈلے سے کئی قدم دور ہٹ گیا۔

"تت..... تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" نک موڈلے نے انگریزی میں پوچھا۔ اس کی آواز پھنسی پھنسی اور خوف زدہ سی تھی۔

"یہ لڑکی تمہارے لیے اجنبی نہیں ہونی چاہیے۔" میں نے تلخ لہجے میں کہا "اسے پہچان لینے کے بعد تمہیں ہمارے عزائم اور مقاصد کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں رہنی چاہیے۔" اسے میں نے اردو میں جواب دیا تھا۔ اپنی بات پوری کر کے میں نے اسے تائید کی "اب تم اردو ہی بولو گھبے' سنا ہے کہ تم نے ہماری زبان بولنے اور سمجھنے میں خاصی مہارت حاصل کی ہوئی ہے۔"

پھانسی کی قدرے تنی ہوئی رسی کی وجہ سے اس کی گردن بالکل سیدھی تھی اور چہرہ کچھ اوپر اٹھا ہوا تھا۔ اس نے نظریں گھما کر خوف زدہ انداز میں ہم تینوں کا جائزہ لیا پھر توقف کے بعد بولا۔ "موجے کئی بار ٹم ڈونوں کا کھایال آیا تھا۔ نیویارک میں کھون کھرابے کا سب اب سچ میں آرہا ہائے۔"

اپنے بگڑتے ہوئے تلفظ کے ساتھ اس نے شستہ اردو بول کر اپنی ذہنی شکست تسلیم کر لی تھی۔ میں نے پوچھا "تم نے اپنے اس خیال سے یہاں اور کس کس کو آگاہ کیا ہوا ہے۔"

"امریکا میں تمہاری موجودگی کا کوئی ثبوت میرے سامنے نہیں تھا۔" اس نے اپنے خراب اردو تلفظ میں جواب دیا "میں کسی ثبوت کے بغیر زبان نہیں کھول سکتا تھا کیونکہ سرکاری حلقوں میں کچھ دوسری ہی کہانیاں گردش کر رہی تھیں۔ شاید عباس کرمانی بھی تمہارے ہی کسی بہروپ کا نام رہا ہوگا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے مار دو گے مگر جب تک میں زندہ ہوں' مجھے ذرا سی سہولت فراہم کرو۔ یہ رسی بہت تنگ ہے' اسے ذرا سا ڈھیلا کر دو۔ میں دیکھ چکا ہوں کہ تم لمحہ بھر میں مجھے پھانسی پر ٹانگ سکتے ہو۔"

برقی چرخی کا کنٹرول اس وقت ویرا کے ہاتھ میں تھا۔ میرے اشارے پر اس نے رسی کو ڈھیلا کر دیا۔ نک موڈلے اپنے قدموں پر

Downloaded from https://paksociety.com

سیدھا کھڑا ہونے کے قابل ہوگیا۔

تہ خانے کی فضا میں اس کے گہرے گہرے سانسوں کی آواز گونجنے لگی۔ میں نے اس پر اعصابی دباؤ برقرار رکھنے کے لیے سکون سے سگریٹ سلگائی پھر کہا "ہمیں تم کو مارنا ہوتا تو تمہیں لاد کر یہاں لانے کی ضرورت نہیں تھی۔ تمہارے جسم میں اترنے والا سیال زہریلا بھی ہوسکتا تھا۔ تم جہاں بھی تھے' وہیں گرتے اور ایک لاوارث کتے کی طرح مرجاتے۔ ہمیں کسی اٹھاپٹخ کی ضرورت نہیں تھی۔"

"میرے لیے یہ اطلاع حیران کن بلکہ ناقابل یقین ہے کہ تم مجھے زندہ رکھنا چاہتے ہو۔" اس نے کسی طنز کے بغیر سپاٹ لہجے میں کہا "ابھی تک صرف آئزک بیل تمہارے قاتلانہ وار سے بچ سکا ہے ورنہ تم نے پورے نیویارک کو خون میں نہلایا ہوا ہے پھر مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہورہے ہو۔"

"ہم بھیڑیوں اور درندوں کو چن چن کر مار رہے ہیں۔ ہمیں نیویارک کو خون کا غسل دینا ہوتا تو تمہارے ساتھ تمہارے ہوٹل کی پُرشکوہ عمارت راکھ اور ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کی جاسکتی تھی۔ ہمیں نیویارک والوں یا عام امریکیوں سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ ہمارے لیے تم بھی ایک عام امریکی ہو' اپنے فرائض اور منصب کی ذمّے داریوں کی وجہ سے ہمارے خلاف سازشیں کررہے تھے۔"

"سودے بازی!" ان الفاظ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں پہلی بار ایک ہلکی سی چمک لہرائی۔

میں اپنی جگہ متجسّد کھڑا رہا۔ میری خواہش تھی کہ وہ اپنے اس قیاس کی خود ہی کوئی وضاحت کرے تاکہ میں اس کے ذہن کو پڑھ کر اپنی راہ کا تعین کرسکوں۔

"تم مجھے واپس بھیج دو گے تاکہ میں اپنی جگہ رہ کر تمہارے لیے کام کروں اور اپنے لوگوں کو ڈبل کراس کروں؟" میری خاموشی پر وہ مضطرب ہو کر بولنے پر مجبور ہوگیا۔ بولنا اس کی مجبوری تھی کیونکہ ہمارے سامنے بے دست و پا ہونے کے بعد وہ بہت کمزور پوزیشن میں تھا۔

"ایسا کرسکو تو یہ میرے لیے سب سے بہتر ہوگا ورنہ چند سوالات کے جواب دے کر بھی تم اپنی جان بچا سکتے ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک سفارتی اہل کار کو ختم کرکے میں یہاں سے اپنی واپسی کی راہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی کرلوں۔" میں نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لگا کر کہا۔

اس بار وہ دہشت زدہ اور ہذیانی انداز میں شاید ہنسا اور پھر بولا۔

"ویرا آتے ہی مجھے میرے انجام کے بارے میں بتا چکی ہے۔ دریائے ہڈسن کی مچھلیوں کی خوراک بنانے سے پہلے تم میرا ذہن نچوڑ لینا چاہتے ہو۔ اب تک کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکی ہے کہ تم دونوں امریکا میں موجود ہو۔ آئزک بیل مسلسل تمہارا نام لے رہا ہے مگر سی آئی اے اور ایف بی آئی کے بڑے دماغ اسے جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔ میں شاید پہلا سرکاری آدمی ہوں جو تم سے مل رہا ہوں۔ اپنی یہاں موجودگی کے ایسے اکلوتے گواہ کو تم زندہ لوٹنے دو گے۔ یہ بات احمقانہ ہے۔ میں تمہارے اس فریب میں نہیں آسکتا۔"

"تم پہلے نہیں' دوسرے سرکاری آدمی ہو۔" میں نے بھرپور سنجیدگی سے کہا "ہم بدری ناتھ کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں آئے تھے اور آخر کار اسے چھاپ لیا تھا۔ اب وہ ہمارے لیے کام کررہا ہے۔ تم نے دیکھ ہی لیا ہوگا کہ اس نے اپنے افسرانِ بالا کو اپنی صلاحیتوں سے اس قدر متاثر کردیا ہے کہ وہ راتوں رات ایک معمولی غیر ملکی ٹرینی سے سی آئی اے کا اہم افسر بن چکا ہے....."

"اوہ!" اس کے ہونٹ تحیر زدہ انداز میں پھیل گئے "وہ خنزیر کا بچہ تمہارا انفارمر بن چکا ہے اور تمہاری من گھڑت کہانیاں اعلیٰ حلقوں میں پھیلا کر سب کو گمراہ کررہا ہے۔ اب میں سمجھا کہ یہاں کیا ہورہا ہے..... مجھے اس پر پہلے ہی شبہ تھا۔ کراچی میں' میں نے اسے بہت بُری طرح رگیدا ہوا تھا۔ وہاں اس نے اپنی حماقتوں سے بہت کچھ برباد کرا دیا تھا۔ شاید اسی کینہ پرور شخص نے اپنا بدلہ لینے کے لیے تمہیں میری راہ پر ڈالا ہے۔ اب میں اپنے انجام کو زیادہ بہتر طور پر دیکھ رہا ہوں۔ تم مجھے کوئی فریب نہیں دے سکو گے۔"

"ہمارے لیے بدری ناتھ کی خواہشات کی تکمیل سے زیادہ اہمیت ہماری رازدارانہ واپسی کی ہے۔ اس پر کوئی سمجھوتا نہیں ہوسکتا۔ تم چند سوالات کے جواب دے دو۔ ہم جلد از جلد یہاں سے نکل جائیں گے۔"

"تمہیں یہ یقین رہے گا کہ میں تمہاری قید سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد تمہاری واپسی کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوئی کوشش نہیں کروں گا؟" اس بار اس کے خون آلود دہانے سے برآمد ہونے والے فقرے سراسر استہزائیہ تھے۔ بہترین صورتِ حال

دل دادگانِ ادب کے لئے انمول تحفہ

جدید فرانسیسی شاعری کے باوا آدم
چارلس بودلیر کی سرگزشت

گرفتہ دل

تحریر و تحقیق : مبین مرزا

شراب' عورت' حشیش اور شاعری کے سوا اس کی زندگی میں اور کچھ نہ تھا۔ اولین تین چیزوں نے اسے وقت سے پہلے مار دیا اور آخری شے ہمیشہ کے لئے اس کا نام تاریخ میں زندہ کرگئی۔

ماہنامہ سرگزشت ستمبر کا شمارہ شائع ہوگیا ہے

Downloaded from https://paksociety.com

سے دوچار ہونے کے باوجود اس کا ذہن کام کر رہا تھا۔

"ہماری واپسی تک تمہیں ہماری یا ہمارے ساتھیوں کی تحویل میں رہنا ہوگا۔"

"کیا تم دریائے ہڈسن میں پائی جانے والی مچھلیوں کو اپنا ساتھی قرار دے رہے ہو؟"

"تم احمق ہو۔" میں نے تحمل سے کام لیتے ہوئے کہا "یہ مقامی بھینگا تمہارے سامنے ہے۔"

نک موڈلے کی نگاہیں ڈک کے چہرے پر جم گئیں اور پھر اس کی ذہنی رو اسی کی طرف بہک گئی "یہ تمہارا بہت خطرناک اور مہلک ہتھیار ہے۔ اس کی آنکھوں کے غیر معمولی عیب کی وجہ سے میں نے ہوٹل میں اپنے قریب اس کی موجودگی محسوس کی تھی۔ مجھے شبہ تک نہیں ہوسکا تھا کہ یہ باسٹرڈ میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ یہ یقیناً یہاں کے کسی جرائم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔"

"تم دریائے ہڈسن کی مچھلیوں کو بھول جاؤ۔ سرکشی کی صورت میں وہ تمہارا انجام ضرور ثابت ہوسکتی ہیں مگر میں تمہیں اس صورتِ حال سے بچا کر ایک انسان کی طرح انسانوں ہی میں رکھنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے تمہارے ایک لفظ پر بھی یقین نہیں ہے پھر بھی تم سوال کرو۔ میں نے مناسب سمجھا تو جواب دے دوں گا۔ تم جیسے لوگوں کے فیصلے اٹل اور سوچے سمجھے ہوتے ہیں۔ مشروط فیصلوں پر انحصار کرنے والے زیادہ دیر تک اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔"

"کراچی کے قونصل خانے میں تم اپنی ذہنی دستاویزات کس کو سونپ کر آئے ہو؟"

"کسی کو نہیں۔" اس نے کسی تذبذب کے بغیر جواب دیا۔ "اس کی ضرورت نہیں تھی۔"

"تم کراچی سے کس مشن پر امریکا آئے ہو؟" میں نے اس سے اگلا سوال کیا۔

"مجھے نظرانداز کرکے سازشیں کرنے والے آئزک بیل کی تحقیر کا نظارہ کرنے!"

"اپنی ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے تمہیں چھٹی پر آنا چاہیے تھا۔" میں نے اسے یاد دلایا۔

پاکستان میں کام کرنے والے بیشتر سفارت کاروں کو جلد ہی طویل چھٹی پر واپس امریکا لایا جارہا ہے۔ مجھے اس بارے میں یہاں کچھ بات چیت کرنی تھی....."

"پاکستان سے امریکی سفارت کاروں کی واپسی!" میں نے حیرت سے دہرایا "ابھی تک ایسی کوئی اطلاع منظرِعام پر نہیں آئی۔ کیا تم لوگ وہاں کوئی نیا کھیل شروع کرنے کا ارادہ کرچکے ہو؟"

"کھیل ہر وقت جاری رہتے ہیں، مہرے بدلتے رہتے ہیں۔ تمہارا ملک ویسے بھی امریکیوں کے لیے سخت غیر محفوظ تصور کیا جانے لگا ہے۔ ہر بڑے سیاسی نعرے کی بنیاد امریکا سے نفرت پر رکھی جاتی ہے۔ کشمیر اور افغانستان میں لڑنے والے انتہاپسند مسلمانوں کے عالمی جتھے بھی امریکیوں کی گھات میں لگے رہتے ہیں۔ بڑھتے ہوئے ان خطرات کی وجہ سے سفارتی عملے کی تعداد خاموشی سے گھٹانے کا فیصلہ ہوچکا ہے۔"

بظاہر میرا وہ سوال سیدھا سادہ اور بے ضرر تھا۔ نک موڈلے نے بھی کسی تردّد کے بغیر اس کا جواب دے ڈالا تھا مگر میں اس کے الفاظ میں جان و مال سے ٹوٹ کر پیار کرنے والے امریکیوں کی ہزیمت اور پسپائی کی کہانی چھپی ہوئی محسوس کررہا تھا۔

"پاکستان میں تمہارے لیے کتنے مقامی افغار مرکام کررہے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

زخم خوردہ اور بے دست و پا ہونے کے باوجود اس کے خون آلود ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ نمودار ہوکر آئی "یہ اعداد و شمار تمہیں اپنی آئینی اور غیر آئینی ایجنسیوں کے ریکارڈ سے مل سکتے ہیں۔ تمہارے بااثر لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ہمارے کام آنے کی خواہش مند رہنے لگی ہے کہ ہم نے انفرادی حوصلہ افزائی کی پالیسی ترک کردی ہے۔ ایسے ہر شخص کو اپنی اولادوں یا رشتے داروں کے لیے امریکا میں تعلیم اور ملازمت کے لیے ویزا اور گرین کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب وہاں ہم این جی اوز سے کام لے رہے ہیں۔ کوئی ماحولیاتی تحفظ کے لیے بکری کی مینگنیوں پر ریسرچ کی تجویز لے کر آتا ہے تو ہم دل کھول کر اسے فنڈز فراہم کرتے ہیں۔ یہ سرمایہ کاری اپنا رنگ جما رہی ہے۔ حیرت ہے کہ تم ایسے معمولی سوال کرکے اپنا اور میرا وقت برباد کررہے ہو۔ یہ باتیں پاکستان میں سب کو معلوم ہیں۔ پتا نہیں تم کیوں اتنے بے خبر ہو۔"

نک موڈلے درست ہی کہہ رہا تھا۔ پاکستان میں وہ ساری باتیں ایک کھلے راز کی طرح سینہ بہ سینہ سفر کرتی رہتی تھیں۔ مالی وسائل میں سے ہر حق دار کو باقاعدگی سے اس کا حصہ ملنے کی وجہ سے اندر کی کہانیاں منظرِعام پر نہیں آتی تھیں۔ اسی کے ساتھ ملک سے ذہن اور سرمائے کے فرار کا رجحان بھی تیزی سے بڑھتا جارہا تھا۔ لوگ سیاسی حکمرانوں کی ناکامی قرار دیتے تھے۔

سیاست سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ حکومت چلانے کے لیے بہرطور کسی نہ کسی کو برسرِاقتدار ہونا ہی پڑتا ہے۔ اس حمام میں کم و بیش سب ہی ایک جیسے تھے۔ کون آتا ہے اور کون جاتا ہے، اس مسئلے سے مجھے کبھی کوئی غرض نہیں رہی تھی۔ نہ میں نے کبھی اول خان کی زبان سے اس قسم کی باتیں سنی تھیں۔ ہم سب کے لیے صرف ملک ہی سب کچھ تھا۔ ملک پھلتا پھولتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے تو ہم بھی خوش حال اور پُروقار ہوتے چلے جاتے ہیں ورنہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

نک موڈلے اس وقت جو کچھ کہہ رہا تھا، اس کے ڈانڈے ت سے نہ ملتے تھے۔ یہ ایک المناک حقیقت تھی کہ جدید دور

Downloaded from https://paksociety.com

میں ریاست اپنے طور پر ایک اکائی کی حیثیت سے کہیں بھی اپنا وجود منوانے میں کامیاب نہیں رہی تھی۔ اس کی شناخت کا سارا دارومدار وہاں کی سیاست پر رہ گیا تھا۔

"پاکستان چھوڑ کر آنے والوں میں تم بھی شامل ہو؟" ویرا کے سوال نے میرے خیالات کا تسلسل توڑ دیا۔

"فی الحال مجھے واپس جانا ہے۔ اگر آج ڈینی نے اپنا وعدہ پورا کردیا تو پاکستان سے آنے والے آخری دستے میں میرا نام بھی شامل ہوگا ورنہ ہڈسن کی مچھلیاں...." ٹک نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"مجھے یوں محسوس ہورہا ہے جیسے تم دریائی مچھلیوں کا ذکر کرکے بار بار ہمیں اپنے قتل پر اکسا رہے ہو۔" ویرا نے اس کے جواب پر تلخی سے کہا۔

"اور مجھے یوں محسوس ہورہا ہے جیسے تم دونوں میرے ساتھ بلی اور چوہے کا کھیل کھیل رہے ہو۔" اس نے بے چینی سے اپنے ایک پیر کا بوجھ دوسرے پر منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کھیل اب ختم ہوجانا چاہیے۔" ویرا نے مجھے مشورہ دیا۔

"تمہاری کیا رائے ہے ڈک؟" میں نے انگریزی میں بھینگے ڈک سے سوال کیا۔

"پتا نہیں تم تینوں کس سیارے کی زبان میں باتیں کرتے رہے ہو۔" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا "میں کسی حوتق کی طرح سب کچھ سننے کے باوجود ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکا۔" وہ لمحہ بھر کے لیے خاموش ہوا پھر دوبارہ کہنے لگا "یہ آدمی سمجھ دار نظر آتا ہے۔ شاید ابھی تک تمہاری ہدایات پر عمل کرتا رہا ہے۔ اسے اعتماد میں لے کر تم کوئی بڑی کامیابی بھی حاصل کرسکتے ہو۔"

"یہ نہیں ہوسکے گا۔" ٹک موڈلے نے پوری بے خوفی سے دخل اندازی کی "ابھی تک میں نے صرف اس لیے تم لوگوں سے تعاون کیا کہ تم نے مجھ سے کوئی ٹیڑھا سوال نہیں کیا تھا۔ مجھے اپنی زندگی بہت عزیز ہے لیکن میں امریکا کے مفاد کے سامنے ہیچ تصور کرتا ہوں۔"

"تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ان کی کوئی بڑی کامیابی امریکا کے مفاد کے خلاف ہوگی؟" ڈک نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے سوال کیا۔

"یہ دونوں امریکا کے مانے ہوئے دشمن ہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ بھول کر بھی امریکا کے لیے کوئی بھلی بات سوچیں گے۔" ٹک موڈلے نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہا۔

"پھر مجبوری ہے۔" ڈک نے شانے اچکا کر بے پروائی سے کہا "تم دونوں اپنی مرضی کے مالک ہو۔ میں نے شکار کو پھندا لگادیا ہے۔ اس کے ساتھ جو چاہو، کرسکتے ہو۔"

میں نے ویرا کو آنکھ مار کر اشارہ کیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں موجود نتھنے سے کنٹرول بوٹ کا ایک بٹن دبا دیا۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ برقی چرخی حرکت میں آئی اور ایک جھٹکے سے ٹک موڈلے کے قدم زمین سے اٹھ گئے۔

اس کے حلق سے خرخراہٹ کی بھیانک آوازیں بلند ہوئیں اور پھانسی کے پھندے سے لٹکا ہوا معلق جسم فضا میں بُری طرح تڑپنے لگا۔

اس بار رسی کا سرا خالی نہیں تھا لہٰذا چرخی پر رسی دھیرے دھیرے لپٹ رہی تھی پھر بھی ہمارے سنبھلنے سے پہلے سولی سے لٹکے ہوئے ٹک موڈلے کے بدن نے چھت تک کا فاصلہ طے کرلیا۔ اس کا سر اس آہنی کنڈے سے جا لگا جس میں سے گزر کر رسی چرخی تک گئی ہوئی تھی۔ اگلے ہی لمحے برقی چرخی کی شہ زوری نے اپنا کام دکھایا' رسی ٹک موڈلے کی گردن کی جلد میں پیوست ہونے لگی۔ ہڈیاں ٹوٹنے کی لرزہ خیز آوازوں کے ساتھ مضبوط آہنی کنڈا ٹک موڈلے کی کھوپڑی میں پیوست ہوگیا۔

اس کا سر چھت سے جا لگا تھا اور جسم بے جان ہوگیا تھا۔

"روکو، روکو، پنچ کو روکو۔" ڈک ایک دم چونک کر غرایا "اس کی گردن الگ ہوجائے گی۔"

ویرا کو بھی ہوش آگیا۔ اس نے بوکھلا کر ایک بٹن دبایا لیکن گھبراہٹ میں وہ شاید غلط بٹن دبا بیٹھی۔ چرخی اپنی جگہ رکنے کے بجائے تیزی سے الٹی گھومنے لگی اور ٹک موڈلے کی بگڑی ہوئی خون آلود لاش اپنے ہی وزن سے پُرشور آواز کے ساتھ فرش پر آگری۔

بے ساختہ میری نظریں چھت میں لگے ہوئے آہنی کنڈے کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ نہ صرف خون میں لتھڑا ہوا تھا بلکہ اس پر ٹک موڈلے کے کاسۂ سر سے برآمد ہونے والی کچھ آلائشیں بھی چپکی ہوئی تھیں۔

رسی ڈھیلی ہوتے ہی سب سے پہلے ٹک موڈلے کا پورا وجود قدموں کے بل فرش سے ٹکرایا تھا پھر لاش پشت کے بل فرش پر ڈھیر ہوگئی۔ اس کا چہرہ بہت بری طرح مسخ ہوچکا تھا۔ سب کیفیات وہی تھیں جو پھانسی کے بعد رونما ہوتی ہیں۔ بس ویرا کی نادانستہ غلطی کی وجہ سے لاش کی گردن اور سر پر غیر ضروری زخم آئے تھے جن سے خون جاری تھا۔

"مس! تم نے اپنے اناڑی پن سے ایک نفیس شخص کی لاش کو اتنا بگاڑ دیا ہے کہ اب اسے اٹھاتے ہوئے بھی گھن آئے گی۔" ڈک نے لاش کا جائزہ لینے کے بعد بلا تردد کہہ ڈالا۔

"بک بک مت کرو۔" ویرا اس پر آنکھیں نکال کر غرائی "میں تمہارا بھی یہی حشر کرسکتی ہوں۔"

"جب عورتیں یوں سرعام مردوں کو مارنے کی دھمکیاں دیتی پھریں تو سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا کا خاتمہ قریب آچکا ہے۔" وہ تضحیکی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بڑبڑایا "تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

"آؤ! اوپر چل کر کچھ پیتے ہیں۔" میں نے ڈک کی پشت پر ہاتھ مار کر کہا اور ہم تینوں ٹک موڈلے کی لاش وہیں چھوڑ کر زینوں کی

Downloaded from https://paksociety.com

طرف چل دیے۔

مائیک کو تک موڈلے کی آمد کی خبر سن کر خوشی ہوئی تھی کہ اسے بنجمن فورٹ پر حملے میں شرکت سے محرومی کے ازالے کا موقع مل جائے گا۔ جب اسے تہ خانے میں کہانی کے اختتام کا علم ہوا تو اس کا منہ لٹک گیا۔ اس نے نیم دلی سے ڈرائنگ روم میں ہمارے لیے مے نوشی کے لوازم لگا دیے۔

میں غسل خانے سے ہاتھ منہ دھو کر نکلا تو راستے ہی میں ویرا کی غصیلی آواز میرے کانوں میں آئی۔ وہ کہہ رہی تھی "تم بدمعاش اور ندیدے ہو۔ عورتوں کی بے خبری میں انہیں تاڑنا بہت بُری عادت ہے۔ شاید اسی وجہ سے تم اپنی آنکھوں کا یہ معمولی سا عیب دور نہیں کراتے۔"

میں اپنی رفتار بڑھا کر فوراً ہی ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ معاملہ کچھ سنگین معلوم ہو رہا تھا۔

"مم.... میں سچ کہہ رہا ہوں۔" بھینگا ڈک مدافعانہ لہجے میں کہہ رہا تھا "میں نے دانستہ کچھ نہیں دیکھا جھلکتے ہوئے تمہارے شانے کا تل بلاؤز کے نیچے خود بہ خود نمایاں ہو جاتا ہے۔"

بات فوراً واضح ہو گئی۔ ڈک نے یقیناً ویرا کے اس حسین تل کے بارے میں کوئی تبصرہ کر ڈالا تھا اور وہ بلاؤز کے نیچے پوشیدہ اس تل کے بارے میں ایک بھینگے مرد کی زبان سے تعریفی کلمات سن کر سیخ پا ہو گئی۔ اسے شبہ ہوا ہو گا کہ ڈک چپکے چپکے اسے دیکھتا رہتا ہے۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس جھگڑے کو نمٹانے کی نیت سے کہا "مگر مس روزی بھی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ایک معمولی سے آپریشن کے ذریعے تم اپنی آنکھوں کے نقص سے نجات حاصل کر کے شاندار شخصیت کے مالک بن سکتے ہو۔ اس کے بعد غلط فہمیاں پیدا ہوں گی' نہ کوئی تم پر الزام تراشی کر سکے گا۔"

ڈک ایک گہرا سانس لے کر بولا "میں بھی یہی سب سوچتا ہوں مگر یاس راضی نہیں ہوتا۔ اسے اہم ترین مواقع پر میری ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ ایسی انوکھی باتیں صرف وہی سوچ سکتا ہے۔ وہ مجھے ایک ایسی توپ قرار دیتا ہے جس کے نشانے کا آخری لمحے تک اندازہ نہیں ہو سکتا۔"

"یہ تمہارا خالص ذاتی معاملہ ہے۔ بلیک ڈیڈ تمہیں کیسے روک سکتا ہے؟" میں نے اپنے لیے بنائے ہوئے گلاس سے اسکاچ کا ایک گھونٹ لے کر کہا۔

"بلیک ڈیڈ ہم سب کا زمینی باپ ہے۔" مائیک نے وضاحت کی۔ "وہ چاہے تو دن میں ہمارے سانسوں کی تعداد بھی مقرر کر سکتا ہے۔ ہم اس کے حکم کی تعمیل کریں گے۔"

"مگر کیوں؟" میں نے جھلا کر ڈک سے پوچھا "تم اس کے ملازم ہو' غلام تو نہیں ہو۔"

"بس چیف' ہمیں اس کا بے دام غلام ہی سمجھ لو۔" ڈک سر جھکا کے بولا "اس نے مجھے اس وقت ایک معقول ملازمت دی تھی جب میرے ماں باپ اپنی دوسری شادیاں کر کے مجھے بالکل فراموش کر چکے تھے اور میں بارہ برس کی عمر میں کوڑے دانوں کو کرید کر اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے پر مجبور تھا۔ باس نے مجھے نوکری ہی نہیں' رہنے کا ٹھکانا بھی دیا۔ میں اس کی بات کیسے ٹال سکتا ہوں؟ میرا رُواں رُواں مرتے دم تک اس کا احسان مند رہے گا۔ تم میری بھینگی آنکھوں کی بات کر رہے ہو' وہ حکم دے تو میں اس کے لیے اپنی ایک آنکھ نکلوا بھی سکتا ہوں۔ یہ باتیں تم نہیں سمجھ سکو گے۔ اس کے گرد آج بیش تر لوگ ایسے ہی ہیں جو بچپن میں ٹوٹ پھوٹ کر بُری طرح بکھر رہے تھے' بھوکے تھے' آوارہ تھے اور بے گھر تھے۔ باس نے ان سب کو اپنے بچوں کی طرح پالا ہے۔ ہارلم کے رہنے والے اس پر بلاوجہ ہی جان نہیں دیتے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم بلیک ڈیڈ کے لیے اندھی توپ بنے رہو لیکن محتاط رہا کرو۔ عورتوں سے ان کی ان ہی خوبیوں کے بارے میں بات کیا کرو جو وہ جان بوجھ کر تمہیں دکھاتی ہیں۔ ان کی بے خبری میں دیکھی جانے والی خوبیوں پر تم نے سختی سے اپنی زبان بند نہ رکھی تو کسی دن کوئی مس تمہاری دونوں آنکھیں پھوڑ دے گی۔ تم تل والی مس کی مار دھاڑ کا تجربہ تہ خانے میں کر ہی چکے ہو۔"

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کروں گا۔" اس نے سعادت مندی سے کہا "کبھی کبھی میں بالکل بے محل باتیں کر جاتا ہوں۔ دوسروں کا ردِعمل دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مجھ سے کہیں کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ بعد کے پچھتاوے سے احتیاط ہی زیادہ بہتر ہے۔"

"مہمان کا کیا بنے گا؟" چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد ویرا نے پوچھا۔

"رات گہری ہو رہی ہے۔" ڈک نے ہم دونوں میں سے کسی سے کہا "ویسے بھی شکم سیر ہونے کے بعد اسکاچ مزہ نہیں دیتی۔ ہمیں اجازت دو کہ ہم اپنے کمرے میں چلے جائیں۔ صبح تمہیں ہر چیز صاف ستھری ملے گی۔ مہمان کو پوری احتیاط کے ساتھ اس کے ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے گا۔"

"مائیک تمہارے ساتھ جائے گا؟" ویرا کا رویہ اس کے ساتھ مسلسل جارحانہ تھا۔

"سرونٹ کوارٹر تک تو ساتھ ہی جائے گا۔ اسے کار میں ڈالنے تک مجھے اس کی مدد کی ضرورت ہو گی۔ اس سے آگے میں اکیلا ہی سب کچھ سنبھال لوں گا۔ کسی کو کانوں کان پتا نہیں چلے گا کہ نیویارک ہلٹن اینڈ ٹاورز کا ایک مکین اچانک کہاں غائب ہو گیا۔"

"پھر تم دونوں اپنے گلاسوں سمیت چلے جاؤ۔ وقت ضائع مت کرو۔" میں نے کہا۔

"گلاس لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟" یہ کہہ کر مائیک نے

Downloaded from https://paksociety.com

دو لمبے لمبے گھونٹوں میں اپنا گلاس خالی کردیا۔ ڈک نے اس کی تقلید کی۔

وہ ہماری اور ڈک کی الوداعی ملاقات تھی۔ وہ معاملے کے لیے بڑھا تو پھر گڑبڑ ہوگئی۔ میں سمجھا کہ وہ میری طرف آرہا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا مگر وہ لیڈیز فرسٹ کے اصول کا قائل تھا۔ میرا ہاتھ فضا میں پھیلا رہ گیا۔ اس نے "شب بخیر مس" کہہ کر ویرا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ قطعی تیار نہیں تھی۔ اس نے عجلت میں ڈک سے ہاتھ ملایا پھر میری باری آئی اور وہ مائیک کے ساتھ رخصت ہوگیا۔

"اُلّو کا پٹھا!" اس کے چلے جانے کے بعد ویرا بڑبڑائی "تنہائی میں سامنے بیٹھ کر مسلسل مجھے دیکھے جارہا تھا۔ مجھے ایک لمحے کے لیے بھی یہ شبہ نہیں ہوا کہ وہ میری طرف متوجہ تھا۔ بہت ہی ذلیل اور گھٹیا انسان ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سے جلد ہی جان چھوٹ گئی۔"

"ذلیل اور گھٹیا ہونے کے ساتھ دلچسپ بھی ہے۔" میں نے کہا "اب بھی فلموں کا رخ کرلے تو اپنی فطری حرکتوں کی وجہ سے ایک کامیاب کامیڈین ثابت ہوسکتا ہے۔"

"بھاڑ میں جائے۔ مجھے اس سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔" ویرا نے بھنا کر کہا اور میں نے اس موضوع کو فوری طور پر وہیں ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

ڈک کی یہ بات درست تھی کہ شکم سیر ہونے کے بعد اسکاچ ذرا بھی مزہ نہیں دیتی لیکن ویرا پر اس اصول کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ اس نے خواب گاہ کا رخ کرنے سے پہلے میرے اور اپنے لیے اسکاچ اور یخ بستہ پانی سے دو لمبے گلاس لبریز کیے اور اٹھ گئی۔

عام آدمی کے لیے بھرے پیٹ پر اتنی الکحل کا ہضم کرنا آسان نہیں تھا۔ کھایا پیا تک الٹ کر رہ جاتا مگر میں نے اپنی زبان بند رکھی اور ہم خواب گاہ میں آگئے۔

"اجازت ہو تو میں جینی کو فون کرلوں؟" خواب گاہ میں کرسی سنبھالنے کے بعد میں نے پوچھا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔" ویرا نے سختی سے کہا "وہ اتنی شدت سے تمہارے سر پر کیوں سوار ہے؟"

"اسے خلش ہوگی۔ ڈیوڈ اشارز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد ہم نے اسے یکسر بھلا دیا ہے۔ امریکا چھوڑنے سے پہلے اس سے بات ہونی چاہیے۔"

"اپنی اخلاقیات اپنے پاس رکھو۔" وہ برہمی سے بولی "تم مجھ سے اسی قدر بیزار ہوگئے ہو تو جینی کو فون کرنے کے بجائے اپنی پڑوسن سے مل آؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ویسے بھی وہ شام کو تمہیں خود گھر آنے کی دعوت دے کر گئی ہے۔"

"میڈیلین نیم پاگل عورت ہے۔ ایسی عورتوں سے مجھے خوف آتا ہے۔" میں نے اسے چڑانے کے لیے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "صحیح الدماغ ہوتی تو تمہاری تجویز پر غور کیا جاسکتا تھا۔"

"شاید تم فورٹ ہاؤس کی بند دیواروں میں سے آنے والی دہشت ناک نسوانی چیخوں کو بھول گئے۔ مرد اس قدر لالچی ہوتے ہیں کہ دولت کی خاطر ساری عمر کے لیے پاگل عورتوں کی غلامی کرلیتے ہیں۔"

"میں بنجمن فورٹ نہیں ہوں۔ یہ نہ بھولو کہ اسی کا ایک دوست کسی بے وفا عورت کے بجائے اپنی وفادار کتیا کے ساتھ زندگی بسر کررہا تھا۔" میں نے گلاس سے ایک گھونٹ لے کر کہا۔

ویرا میرے جواب پر تلملا اٹھی "تمہاری دانست میں ہر عورت پاگل یا پھر بے وفا ہوتی ہے؟"

"میں نے یہ نہیں کہا۔ یہ تمہارے اندر کا کوئی چور بول رہا ہے۔ میں تو وجودِ زن سے کائنات میں رنگوں کی بہار کا قائل ہوں۔ عورت کو نکال دیا جائے تو سب کچھ کھردرا اور بے کیف ہو کر رہ جائے گا۔"

"پھر میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" اس نے پُراشتیاق لہجے میں کہا۔

"میری رائے جاننے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ میں ایک مدت سے تمہیں برداشت کرتا چلا آرہا ہوں۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔

ویرا نے بیڈ سوئچ دبا کر کمرا تاریک کیا اور اچھل کر میرے اوپر آرہی۔ بے خبری کی وجہ سے اسکاچ سے بھرا ہوا گلاس میرے ہاتھ سے نکل کر قالین پر گر گیا۔ گلاس ٹوٹنے کے ہلکے سے چھناکے کے ساتھ ہی ویرا مجھے کرسی سے اٹھا کر بستر پر گرا چکی تھی۔

○☆○

اگلی صبح بلیک ڈیڈ صبح سویرے ہی ہمارے پاس آدھمکا۔ خلافِ معمول وہ بہت خوش و خرم نظر آرہا تھا۔ اس کے استقبال کا فرض مجھے پورا کرنا پڑا کیونکہ پچھلی رات کی خرمستیوں کے بعد ویرا اس وقت بھی گہری نیند سو رہی تھی۔ میرا گلاس ٹوٹنے کی وجہ سے میری قدرتی نیند مدہوشی میں تبدیل نہیں ہوسکی تھی۔

بلیک ڈیڈ کی آمد سے پہلے ہی مائیک نے مجھے بتا دیا تھا کہ ڈک صبح تین بجے تک موڈلے کی لاش سمیت گھر سے رخصت ہوچکا تھا۔

"شاید تمہیں خوشی ہے کہ کل ہم سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔" میں نے بلیک ڈیڈ کو ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد شائستگی سے کہا۔

"اپنی روانگی کا ذکر کرکے مجھے اداس کرنے کی کوشش مت کرو۔" اس نے مشفقانہ لہجے میں کہا "کل کے لیے تمہاری بکنگ ہوگئی ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ کل تم چلے ہی جاؤ۔ یہ بکنگ تمہارے اصرار پر ہوئی ہے۔ اگلی کسی تاریخ کے لیے بھی نشستیں مل سکتی ہیں۔"

"کیا تم ہمیں روکنے کے ارادے سے یہاں نازل ہوئے ہو؟" میں نے پوچھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ یہ بے وقت ذکر تم نے ہی چھیڑا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ اپنے ذہن کو کھلا رکھو۔ جب موقع ہو' یہاں سے نکل جانا۔ کوئی تاریخ اپنے سر پر مسلط مت کرو۔"

"تاریخوں کا چکر عورتوں کے سر پر سوار رہتا ہے۔ میں اس سے آزاد ہوں۔ میرا مسئلہ صرف اتنا ہے کہ یہاں میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ غیر ضروری طور پر یہاں رک کر میں ناگہانی خطرات کو دعوت دوں گا۔ ہم دونوں کو پہلی فرصت میں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

"دیکھا جائے گا۔ تم نے بلاوجہ ہی مجھے اس موضوع میں الجھالیا۔" اس نے صوفے پر پہلو بدل کر کہا "میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ دن یہاں رک کر میری لڑائی بھی دیکھو۔"

"یہاں میں نے تمہارے ساتھ یادگار وقت گزارا ہے۔ اب میں دنیا کے کسی خطے میں بھی رہوں' تم سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی نئی سرخ روئی حاصل کی ہے۔"

"سب کو شبہ بلکہ یقین ہے کہ فورٹ ہاؤس کے واقعے میں میرا ہاتھ تھا مگر نیویارک کی انتظامیہ مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں کر پا رہی۔"

"یہ تمہارے مخبروں کی پیدا کی ہوئی کوئی خوش فہمی بھی ہو سکتی ہے۔"

"ایسا نہیں ہے۔ پولیس کمشنر کو ڈر ہے کہ مجھ پر ہاتھ ڈالتے ہی ہارلم میں دوبارہ فساد کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ میں ہر مسئلے میں انہیں اپنے وکیلوں کی طرف دھکیل رہا ہوں۔ شہر کے کم از کم سات معززین اس بات کے گواہ ہیں کہ وقوعے کی شب میں واردات سے پہلے اور بعد میں گھنٹوں ڈریم لینڈ کے ریسرسل ہال میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا ہوں۔"

"اور یہی تمہارے دفاع کی سب سے مضبوط دلیل ہے۔" میں نے رائے دی۔

"اب لطف کی بات یہ ہے کہ وہ مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔ ایف بی آئی نے ان سات میں سے تین معزز ترین گواہوں کو اٹھالیا ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ قانون ملزم کو چھوڑ کر اس کے دفاعی گواہوں کو اپنی تحویل میں لیتا پھر رہا ہے۔"

"مجھے اس طریقۂ کار پر زیادہ تعجب نہیں ہے۔ وہ ان گواہوں پر جرح کر کے ان کے بیانات میں تضاد تلاش کرنے کی سر توڑ کوششیں کریں گے۔ پاکستان میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔"

"تفتیش الگ بات ہے۔ باقاعدہ اٹھالے جانا ایک بالکل مختلف عمل ہے۔"

"ملزم با اثر ہو تو یہی سب ہوتا ہے۔ قانون کے محافظوں کو جرم ثابت کرنے میں دانتوں پسینہ آجاتا ہے۔"

"یہاں کی ایجنسیوں کو دانتوں پسینہ ضرور آجائے گا مگر وہ کچھ بھی ثابت نہیں کر سکیں گی۔ اس وقت سب کے چھکے چھوٹے ہوئے ہیں اور میں ان کے سینے پر مونگ دلتا پھر رہا ہوں۔"

"میں تمہاری آزادی اور سربلندی کے لیے دعا گو ہوں۔ امریکا میں اب تم ہی داؤدی ستاروں کی نشاۃ ثانیہ کی راہ میں رکاوٹ بن سکو گے۔ وہ تمہارے اور میرے مشترکہ حریف ہیں۔"

"رات تم نے نک موڈلے کو ختم کر کے ایک بڑا موقع گنوا دیا۔" اس نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تھا کہ اس کے بارے میں میرے ارادے نیک نہیں ہیں۔ اس وقت تم نے مجھے کوئی مشورہ نہیں دیا تھا۔ اب اچانک تمہیں کون سا موقع یاد آگیا؟" میں نے قدرے حیرت سے پوچھا۔

"وہ ایک ذمے دار سفارتی افسر تھا اور محض اپنی شناخت کے سہارے وائٹ ہاؤس سے پینٹاگون تک کہیں بھی آسانی سے داخل ہو سکتا تھا۔ تم اس کے ذریعے ان میں سے کسی بھی اہم عمارت میں ہولناک تباہی پھیلا کر ان امریکیوں کو بدحواس کر سکتے تھے۔"

"تو کیا تم خود امریکی نہیں ہو؟" میں نے اس کی تجویز کے دوسرے پہلوؤں کو بھول کر پہلا بے ساختہ سوال کیا۔ اس نے امریکیوں کا تذکرہ بہت تحقیر آمیز انداز میں کیا تھا۔

"میں ایک عام امریکی ہوں۔ عام امریکی بہت سادہ لوح' بے تکلف' ملنسار اور زندہ دل ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کی خوشیوں میں خوش ہوتے ہیں لیکن ان پر حکمرانی کرنے والوں کا ایک مخصوص ٹولہ بہت سفاک اور سنگ دل ہے۔ دنیا میں سازشوں اور خوں ریزیوں کو پروان چڑھانے والے یہی چند لوگ ہیں۔ ان کی حرکتوں کی وجہ سے باہر کی دنیا میں ہر امریکی کو ان ہی کی طرح مکار' سازشی اور شقی القلب سمجھا جاتا ہے۔ یہ لوگ زبردستی امریکا کی شناخت بن بیٹھے ہیں۔ ان سے مجھے نفرت ہے۔"

"تم بہت فراخ دل امریکی ہو.... نک موڈلے امریکا کی ان طاقتوں کا نمائندہ تھا جن سے تم نفرت کرتے ہو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ میری فرمائش پر وہ کسی بھی اہم امریکی ادارے میں بم کا دھماکا کرنے پر آسانی سے رضامند ہو جاتا؟" میں نے پوچھا۔

"اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اس سے کیا کام لینے والے ہو۔ اس کی کمر سے بندھی ہوئی ٹرائی نائٹروٹولین بیلٹ ہولناک دھماکے سے پھٹتی تو اس کے چیتھڑوں کا بھی سراغ نہ ملتا۔ اس کے اردگرد کا وسیع علاقہ تباہی کی زد میں آجاتا۔"

اس کی باتوں میں مجھے یک بہ یک دلچسپی کا عنصر محسوس ہونے لگا۔ میں نے کہا "مجھے اس بیلٹ کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کہیں اور کام آسکے۔"

"یہ ٹی این ٹی بیلٹ ایک ناقابل گرفت بارودی بم ہے۔ فائبر کے ہک اور بکل کے ساتھ منسلک چرمی بیلٹ کے درمیان خالص ترین بارود کی ایک تباہ کن تہ جمی ہوئی ہوتی ہے۔ اس میں دھات

Downloaded from https://paksociety.com

کے صرف دو مختصر ترین آلے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ایک ننھا سا حساس مائیکروفون جو بیلٹ استعمال کرنے والے کے آس پاس ہونے والی ساری گفتگو کو مخصوص ریسیور پر تم تک پہنچاتا رہے گا اور دوسرا ریموٹ کنٹرول سرکٹ جو تمہارے ایک اشارے پر فعال ہو کر بظاہر بے ضرر نظر آنے والی چرمی بیلٹ کو ہولناک دھماکے کے ساتھ اڑا دیتا ہے۔ تم تک کو اس کی اصلیت سے آگاہ کئے بغیر اسے بیلٹ پہن کر کہیں جانے پر آمادہ کرتے اور پھر اس کے ذریعے اپنا ہدف اڑا دیتے۔"

"نک موڈلے بہت چالاک آدمی تھا۔ وہ میری یا ویرا کی دی ہوئی کسی چیز پر بھروسا نہ کرتا۔ ہماری رسائی سے باہر نکلتے ہی بیلٹ کو ادھیڑ ڈالتا....."

"اور تم اسے ادھیڑ ڈالتے۔ مائیکروفون کے ذریعے تمہیں جوں ہی اس کے انحراف کا علم ہوتا' تم ریموٹ کے ذریعے اسے اڑا دیتے۔ ہدف پورا ہوتا یا نہ ہوتا۔ وہ زندہ نہیں بچ سکتا تھا۔"

"کیا تم نے ایسی ٹی این ٹی بیلٹ کبھی استعمال کی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں' کبھی اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔" اس نے کھلے دل سے اعتراف کیا "پیری کاویل نے کچھ عرصے پہلے ایک بیلٹ مجھے تحفے میں دی تھی۔ وہ میں نے شاید تمہارے لیے ہی محفوظ رکھی ہوئی ہے۔"

"ایک بیلٹ!" میں نے قدرے مایوسی سے پوچھا "یہ پیری کاویل تو وہی ہے نا جس نے اپنی بیم گن تمہارے پاس رکھوائی ہوئی تھی؟"

"تم بالکل ٹھیک سمجھے۔" اس نے برجستہ کہا "وہ شی کا آئی مین اور میرا گہرا دوست ہے' بوسٹن میں رہتا ہے۔ بہت یار باش اور کھلے دل کا آدمی ہے۔"

"اگر ہم اپنی اکلوتی بارودی بیلٹ نک موڈلے پر ضائع کر دیتے تو اب ہمارے پاس کچھ بھی نہ ہوتا۔ وہ گولی چلائے بغیر مر گیا۔ اب دیکھنا ہو گا کہ یہ بیلٹ کہاں کام آتی ہے۔"

"تمہارے کام آ سکے تو وہ بیلٹ حاضر ہے۔ بیلٹ کا مائیکروفون اور ریسیور میرا آزمایا ہوا ہے۔ باقی تجربہ تمہیں اپنے طور پر کرنا ہو گا۔"

"پیری کاویل سے پتا چل سکتا ہے کہ ایسی دوسری بیلٹ کہاں سے مل سکے گی؟"

"میں اس سے بات کروں گا لیکن کچھ معلوم ہونے کی امید نہیں ہے۔ جب شی اپنے عروج پر تھی تو ہر ہتاہ کن شعبدہ ان لوگوں کی دسترس میں رہتا تھا۔ جمی لائیڈ کے بعد سے شی فنڈز گھانے کے لیے استعمال کی جا رہی ہے۔"

"ویسے بھی اس سے رابطہ ضروری ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ بیم گن واپس مل جانے کے بعد پینٹاگون کے انسپکٹر کا ردِعمل کیا تھا۔ جارج شلز اور ایان جیکب کے جسموں پر بیم گن کے زخم کسی بھی وقت اپنا رنگ دکھا سکتے ہیں۔"

"تم مطمئن رہو۔ کوئی بری خبر ہوتی تو پیری خود ہی مجھ سے رابطہ کرتا۔ کبھی کبھی کسی خبر کا نہ ہونا ہی سب سے اچھی خبر ہوتی ہے۔"

"بیلٹ کے ریسیور کی رینج کتنی ہے؟" میں نے فوری خیال کے تحت پوچھا۔

"صحیح یاد نہیں۔ شاید دو ڈھائی سو کلومیٹر ہے۔ ریسیور پر اس کی رینج لکھی ہوئی ہے۔"

"میں اس کا کوئی نہ کوئی استعمال سوچ لوں گا۔ تم وہ بیلٹ مجھے ضرور بھجوا دو۔"

"میں واپس جاتے ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کروں گا۔ تم کوئی ایسا نام سوچو جو تمہارے چارے کے طور پر ہمارے کام آ سکے۔ نیویارک سے باہر واشنگٹن یا اس کے آس پاس کوئی بڑی تباہی آئی تو نیچے سے اوپر تک سب ہل کر رہ جائیں گے۔"

وہ مجھے تجویز دے رہا تھا۔ ادھر میرے ذہن میں خود بہ خود ایک نام ابھر کر نمایاں ہوتا چلا جا رہا تھا۔

کشمیر کے محاذ پر اپنے بڑے بہنوئی کی ہلاکت پر میرے خلاف جذباتی ردِعمل ظاہر کر کے بدری ناتھ نے میری نظروں میں اپنا مقام گرا لیا تھا۔ اس نے جذباتی انداز میں بہت سی ایسی سخت باتیں کہی تھیں جو میرے دل پر نقش ہو چکی تھیں۔

تلخ کلامی کی انتہا اور پھر میرے ڈینی ہونے پر اصرار کرنے کے بعد اس نے یکایک دوستانہ فلابازی کھا کر میرے قصیدے پڑھنے شروع کر دیے تھے اور یہ تاویل پیش کی تھی کہ اس نے مجھ سے میری اصلیت اگلوانے کے لیے معاندانہ رویہ اختیار کیا تھا ورنہ وہ حقیقت میں میرا بہت بڑا مداح اور گہرا دوست تھا۔

وہ اس کی سوچ کے دو رخ تھے۔ کچھ پتا نہیں تھا کہ ان میں سے کون سا رخ اس کی اصل نیت کی عکاسی کر رہا تھا۔ میرے لیے احتیاط اور تحفظ کا تقاضا یہی تھا کہ اس پر اعتبار نہ کیا جائے۔ اس کی بنیادی خرابی یہ تھی کہ وہ را کا ایک تجربے کار ایجنٹ تھا۔ محض شبے میں اسے ہلاک کرتے ہوئے بھی مجھے کوئی ملال نہ ہوتا۔ میں اپنے دشمن سے جو کام لے سکتا تھا' لے چکا تھا۔ اس کے بعد وہ میرے لیے عضوِ معطل تھا۔ رہتا یا نہ رہتا' میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا۔

بلیک ڈیڈ چند دنوں کی مدت میں پے در پے کئی بڑی کامیابیاں حاصل کرنے کے نتیجے میں میرا اتنا گرویدہ ہو چکا تھا کہ اپنی برتری کے قصے سنانے کے لیے خود میرے پاس دوڑا چلا آیا تھا۔ اس کی آمد کا یہ فائدہ ہوا کہ مجھے بارودی بیلٹ اور اس کی تباہ کاری کا علم ہو گیا۔ ایک طرف وہ ہتھیار میرے قبضے میں آنے والا تھا اور دوسری طرف بدری ناتھ جیسا خفیہ دشمن میری نگاہوں میں تھا۔ ان دونوں کو کسی تدبیر سے یکجا کر کے میں امریکا میں ایک نیا دھماکا کر سکتا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

بلیک ڈیڈ کافی دیر تک اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد مجھے خیال آیا کہ اس نے نک موڈلے کی لاش کے بارے میں ڈک کی رپورٹ کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ پاکستان میں ہر وقت ریشہ دوانیوں میں مصروف رہنے والے اس سخت گیر افسر کا پتا ایسے سرسری انداز میں صاف ہوا تھا کہ خود مجھے بھی اس کی باتیات کے بارے میں کچھ پوچھنے کا دھیان نہیں رہا تھا۔

میں اخبار بینی سے ناشتے کے دوران میں فارغ ہو چکا تھا۔ بلیک ڈیڈ کے چلے جانے کے بعد میں نے تلخ کافی کا دوسرا کپ پیتے ہوئے پیچہ پیچہ خبروں پر دوبارہ نگاہ ڈالی اور پھر اپنی خواب گاہ کی طرف ہولیا۔ وہاں شکن آلود بستر خالی تھا۔ قالین پر سے ٹوٹے ہوئے گلاس کے ٹکڑے سمیٹے جا چکے تھے اور ویرا باتھ روم میں بند تھی۔

میں نے گارہام ہوٹل کا نمبر ملایا تو بدری ناتھ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ مجھے خود بھی یہی توقع تھی کیونکہ عباس کرمانی کی تلاش کی مہم میں وہی کمرا بدری ناتھ کا گھر تھا اور وہی دفتر۔

"تھینک گاڈ!" میری آواز پر اس کی تشکر آمیز آواز ابھری۔ "مجھے ڈر تھا کہ کہیں اب تم نائب ہی نہ ہو جاؤ۔ تمہارے فون سے مجھے تسلی ہوئی ہے کہ تمہارا دل میری طرف سے صاف ہو چکا ہے۔"

"جب تک کشمیر سے تمہیں کوئی دوسری بری خبر نہیں ملتی، میرا دل صاف رہے گا۔"

"پلیز! ان باتوں کا حوالہ مت دو۔" اس کی آواز ملتجیانہ ہو گئی "وہ باتیں میں نے تم سے کچھ اگلوانے کے لیے کی تھیں۔ ان باتوں کو ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ اور یہ بتاؤ کہ میرے کام کا کیا رہا؟"

"اچھا ہوا کہ جارجیا کے بارے میں میرے کسی سوال سے پہلے تم نے اپنے کام کے بارے میں پوچھ لیا۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ اس نقل سے تم اپنے نمبر تو بڑھا سکتے ہو، میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے...."

"بالکل!" اس نے مضطربانہ لہجے میں میری بات درمیان سے ہی اچک لی "میں کل تم کو یہی سمجھانا چاہ رہا تھا۔ میری وقعت بڑھ جائے گی اور عباس کرمانی کے بارے میں تمہاری سلجھائی ہوئی کہانی میں بھی مزید جان پڑ جائے گی۔ فورٹ ہاؤس کے واقعے کے بعد حالات نے ایک نئی کروٹ لی ہے اور ہر طرف نئی چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں۔"

"کیا فورٹ ہاؤس کا کہانی سے کوئی تعلق نکل آیا ہے؟" میں نے اپنے اضطراب پر قابو پا کر اس سے سرسری لہجے میں پوچھا۔

"دو داؤدی ستارے لیزر گن سے مارے گئے تھے۔ لاشوں کے طبی معائنے کی رپورٹیں سامنے آنے کے بعد نت نئے نظریے قائم اور رد کیے جا رہے ہیں۔ کچھ لوگ احاق گھنی کے اصرار کو بھی اہمیت دے رہے ہیں اور فورٹ ہاؤس کے واقعے کو گھنی کی گرفتاری کا تسلسل قرار دے کر عباس کرمانی کے وجود کو مسترد کر رہے ہیں۔ انہیں تقویت ملی تو یہاں کی ساری توپوں کا رخ تمہاری طرف ہو جائے گا۔"

"اس طرح کہیں تم مجھ سے کچھ اور تو نہیں اگلوانا چاہ رہے؟" میں نے طنز سے پوچھا۔

"پھر وہی بدگمانی۔" بدری ناتھ کراہا "میں کہہ رہا ہوں کہ میرے اس ہذیان کو بھول جاؤ۔ میں آج کی سنگین ترین حقیقت تم کو بتا رہا ہوں۔ انہیں نک کی سلامتی کی طرف سے بھی گہری تشویش ہے۔ وہ کل شام اپنے ہوٹل سے نکلا تھا اور اب تک لاپتا ہے۔ اس کے بارے میں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو گے...."

"میں اس مردود کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" میں نے ترش لہجے میں اس کی بات کاٹ دی "پتا نہیں وہ شراب پی کر کس کال گرل کے اپارٹمنٹ میں اوندھا پڑا ہوا ہو گا۔ یہاں کے ہزاروں شہری اپنی کئی کئی راتیں گھروں سے باہر گزارنے کے عادی ہیں۔ اسے تو غائب ہوئے ایک رات ہی گزری ہے۔"

"پھر بھی وہ پریشان ہیں۔ اس کے ہر ممکنہ ٹھکانے سے رجوع کیا جا رہا ہے۔ میرا قائم کیا ہوا سحر آہستہ آہستہ اپنا اثر کھو رہا ہے۔ وہ اپنی عقلوں سے بھی سوچنے لگے ہیں۔ اس وقت ان پانچ کاغذوں کی نقلیں میری دم توڑتی ہوئی کہانی میں دوبارہ جان ڈال سکتی ہیں۔ تم چاہو تو اس دوران میں خاموشی سے یہاں سے نکل سکتے ہو۔ آنے والا وقت زیادہ برا نظر آ رہا ہے۔"

"وہ نقلیں آج کسی بھی وقت میرے پاس آ جائیں گی۔ میں فوراً ہی تمہیں پوسٹ کر دوں گا۔ کل کسی وقت وہ لفافہ تمہیں مل جائے گا۔" میں نے اصل خواہش کو دباتے ہوئے کہا۔

"کل تک دیر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر آج وہ کاغذ مل رہے ہیں تو مجھے وقت اور جگہ بتاؤ، میں خود آ کر تم سے وہ لفافہ لے لوں گا۔ جو کام آج ہو سکتا ہے اسے کل پر مت ٹالو۔"

"اس کے لئے تمہیں میری اگلی کال کا انتظار کرنا ہو گا۔ دیکھنا ہو گا کہ قاصد کب پہنچتا ہے۔"

"میں جم کر انتظار کروں گا۔ اس وقت میرے لیے یہ کام سب سے زیادہ اہم ہے۔"

"اگر رات ہو گئی تو تم ان کاغذوں کا کیا کرو گے؟" میں نے سکون سے سوال کیا۔

"میں اسی وقت دوڑ لگا دوں گا اور وہ لفافہ ذاتی طور پر سی آئی اے کے ڈائریکٹر تک پہنچاؤں گا۔ اس وقت وہ سب گیپ کے لیے مرے جا رہے ہیں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ تم یہ لفافہ براہِ راست صدر تک پہنچاؤ؟" میں نے پوچھا۔

"گیپ کا نام سنتے ہی میرے لیے وائٹ ہاؤس کے دروازے کھل جائیں گے مگر میری یہ حرکت چیچوری اور پروٹوکول کے خلاف

Downloaded from https://paksociety.com

سمجھی جائے گی۔ بعد میں میری بہت جگ ہنسائی ہوگی۔"

وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اسے اپنی بساط سے زیادہ لمبی اڑان لینے پر مجبور کرنا مناسب نہیں تھا۔ امریکا میں سی آئی اے کے سربراہ کا منصب بہت بڑا ہوتا ہے' اسے صدر کا دست راست اور قریبی آدمی تصور کیا جاتا ہے۔ اگر بدری ناتھ وہاں تک پہنچ سکتا تھا تو بہت کافی تھا۔

"اپنے کام کو تم مجھ سے بہتر سمجھتے ہو۔ میری خواہش ہے کہ تم وہ کاغذ کسی ذمے دار آدمی تک پہنچاؤ۔ وہ کون ہو سکتا ہے' یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے۔"

"میں اپنے ادارے کے سربراہ سے آگے جانے کا تصور نہیں کر سکتا۔ وہ کہاں جاتا ہے' یہ اس کا اپنا فیصلہ ہوگا' جس سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔"

"میں چاہوں گا کہ تمہارے سربراہ کا ردعمل اپنے کانوں سے سن سکوں۔" میں نے زیادہ زور دیے بغیر ایک معصوم اور فطری سی خواہش کا اظہار کیا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں وہیں سے تم کو رپورٹ دوں گا۔" بدری ناتھ نے روانی میں کہا۔

"وہ تمہارے الفاظ ہوں گے۔ میں اس کے الفاظ' اسی کی زبان سے براہِ راست سننا چاہتا ہوں۔" میری آواز میں ہلکی سی حسرت امڈ آئی۔

"میں کوئی جیبی ریکارڈر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" اس نے میری دلجوئی کے لیے فوراً پیش کش کی "میں نے سنا ہے کہ وہ ایک شیطانی کارخانہ ہے۔ وہاں جا بہ جا بگ اور اینٹی بگ ڈیوائسز نصب ہیں۔ اگر ان کی موجودگی میں بھی ریکارڈر کام کرتا رہا تو ساری آوازیں اور تبصرے میرے ٹیپ میں محفوظ ہو جائیں گے۔ وہ میں تمہیں پیش کردوں گا۔"

"جیبی ریکارڈر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ پکڑا گیا تو تم تحت الثریٰ میں جا گرو گے۔" میں چند ثانیوں کے لیے دانستہ خاموش ہوا پھر چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا "ٹھیک ہے' میں دیکھتا ہوں کہ ایک بیلٹ مجھے مل جائے۔ اس کے چمڑے میں کہیں ایک ننھا سا مائیکروفون پوشیدہ ہے۔ وہ بیلٹ مل گئی تو میں ہر آواز اپنے کانوں سے سن سکوں گا۔"

"یہ ترکیب بہت آسان رہے گی۔" بدری ناتھ خوش ہوگیا۔ "میں اپنی بیلٹ کی جگہ تمہاری دی ہوئی بیلٹ استعمال کروں گا۔ مل جائے تو وہ بیلٹ بھی ساتھ لیتے آنا۔ تم سے لفافہ لینے کے بعد میں ہوٹل کے بجائے سیدھا سی آئی اے ہیڈ کوارٹرز کی طرف نکل جاؤں گا۔"

پنچھی زیرِ دام آرہا تھا۔ میں نے پُرسکون ہو کر کہا "امید کم ہے مگر میں کوشش کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میری یہ خواہش پوری ہو جائے۔ میں سننا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ تمہاری کتنی عزت کرتے ہیں۔"

"بھگوان کا شکر اور تمہارا شکریہ کہ ابھی تک بات بنی ہوئی ہے۔ نقل کے بجائے گپ کے اصل کاغذ مل جاتے تو یہ لوگ مجھے اپنے سروں پر بٹھا لیتے۔"

"اگر حالات نے اجازت دی تو میں اس بارے میں بھی سوچوں گا۔" میں نے زیرِ لب مسکراہٹ کے ساتھ مکاری سے کہا۔ "فی الحال نقل پر ہی اکتفا کرو۔ زیادہ لمبی چھلانگ لگاتے ہوئے اندازے کی ذرا سی بھی غلطی ہو جائے تو آدمی اپنی ہڈیاں پسلیاں تڑوا بیٹھتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں خود بھی زمین پر ٹک کر چلنے کا عادی ہوں۔ میرے لیے اتنی یقین دہانی ہی کافی ہے کہ تم کسی بھلے وقت پر اصل کاغذوں کے بارے میں سوچنے کا وعدہ کر رہے ہو۔"

"جارجیا کے بارے میں تم نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا۔" میں نے اسے یاد دلایا۔

"میں کوششوں میں لگا ہوا ہوں۔ فی الحال میرے پاس بتانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کے باوجود تمہاری جیسی تیزی سے نتائج حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔"

میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر سر گھمایا تو ویرا اپنے گیلے بالوں پر تولیہ لپیٹے میرے قریب کھڑی مجھے خشمگیں نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری نظروں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ غسل کے باوجود تمہارے من کا میل نہیں دھل سکا۔" میں نے مسکرا کر [illegible] مارتے ہوئے کہا "کیا اب نشر مکرر کا ارادہ باندھ رہی ہو؟"

"فضول باتیں مت کرو۔ میں بہت دیر سے اپنا غصہ ضبط کیے کھڑی ہوں۔"

"تھک گئی تھیں تو بیٹھ جاتیں۔ اس میں غصے کی کیا بات ہے؟" میں نے اس کا فقرہ اچک کر کہا۔

"تم اسپیکر فون کے بجائے ریسیور کیوں استعمال کر رہے تھے؟" ویرا نے رکھائی سے پوچھا۔

"کیا اس کے استعمال پر کوئی پابندی ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا "تم کمرے میں موجود ہوتیں تو میں ضرور اسپیکر فون ہی استعمال کرتا۔ تم نے یہ اندازہ تو لگا ہی لیا ہوگا کہ میں جینی سے نہیں' بدری ناتھ سے بات کر رہا تھا۔"

"یہ کون سی بیلٹ کا چکر تھا؟ تم اسے کہاں بھیج رہے ہو؟" ویرا نے کرسی سنبھال کر اپنے کھلے ہوئے الجھے ہوئے بالوں کو تولیے سے خشک کرنا شروع کر دیا۔

معاً مجھے یاد آیا کہ ویرا دیر تک سوتے رہنے کی وجہ سے اس روز کی ہر پیش رفت سے بے خبر تھی۔ میں نے کہا "بلیک ڈیٹ آیا تھا۔ شام تک وہ میرا بیلٹ بدل بھائی بننے والا ہے۔"

Downloaded from https://paksociety

"سیدھی طرح بات کرو ورنہ میں دوسرا طریقہ استعمال کروں گی۔" وہ تیزی سے بولی۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ رات والے طریقے کے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔" میں نے جلدی سے کہا اور پھر اسے بریف کرنا شروع کردیا۔

"تم نے بدری ناتھ کی جو باتیں بتائیں' ان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اب بھی تمہارے ساتھ مخلص ہے۔ پچھلی گفتگو میں اس نے تمہیں دھوکا دینے کی کوشش نہیں کی تھی۔"

"بدقسمتی سے ایسا ہی ہے مگر اس کے دل میں اپنی ناموری کی آرزو بہت توانا ہے۔ شہرت حاصل کرنے کے لیے وہ کسی بھی وقت کوئی گندی حرکت کرسکتا ہے۔"

"یہ تم اپنے فیصلے کے جواز میں کہہ رہے ہو ورنہ ایسا اندیشہ بہت موہوم ہے۔"

"کتنا بھی موہوم ہو مگر اس کی طرف سے خطرہ ضرور ہے۔ اسی لیے میں نے اسے گیپ کے اصل کاغذوں کے بارے میں امید دلائی ہے۔"

"اس لالچ میں وہ تمہارے ایک اشارے پر دوڑا چلا آئے گا اور تم اس کی کمر میں بارودی پٹا ڈال کر اسے سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹرز کی طرف ہانک دو گے۔"

"مجبوری ہے۔" میں نے شانے اچکا کر کہا "اس وقت وہی ایک ایسا آدمی ہے جو اس عمارت میں کسی روک ٹوک کے بغیر گھس سکتا ہے۔ تم کوئی دوسرا نام بتادو تو اسے کسی اگلے موقع کے لیے پالا جاسکتا ہے۔"

"آج شام تک تم اسے بارودی بیلٹ سے اڑانے کا فیصلہ کرچکے ہو؟"

"ارادہ یہی ہے کہ یہ کارِ خیر سورج ڈھلنے سے پہلے انجام دیا جائے۔ وقت کا سارا انحصار بلیک ڈیڈ کی طرف سے بیلٹ ملنے پر ہے۔ کاغذوں کی فاضل نقل بریف کیس میں محفوظ ہے۔"

"تم یہاں بیٹھ کر اس کی نقل و حرکت کو پوری طرح مانیٹر کرسکو گے؟" اس نے پوچھا۔

"یہ خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا۔ ریسیور کی رینج کم ہے۔ ہمیں اس کے پیچھے جانا ہوگا۔"

"ہوسکتا ہے کہ تم سے ملنے کے لیے وہ اکیلا نہ آئے۔ کوئی اس کی حفاظت کررہا ہو؟"

"یہ خطرہ میرے ذہن میں موجود ہے۔ اس کا تدارک بلیک ڈیڈ کو کرنا ہوگا۔"

"تم نے سب کچھ سوچ لیا ہے تو پھر یہ بھی طے کرچکے ہو گے کہ کل ہمیں ہر حال میں یہاں سے نکل جانا ہے۔ بدری ناتھ کو ٹھکانے لگانے کے بعد ہم نازک صورتِ حال میں گھر جائیں گے۔"

"مجھے ایسا کوئی خطرہ نظر نہیں آتا۔ ضروری ہوا تو ہم کل بھی جاسکتے ہیں۔"

"فورٹ ہاؤس میں تم نے بروقت مجھے نہیں روکا تھا مگر میں تمہیں وقت سے پہلے خطرے سے ضرور خبردار کررہی ہوں۔ بیم گن کی طرح ٹی این ٹی بیلٹ بھی پیری کاویل کی طرف سے بلیک ڈیڈ کو ملی ہے۔ بیم گن کے بعد بارودی بیلٹ کا استعمال اس بات پر تصدیق کی مہر ثبت کردے گا کہ شی کا کوئی منحرف آئی مین چوری چھپے ان کارروائیوں کی پشت پناہی کررہا ہے۔ امریکا میں ایسی حمایت صرف ہم دونوں کو مل سکتی ہے۔ ہمارے خلاف آئزک بیل کا بیان ریکارڈ پر ہے۔ ساری کڑیاں آسانی سی ملتی چلی جائیں گی۔"

میں بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گیا۔ وہ بہت سامنے کی بات تھی جو میری نظروں سے اوجھل تھی۔ میں نے ہتھیار ڈال دیے۔

"بدری کا راہ سے ہٹایا جانا ناگزیر ہوچکا ہے۔ وہ را کا واحد ایجنٹ ہے جو مجھ سے واقف ہوچکا ہے۔ یہ سمجھو کہ کل ہمیں یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے۔"

ویرا گیلا تولیہ ایک طرف ڈال کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی "اگر ڈک نے نک موڈلے کی لاش کو غرقاب کرنے میں بے پروائی سے کام لیا ہے تو وہ کسی بھی وقت پھول کر دریا کے کسی کنارے پر لگ سکتی ہے۔ حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی کی وجہ سے تم مسلسل آگ سے کھیل رہے ہو۔ ایک مرتبہ ہمارا نام منظرِ عام پر آگیا تو پولیس بلیک ڈیڈ کو بھی نہیں بخشے گی۔ قانون ذرا دیر سے ہی حرکت میں آتا ہے لیکن جب اس کا عمل شروع ہوتا ہے تو یہ کسی مست سانڈ کی طرح اپنی راہ میں آنے والے ہر وجود کو روند کر رکھ دیتا ہے۔"

"آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر فلمی ڈائیلاگ بولنے کی ضرورت نہیں۔ بس اتنا کافی ہے کہ آج رات خطرات اپنی انتہا کو پہنچ جائیں گے۔ ہمیں فرار کی راہ اختیار کرلینی چاہیے۔"

میں نے اسپیکر فون آن کرکے وہی نمبر ملالیا جس پر مائیک اکثر جوڈی یا بلیک ڈیڈ سے بات کرتا رہتا تھا۔ لائن ملتے ہی اسپیکر پر ایک کرخت اور جھٹکے دار نسوانی آواز گونجی۔ اس نے صرف ہیلو پر اکتفا نہ کرتے ہوئے یہ بھی جاننا چاہا کہ کون اس سے ہم کلام ہونے کی سعادت حاصل کررہا تھا۔

میں نے بلیک ڈیڈ سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ دوسری طرف سے تحقیر آمیز انکار کے ساتھ فون بند کردیا گیا۔ وہ واضح طور پر جوڈی کی آواز تھی مگر اس کا رویہ ناقابلِ فہم تھا۔

"وہ صرف بلیک ڈیڈ سے بچتی ہے ورنہ دوسروں کو ہر سی طرح اپنی زبان سے ادھیڑ ڈالتی ہے۔ شرافت سے مائیک کو بلالو۔ وہ تمہاری مشکل آسان کردے گا۔" ویرا نے اس صورتِ حال سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

مائیک' ویرا کو ناشتا دینے کے انتظار میں کچن میں موجود تھا۔ گھنٹی بجاتے ہی کمرے میں آگیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"تمہاری کٹکھنی بڑھیا میرے بس سے باہر ہے۔ ذرا اپنے باس سے بات کراؤ۔" میں نے کہا۔

مائیک ذہین تھا۔ صورتِ حال سمجھ گیا۔ اسپیکر فون آن کر کے اس نے پورا نمبر ملانے کے بجائے صرف ری ڈائیل بٹن دبانے پر اکتفا کیا۔ گھنٹی بجنے پر وہی نمبر ملا۔ جوڈی کی وہی سخت آواز ابھری اور مائیک نے فوراً کہا "جوڈی ڈارلنگ! ذرا باس سے بات کرادو۔"

"تم..... اٹھائی گیرے! تمہیں ہر وقت باس سے ہم کلام ہونے کا زیادہ ہی شوق ہو گیا ہے؟"

"یہ شوق مجھے نہیں' باس کے ان مہمانوں کو ہے جو آج کل میرے چیف ہیں۔"

مائیک کی وضاحت سنتے ہی بڑھیا سنبھل گئی "ہولڈ کرو۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ میں کانفرنس لائن پر اس سے بات کراتی ہوں۔" اسپیکر پر سناٹا سا چھا گیا۔

"اب باس ہی لائن پر آئے گا۔" یہ اطلاع دے کر مائیک کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

چند ثانیوں بعد ہی بلیک ڈیڈ فون پر موجود تھا مگر اس کے بولتے ہی سی ایس ڈی حرکت میں آئی اور لائن کٹ گئی۔ میں لمحے بھر کے لیے چکرا گیا مگر پھر بات سمجھ میں آ گئی۔

جوڈی نے کانفرنس لائن پر بات کرانے کی کوشش کی تھی یعنی ہمارا فون جوڈی کے فون کے ذریعے بلیک ڈیڈ کے نمبر سے ملایا گیا تھا۔ بیک وقت تین لائنیں فعال ہوتے ہی سی ایس ڈی نے لائن بند کر دی۔

میں مائیک کو دوبارہ بلانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ویرا اپنے بال سنوار کر ناشتے کے لیے جا چکی تھی' میں نے پھرتی سے ریسیور اٹھا لیا۔

"جب بھی جوڈی درمیان میں ہوتی ہے' تمہارا فون بند کیوں ہو جاتا ہے۔" دوسری طرف سے بلیک ڈیڈ اشتباہ آمیز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"اس وقت میں نے خود فون بند کیا تھا۔" سی ایس ڈی کا راز پوشیدہ رکھنے کے لیے وہ ذمے داری میں نے اپنے سر لے لی "مجھے شبہ ہوا تھا کہ درمیان میں کوئی ہماری بات سننے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"تمہارا شبہ صحیح تھا۔ وہ کانفرنس لائن تھی۔ جوڈی لائن پر تھی مگر وہ ہماری بات سننے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ یہ بتاؤ کہ اتنی سی دیر میں تمہیں دوبارہ میری ضرورت کیوں پڑ گئی؟"

"پتلون ڈھیلی ہو گئی ہے۔ بیلٹ کب بھجوا رہے ہو؟" میں نے نرمی سے پوچھا۔

"اوہ! تم نے اتنی جلدی کوئی دوسرا شکار تلاش کر لیا" اس کی آواز سے حیرت عیاں تھی۔

"اگلے روز کی نشستیں کنفرم ہوں تو تیزی دکھانی ہی پڑ جاتی ہے۔"

"میرا سمجھانا بے سود رہا۔ تم کل یہاں سے جانے کا پکا ارادہ کر ہی چکے ہو۔"

"یہ میرا نہیں' تمہاری چہیتی بے بی کا اصرار ہے۔ وہ یہاں پڑے پڑے اکتا گئی ہے۔"

"یہ تمہارا قصور ہے۔ اس سے دوستی کی ہے تو اس کی ہاں ہوئی کا بھی خیال رکھو۔ تم اسے بھول کر ہر وقت کام کی دھن میں لگے رہتے ہو۔ اس کا اکتا جانا میرے لیے قابلِ فہم ہے۔"

"اب واپس جا کر ہی تمہارے مشورے پر عمل کیا جا سکے گا' وہ اڑ گئی ہے۔"

"پھر تم بیلٹ کا کیا کرو گے۔ کیا اسے ساتھ لے جانے کا ارادہ ہے؟" اس نے پوچھا۔

"گارہام ہوٹل میں آج کل سی آئی اے والوں کا کیمپ آفس قائم ہے۔ اس کا سربراہ بدری ناتھ نامی ایک انڈین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بیلٹ مل جائے تو میں اسے بلانا چاہتا ہوں۔"

"اور وہ دوڑا چلا آئے گا؟" بلیک ڈیڈ کو میری بات پر یقین نہیں آ سکا تھا۔

"ہاں' اسے شدت سے میری تلاش ہے۔ میں اس بارے میں اسے ٹپ دینے کے لیے بلاؤں گا اور وہ مجھ سے ملاقات کے بعد سیدھا سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹرز کی طرف دوڑ لگا دے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کام جلد از جلد نمٹا لیا جائے۔"

"بیلٹ ایک گھنٹے میں تم کو مل جائے گی۔ یہ سمجھ لینا کہ فاصلہ کافی زیادہ ہے۔ تم کو اس کے پیچھے جانا پڑے گا ورنہ تمہارا ریموٹ ناکارہ ہو کر رہ جائے گا۔ اس کی رینج ڈیڑھ سو کلومیٹر ہے مگر عمارتوں اور دوسری رکاوٹوں کی وجہ سے اس پر صرف سو کلومیٹر تک بھروسا کیا جا سکتا ہے۔"

"میں اس سے کسی بھی وقت پانچ دس کلومیٹر سے زیادہ دور نہیں رہوں گا۔"

"مائیک تمہارے لیے بہترین ڈرائیور ثابت ہو گا۔ وہ ان علاقوں کا کیڑا ہے۔"

"اس کی رہنمائی ناگزیر ہے مگر تمہیں ایک آدمی اور دینا ہو گا۔ وہ اسی وقت گارہام کی نگرانی شروع کر دے گا۔ اسے یہ دیکھنا ہو گا کہ بدری ناتھ ہوٹل سے اکیلا ہی نکلتا ہے یا کوئی اور گاڑی بھی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ تمہارا آدمی اپریٹس پر مجھے کلیرنس دے گا تب میں اس سے ملوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ بیلٹ کے ساتھ اپریٹس بھی تمہیں مل جائے گا۔ نگرانی کے لیے ڈک کو بھیجے دیتا ہوں۔ تم دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں رہے ہو۔ اپریٹس پر تمہارا مسلسل رابطہ رہے گا۔ تمہارا کوڈ ہیری ہو گا۔ وہ چارلی کے نام سے تمہیں رجوع کرے گا۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"ویری گڈ۔" میں نے حقیقی مسرت کے ساتھ کہا "تمہارے اس مردانہ تعاون سے دل شیر ہو جاتا ہے۔ اب یہ ہوگا کہ چارلی کی کلیرنس کے بعد میں بدری سے مل کر فرضی ٹپ کے ساتھ بیلٹ کا تحفہ اسے پیش کروں گا۔ وہ نیویارک سے روانہ ہو جائے گا۔ میں اس کے پیچھے نکلوں گا۔ چارلی کو ہمارے پیچھے رہ کر یہ دیکھنا ہے کہ کوئی اور ہمارا تعاقب نہ کرنے پائے۔"

"سب کچھ تمہاری مرضی کے عین مطابق ہوگا۔ اب یہ بتاؤ کہ اس انڈین سیکرٹ ایجنٹ کو شہر میں کہاں بلا رہے ہو؟" بلیک ڈیڈ نے میرے پروگرام پر صاد کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہ اسے ڈریم لینڈ ہی بلالوں؟" میں نے سنجیدگی سے تجویز پیش کی۔

"ہرگز نہیں۔ میری وجہ سے ڈریم لینڈ آج کل ہر اجنبی کی نظروں میں آیا ہوا ہے۔ اس کا نام سنتے ہی تمہارا شکار بھڑک جائے گا۔ اسے پین اسٹیشن پر بلالو۔ تمہارے پین پلازا ہوٹل کے قریب وہ جگہ ایسے کاموں کے لیے بہت موزوں ہے۔" بلیک ڈیڈ کی وضاحت اور تجویز بہت مناسب تھی۔

وہ نیویارک سے باہر کی ایک خطرناک مہم تھی۔ بلیک ڈیڈ کو میرے اور بدری ناتھ کے گٹھ جوڑ کا سرے سے کوئی علم نہیں تھا۔ وہ بس اتنا جانتا تھا کہ سی آئی اے سے تعلق رکھنے والے گدھے بھی ہاتھیوں کو تل کر کھا جانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ وہ ضروری نکات پر مجھے بریفنگ دیتا رہا۔ آخر کار گفتگو کا وہ فیصلہ کن سلسلہ موقوف ہو گیا۔ میں اس کام سے فارغ ہو کر کچن میں پہنچ گیا۔

ویرا میز پر اخبار پھیلائے ناشتے میں مصروف تھی۔ مائیک نے میرے لیے بھی ایک خالی پیالی میز پر رکھ دی۔

"روانگی کی تیاری پکڑلو۔" میں نے ویرا کو سنانے کے لیے مائیک سے کہا "دوپہر تک ہمیں شہر سے باہر جانا ہے۔ واپسی میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔"

ویرا نے فوراً ہی اخبار ایک طرف سمیٹ دیا۔ شاید اسے توقع نہیں تھی کہ اتنی جلدی روانگی کا کوئی پروگرام طے ہو سکے گا۔ اس کے ساتھ مائیک نے بھی سوالات داغنے شروع کر دیے۔

اپنے پروگرام کے بارے میں میرا ذہن صاف تھا۔ بلیک ڈیڈ سے تفصیلی گفتگو ہونے کے بعد رہا سہا ہر ابہام دور ہو گیا تھا۔ میں بلا تکان ان دونوں کے ہر سوال کا جواب دیتا چلا گیا۔

"اس کے لیے روٹ پچانوے سب سے بہتر رہے گا۔" سب کچھ سمجھ لینے کے بعد مائیک نے اپنی مہارت کا اظہار ضروری سمجھتے ہوئے کہا "اس راستے پر ہم واشنگٹن سے گزرتے ہوئے رچمنڈ اور پھر مطلوبہ مقام تک پہنچ جائیں گے۔ سی آئی اے کا مرکز ان ہی اطراف میں کہیں واقع ہے۔"

"ضروری نہیں کہ ہم وہاں تک جائیں۔ ہم رچمنڈ میں رک کر بھی اپنا کام کر سکتے ہیں۔" مجھے یاد تھا کہ ورجینیا میں اپنی تربیت کے دنوں میں بدری ناتھ رچمنڈ ہی کے ایک ہوٹل میں مقیم تھا۔

مائیک ہم سے اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ویرا مسکراتے ہوئے بولی "آج کے لیے مجھے بھی خاصی تیاری کرنی پڑے گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ امریکا میں ہمارا آخری مشن ثابت ہو اور ہمیں دوبارہ ادھر آنے کا موقع نہ مل سکے۔ اب تک ہم نے انہیں نگنی کا ناچ نچایا ہوا ہے۔"

"جو تیاری چاہو' کرو لیکن اپنے شانے کا تل ذرا احتیاط سے چھپالینا۔ آج پھر ڈک ہمارے ساتھ ہوگا۔"

"ہوا کرے' اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ دوسری گاڑی میں ہم سے دور رہ کر وہ میری جوتی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔" ویرا دلکش مسکراہٹ کے ساتھ بولی "میں تمہاری موجودگی کا لحاظ کرتی ہوں ورنہ میں ایسے بدنظر مردوں کو بہت ڈھٹائی کے ساتھ سسکا سسکا کر ذلیل کرنا جانتی ہوں۔"

"وہ بدنظر نہیں ہے۔ تم بلاوجہ اس کی طرف سے اپنے دل میں کدورت لیے بیٹھی ہو۔ وہ اتنے ادب اور احترام سے تمہیں مس کہہ کر مخاطب کر رہا تھا کہ میں اس پر کسی الزام تراشی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈک کسی جن کی طرح مسکراتا ہوا آموجود ہوا۔ مائیک اس کے ساتھ تھا۔ اس نے آتے ہی ایک لفافہ میرے حوالے کر دیا۔

لفافے میں ٹرانسمٹر تھا اور گتے کے پتلے سے ڈبے میں خوفناک بارودی بیلٹ موجود تھی۔ دیکھنے میں وہ عام سی سیاہ چرمی

قلمی دوستی کے انٹرنیشنل رسائل دستیاب ہیں

ہزاروں لڑکوں' لڑکیوں سے قلمی' ٹیلی فونک دوستی تبادلہ تحائف' میرج' اشعار' غزلیں' کہانیاں' انعامی اسکیمیں' فلمی ستاروں کے ایڈریسز کیلئے گھر بیٹھے کوئی بھی میگزین بذریعہ VP منگوائیں۔

(1)	کلثوم پین فرینڈز انٹرنیشنل	پاکستان 100
(2)	ورلڈ بیوٹی	پاکستان 125
(3)	I.P.C	سویڈن 200
(4)	ورلڈ فرینڈز	کوریا 300
(5)	سگنل	فن لینڈ 400
(6)	پین پال	سوئٹزرلینڈ 550

نوٹ : بیرون ممالک میں مقیم قارئین بینک ڈرافٹ محمد صادق کے نام بنا کر ارسال کریں۔

سیکریٹری کلب : مس شائستہ
پوسٹ بکس نمبر 3925 کراچی نمبر 4

Downloaded from https://paksociety.com